بنیادی دینی تعلیمات

اسکول وکالجز کے اساتذہ وطلبہ اور ہر بالغ مرد وعورت
کے لیے بنیادی دینی تعلیم کا مختصر نصاب

حصّہ دوم

THE ESSENTIAL MORAL EDUCATION

Diploma Certification course

Level-2

محمد الیاس ندویؔ



مولانا ابوالحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۳۰ بھٹکل، کرناٹک
nadviacademy@hotmail.com

بنیادی دینی تعلیمات

اسکول وکالجز کے اساتذہ وطلبہ اور ہر بالغ مرد وعورت
کے لیے بنیادی دینی تعلیم کا مختصر نصاب
(حصہ دوم)

The Essential Moral Education

Diploma Certification course
Level-2

مرتب

محمد الیاس ندوی

معاونین

رحمت اللہ رکن الدین ندوی، محمد مستقیم محتشم ندوی

مولانا ابوالحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر 30 بھٹکل 581320، کرناٹک
nadviacademy@hotmail.com

نام کتاب: بنیادی دینی تعلیمات (حصہ دوم)
مرتب : محمد الیاس ندوی
معاونین : رحمت اللہ رکن الدین ندوی، محمد مستقیم محتشم ندوی
ڈیزائنگ : محمد منصور ندوی، محمد غفران کوبٹے ندوی
طابع وناشر: مولانا ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل (کرناٹک)
قیمت : =/150روپے

ملنے کا پتہ

مولانا ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل (کرناٹک)
P.O Box No, 30 Bhatkal 581320 (Karnataka)
Email: nadviacademy@hotmail.com
Mob No: +91 9620104757 / +91 8747921585

Our Books are available at:

Moulana Abul Hasan Ali Nadwi Academy

Raja Building, 1st Floor,Karan Nagar Srinagar-190 010,Jammu & Kashmir
Mob No: +91 9018103786 / +91 9419407687 / +91 9906405268
www.moraleducationconcil.com

ہدایات برائے معلمین ومعلمات

☆ اسلام کی بنیادی تعلیمات کا یہ مختصر نصاب اسکول، کالجز اور یونیورسٹیوں وغیرہ میں زیر تعلیم اور وہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ وطالبات کے لیے ترتیب دیا گیا ہے، ہفتہ میں ایک دن تعطیل کے حساب سے یہ تقریباً چالیس دن کا نصاب ہے۔

☆ معلمین اور معلمات دورانِ درس حفظ قرآن اور ترجمہ قرآن سے قبل قرآن کے الفاظ کو صحت کے ساتھ پڑھنے کی مشق کرائیں اور مخارج کو صحیح ادا کرواکر تجوید کے بنیادی قواعد کے مطابق قرآن کریم کی سورتوں کی تصحیح کرائیں۔

☆ ترجمہ قرآن، دعائیں، اذکارِ نماز اور احادیث کو زبانی یاد کرائیں اور کتاب کے آخر میں درج چارٹ میں دستخط کے ساتھ اندراج کریں۔

☆ ہر دن کے سبق میں بعض مضامین کا تعلق زبانی یاد کرنے سے ہے اور بعض کا تعلق عملی تربیت اور ذہن سازی سے۔

☆ روزانہ کی عملی سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دیں اور دوسرے دن اس کا جائزہ لیں کہ اس پر عمل شروع ہوا یا نہیں۔

☆ فقہی مسائل میں مسائل کو سمجھانے کے بعد وضو نماز وغیرہ کی عملی مشق بھی کرائیں۔

☆ ایک ہفتہ کا نصاب مکمل ہونے کے بعد طلبہ کا زبانی وتحریری دونوں امتحان لیں اور سنتوں پر عمل کا جائزہ بھی، اسی طرح نصاب مکمل ہونے کے بعد پورے نصاب کا بھی امتحان لیں۔

☆ طلبہ وطالبات کو اسباق پڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کے فکر وذہن کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

☆ ایک درجہ میں چار سے زائد طلبہ وطالبات نہ ہوں تاکہ پوری توجہ کے ساتھ ان پر انفرادی محنت ہوسکے۔

☆ کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ حاضری لازم کریں، اگر ایک گھنٹہ میں ایک دن میں اس دن کا سبق مکمل نہ ہو تو اگلے دن اس کی تکمیل کرائیں۔

☆ اس نصاب کی تکمیل کے بعد اگر طلبہ اپنی تعلیم کو جاری رکھنا چاہیں تو سیرت، فقہ عقائد وغیرہ کی منتخب کتابوں کا درس جاری رکھیں، حفظ قرآن کے سلسلہ کو آگے بڑھائیں اور آسان درس تفسیر ودرس حدیث کا سلسلہ شروع کریں۔

☆ کم از کم چھ ماہ اس نظام تعلیم میں شریک ہونے والے طلبہ وطالبات کو اپنے ادارہ کی طرف سے ڈپلومہ ان اسلامک اسٹڈیز کی سرٹیفکیٹ دیں۔

مقدمہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدالمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، امابعد !

امت مسلمہ کا اِس وقت سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ظاہری دینی مظاہر میں اضافہ کے باوجود نئی نسل میں اسلام پر اعتماد روز بروز کم ہوتا جارہا ہے، اس کا بنیادی سبب بچپن سے اپنی اولاد کو بنیادی دینی تعلیم سے آراستہ کرانے میں والدین وسرپرستوں کی کوتاہی ہے، اسی کے ساتھ برِصغیر میں مغرب سے درآمد نئے نظام ونصابِ تعلیم اور موجودہ سوشل میڈیا کے عمل دخل نے ان کو اسلام سے عملی ہی نہیں بلکہ فکری طور پر دور کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے، مسلم معاشرہ میں اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کرنے کے جنون اوراس کے لیے معیاری اسکولوں اور کالجز کے انتخاب نے سرپرستوں کے ذہنوں سے ایمان وشرک، حلال وحرام اور جائز وناجائز کے فرق کو مٹادیاہے، نصابی ضروریات اور ثقافتی پروگراموں کے نام سے اپنی اولاد کو ایمان سوز حرکتوں سے روکنے پر ان کا کمزور ایمان آج کامیاب نہیں ہورہاہے، مخلوط تعلیم سے کل تک حیاسوز واقعات سامنے آرہے تھے، افسوس اب ایمان سوز واقعات کا سامنا کرنا پڑرہاہے، ہم روز اس کا مشاہدہ کررہے ہیں کہ ہمارے بچے اور بچیاں صرف اپنی شادیوں کی خاطر اپنے ایمان واسلام کو چھوڑنے میں بھی عار محسوس نہیں کررہے ہیں۔

اسلام پر بڑھتی اعتماد کی اس کمی میں اب صرف خوش حال گھرانوں کے بچے اور بچیاں نہیں رہ گئے ہیں، اعلیٰ تعلیم کے شوق میں اسکالرشپ یادوسروں کی مدد سے تعلیم حاصل کرنے والے درمیانی یاغریب گھرانوں کی اولاد کا بھی حال کچھ کم قابلِ تشویش نہیں ہے تعلیم سے فراغت کے بعد شادی سے پہلے ملازمت کے نہ ملنے پر گھروں میں بے کار بیٹھے رہناان کے لیے گوارا ہے، لیکن دین کی بنیادی باتوں سے واقفیت کے لیے ایک سالہ عالمیت کے مختصر مدتی کورس میں داخلہ لیناان کے لیے سببِ عار ہے، اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے زعم میں وہ اس کو اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں، اب ایسے بچوں اور بچیوں کو ہم جبر واکراہ سے دینی مدارس میں داخل نہیں کرسکتے، والدین اگر ذہناً بھی تیار ہوجائیں تو بچے آمادہ نہیں، اگر بچوں کو شوق ہوجائے تو والدین وسرپرست ان مدارس میں اپنے نونہالوں کو بھیجنا اپنی شان کے منافی سمجھ کران کو روک دیتے ہیں، ان سب محرکات کے تناظر میں ایک کامیاب، آسان اور عملی شکل جو ہوسکتی ہے وہ یہ کہ ان کو اس کے لیے ایک سالہ یا دوسالہ عالمیت کورس کے نام سے ان کو دینی تعلیم کی دعوت نہ دی جائے، بلکہ صرف یہ کہا جائے کہ صرف ایک ہفتہ یاپندرہ دن یاایک ماہ کا کورس ہے، وہ بھی صرف روزانہ ایک گھنٹہ کے لیے، ہفتہ میں ایک دن تعطیل کے ساتھ صرف چھ دن، اس کو اپنی جاری تعلیم یاملازمت یاگھریلو یاخانگی مشغولیات کے ساتھ بھی پورا کرسکتے ہیں، مثلاً کالج یایونیورسٹی یاکمپنی کی ملازمت سے شام کو

پانچ بجے فارغ ہوتے ہیں تو چھ بجے تک گھر پہنچ کر گھریلو ضروریات سے فارغ ہو کر ٦ سے ٧ یا ٧ سے ٨ یا ٨ سے ٩ کا وقت دیں، ان سے کہیں کہ ایک ہفتہ کے اس دینی کورس میں آپ کا جی لگے تو پندرہ دن کا کریں، پندرہ دن تک پسند آئے تو پھر ایک ماہ، اسی طرح سہ ماہی اور ششماہی دینی نصاب مکمل کریں کالجز میں زیر تعلیم یا وہاں سے فارغ طالبات یا طلبہ اس پُرکشش قرآنی و دینی نظام میں شرکت پر آمادہ ہو جائیں تو پہلے ہفتہ معلمین کو صرف سورہ فاتحہ کے ساتھ پانچ سورتیں اور نماز کے پورے اذکار زبانی یاد کرانے ہیں، اس کے ساتھ ایک صفحہ یومیہ ناظرہ قرآن درست کرانا ہے، روزانہ پانچ مسائل بتانے ہیں، ایمانیات پر روزانہ دس منٹ بات کرنی ہے جس میں شرک وکفر کی جزئیات کو بیان کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کمالات واختیارات اور بے پناہ تصرفات کے مالک ہونے کو بیان کرنا ہے، پانچ منٹ سیرت نبوی کی اہم باتیں خلاصہ کے طور پر بیان کرنی ہیں، اسی طرح روزانہ ان کو ایک سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دینی ہے مثلاً پہلے دن باوضو رہنے، دوسرے دن اشراق کی نماز پڑھنے، تیسرے دن رات کو معوذتین پڑھ کر سونے وغیرہ کی فضیلت روزانہ ایک سنت پر عمل کی ان کو ترغیب کے ساتھ ہر دوسرے دن اس کا جائزہ بھی لینا ہے، اس پورے پس منظر میں ضروری ہے کہ ان بچوں اور بچیوں کے مزاج اور نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کو گھر کے ماحول کی طرح اس تعلیم کے دوران پُرکشش ماحول فراہم کیا جائے تاکہ ان کو وحشت نہ ہو، ذاتی یا کرایہ کی جس عمارت میں بھی اس جزوقتی مدرسہ کا نظم ہو وہ پُرکشش ہو، صفائی ستھرائی کا خیال رکھا جائے، اچھے علاقہ میں اس کا محل وقوع ہو، غرض یہ کہ وہ سب اسباب ووسائل جن کے نہ ہونے سے اچھے گھرانوں کے اور عصری تعلیم یافتہ بچے اور بچیاں مدارس سے آج کل بہانہ بنا کر وحشت محسوس کرتے ہیں ہمیں اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جائز حد تک ان سب طبعی ضروریات کا انتظام کرنا ہے، حسبِ ضرورت ان کو گھروں سے لانے لے جانے کے لیے سواریوں کا بھی نظم کرنا ہے۔

اس طرح امید ہے کہ جو نوجوان بچیاں اور بچے مدرسوں میں آنے سے کتراتے ہیں یا جن کے پاس اپنی ملازمتوں یا تعلیم میں مشغولیت کی وجہ سے مستقل اپنا وقت بنیادی دینی تعلیم کے لیے فارغ کرنے کی گنجائش نہیں ہے وہ مختصر مدتی ان کورسس سے بڑی آسانی سے فائدہ اٹھا پائیں گے، اگر کسی نے تین ماہ، چھ ماہ یا ایک سال کا کورس مکمل بھی نہیں کیا، صرف ایک دو ہفتہ تک ہی فائدہ اٹھایا تو کم از کم روزمرہ کے اہم دینی فرائض سے واقف ہو جائیں گے اور حرام وحلال کے تعلق سے موٹی موٹی باتیں ان شاء اللہ ان کے ذہن نشین ہو جائیں گی۔

دینی مدارس کے ذمہ داران اور علماء کے پیشِ نظر یہ بات رہے کہ ہمارا کام صرف مدرسہ کی چہار دیواری میں موجود طلبہ وطالبات کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے تک محدود نہیں بلکہ امتِ مسلمہ اور نئی نسل کی وہ بہت بڑی تعداد جو مادیت اور مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر دینی تعلیم سے کوسوں دور ہے بلکہ اسلام پر اعتماد کی بڑھتی کمی کے ساتھ وہ غیر شعوری طور پر الحاد وارتداد کی طرف جا رہی ہے ان کو ان کی جگہ رکھتے ہوئے بنیادی دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا فریضہ بھی ہمارا ہی ہے، اور ہمیں ہی ان شاء اللہ حکمت

وموعظت کے ساتھ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے ترغیبی وجدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے ان کو ایمان واسلام پر باقی رکھنے کی فکر کرنا ہے،اس کے لیے صرف اپنی فکر کو وسعت دینے اور اپنی دینی تعلیمی خدمات کے موجودہ دائرہ کو صرف تھوڑا سا وسیع کرنے کی ضرورت ہے مثلاً اب تک ہمارے مدرسہ کے پچاس لاکھ کے سالانہ بجٹ سے پانچ سو طلبہ کی دینی تعلیم کا نظم ہو رہا ہے تو اس میں اب صرف دس فیصد اضافہ کے ساتھ سالانہ پانچ لاکھ شامل کرنے یا اسی بجٹ میں اس رقم کو خاص کرنے سے ایک ہزار طلبا کی بنیادی دینی تعلیم کا فریضہ مدرسہ ہی کی سرپرستی میں ہم بآسانی انجام دے سکتے ہیں،اس طرح نئی نسل میں بڑھتی اسلام پر اعتماد کی کمی کے سیلاب پر پر بند بھی باندھا جاسکتا ہے اور ان شاء اللہ فکری وذہنی ارتداد کا بھی سد باب ہوسکتا ہے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر الحمد للہ مولانا ابوالحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی بھٹکل کی طرف سے مختصر مدتی اس نصابی تجربہ کو عمل میں لایا گیا ہے اور اس کے لیے اسلام کی بنیادی تعلیمات کے نام تین حصوں کی سیریز ترتیب دی جارہی ہے،جس کا پہلا حصہ دو سال قبل شائع ہو کر کافی مقبول ہو گیا اور اب تک اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں،اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھی اس دینی تعلیمی منصوبہ کو روبہ عمل لایا گیا ہے وہاں اس کے بڑے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں،اس پر ہم اس پاک ذات کا شکر بجالاتے ہیں جس کی محض توفیق سے الحمد للہ اس کام کی سعادت نصیب ہوئی،اب اس کا دوسرا حصہ پیش کیا جارہا ہے،اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ پہلے حصے کی طرح اس دوسرے حصے کے بھی مثبت اثرات مرتب ہوں گے ۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ أنیب -

اس نصاب کی ترتیب وتدوین میں مجھے سب سے زیادہ تعاون دعوتی وعلمی کاموں میں میرے معاون خاص اور اکیڈمی کے رفیق علمی برادر گرامی مولانا رحمت اللہ صاحب رکن الدین ندوی کا رہا جنھوں نے بڑی محنت وجانفشانی سے اپنی سعادت سمجھ کر اس علمی خدمت کو انجام دیا،اسی طرح اکیڈمی کے رفیق علمی برادر عزیز مولانا محمد مستقیم محتشم ندوی نے بھی مواد کی فراہمی،احادیث کی تخریج اور اس کی پروف ریڈنگ کا کام بحسن وخوبی انجام دیا،اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے،اللہ تعالی اس نصاب کو قبولیت سے نوازے اور اس کے دائرہ کو وسیع فرما کر اس کا نفع عام فرمائے۔(آمین)

ربنا تقبل منا انک أنت السمیع العلیم

محمد الیاس محی الدین ندوی
جنرل سکریٹری
مولانا ابوالحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی بھٹکل (کرناٹک)

۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ
مطابق ۱۹/ ڈسمبر ۲۰۱۹ء

پہلا دن

(۱) حفظ قرآن و ترجمہ قرآن

سورۃ البلد (۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
لَآ اُقۡسِمُ بِھٰذَا الۡبَلَدِ:	میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں
وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الۡبَلَدِ :	جب کہ آپ اسی شہر میں مقیم ہیں
وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ:	اور قسم ہے والد کی اور اس کی اولاد کی
لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ:	یقیناً انسان کو ہم نے مشقت میں ڈال کر پیدا کیا ہے
اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّنۡ یَّقۡدِرَ عَلَیۡہِ اَحَدٌ :	کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا زور نہ چلے گا
یَقُوۡلُ اَھۡلَکۡتُ مَالًا لُّبَدًا :	کہتا ہے کہ میں نے تو ڈھیروں مال اڑا دیا
اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ یَرَہٗۤ اَحَدٌ:	کیا اس کا خیال یہ ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا ہی نہیں۔

تفسیر : یہ آیتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں جب کہ آپ ﷺ وہیں مقیم تھے، اور اہل ایمان بڑی مشقت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس شہر مکہ مکرمہ کی اور حضرت آدمؑ کی اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی قسم کھا کر فرمایا کہ انسان دنیا میں آتا ہے تو خواہ کیسا ہی اس کو عیش و آرام حاصل ہو کچھ نہ کچھ مشقت اس کو برداشت کرنی ہی پڑتی ہے، اس طرح ان آیتوں میں اہل ایمان کی تسلی دی گئی کہ دنیا آنے والے ہر انسان کو کچھ نہ کچھ مشقت ضرور برداشت کرنی ہی پڑتی ہے۔

(۲) عقائد

مسلمان اور مؤمن کے معنی

لفظ اسلام عربی لفظ ہے جس کے معنیٰ سلامتی کے ہیں، اسی طرح لفظ ایمان بھی امن سے بنا ہے گویا جو شخص دین اسلام میں داخل ہوتا ہے اس کے لیے ہمیشہ ہمیش کی امن و سلامتی کی اللہ کی طرف سے ضمانت ہے۔

مؤمن وہ شخص ہے جو اپنے خالق و مالک کو پہچانے، اس کا زبان سے اقرار بھی کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور مسلم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا ہر طرح تابع و فرماں بردار ہو اور اس کے ہر حکم کو بجالائے۔

دوسرے لفظوں میں ایمان اللہ کو اس کی تمام صفات و امتیازات اور کمالات کے ساتھ ماننے اور اس پر یقین کرتے ہوئے اس کا اقرار کرنے کا نام ہے اور اس کے بعد اللہ ہی کے حکم پر اپنی پوری زندگی گزارنے کا فیصلہ کرنے اور اپنے آپ کو اسی کے حوالے کرنے کا نام اسلام ہے، بالفاظ دیگر ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اسلام کا جسم سے لیکن آج کل یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

اللہ کی اطاعت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کے لیے انسان مجبور ہے مثلاً پیٹ میں غذا پہنچنے کے لیے اللہ نے منہ کو ذریعہ بنایا، بولنے کے لیے زبان کو، سننے کے لیے کان کو اور دیکھنے کے لیے آنکھ کو، ظاہر بات ہے کہ انسان ان چیزوں کے لیے ان ہی ذرائع کو استعمال کرنے پر مجبور ہے اور اس کے تمام اعضاء اللہ کے حکم کے تابع ہیں، اطاعت کی دوسری قسم جس میں انسان کو اختیار دیا گیا ہے وہ اللہ کی پہچان و معرفت ہے، وہ چاہے تو اللہ کو مانے اور اسی کے حکم کے مطابق زندگی گزار کر اپنی عاقبت سنوارے یا شیطان و ابلیس اور اپنے نفس کے بہکاوے میں آکر اپنی عاقبت و آخرت بگاڑ دے، اس دوسرے معنی والی اللہ کی اطاعت میں انسان مجبور نہیں ہے، شریعت اسلامی اور خود موجودہ دنیا کی اصطلاح میں بھی اللہ کی اسی دوسری فرماں برداری کا نام اسلام ہے اور وہی شخص مسلمان کہلاتا ہے۔

(۳) دعائیں

ایمانِ مجمل: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے سب احکام قبول کر لیے۔

(۴) فقہ

طہارت کا بیان

طہارت اور پاکی عبادتوں کی بنیاد ہے، چنانچہ نماز طہارت اور پاکی کے بغیر ادا نہیں ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے'' (مسند احمد)

طہارت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بے وضو کا وضو کرنا اور جس پر غسل واجب ہے اس شخص کا غسل کرنا یا پانی کا استعمال ممکن نہ ہو تو تیمّم کرنا۔

(۲) جسم، بدن یا کپڑے پر لگی ہوئی ظاہری نجاست یعنی پیشاب، پاخانہ، خون، قے وغیرہ سے پاکی حاصل کرنا۔

دونوں قسم کی طہارت حاصل کرنے کے لیے پاک وصاف پانی کا ہونا ضروری ہے۔

وہ پانی جو اپنی اصلی حالت پر قائم ہو اور اس میں کوئی نجاست نہ ملی ہو، اس سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے، اس کی درج ذیل آٹھ قسمیں ہیں:

(۱) بارش کا پانی (۲) ندی کا پانی (۳) کنویں کا پانی (۴) چشمے کا پانی (۵) سمندر کا پانی (۶) برف کا پگھلا ہوا پانی (۷) اولے کا پگھلا ہوا پانی۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

ملکِ عرب اور حجاز

ہمارے ملک کے مغرب میں جو سمندر بہتا ہے، اس سمندر کے ایک کنارے پر برصغیر پاک وہند اور دوسرے کنارے پر عرب کا ملک ہے، اس ملک عرب کا بڑا حصہ ریت اور پہاڑ ہے، بیچ کا حصہ تو بالکل بنجر اور غیر آباد ہے، صرف اس کے کناروں پر کچھ سرسبزی اور شادابی ہے اور انھی میں اس ملک کے بسنے والے رہتے ہیں، اس کے ایک طرف بحر ہند، دوسری طرف خلیج ایران، تیسری طرف بحر احمر ہے اور چوتھی طرف خشکی میں یہ عراق اور شام کے ملکوں سے ملا ہوا ہے۔

بحر احمر کے کنارے شام کی سرحد سے یمن تک جو حصہ ہے اس کو حجاز کہتے ہیں، حجاز میں تین شہر مشہور تھے اور اب بھی ہیں، ایک مکہ، دوسرا طائف اور تیسرا یثرب (مدینہ)، ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کا انھی تین شہروں سے تعلق تھا۔

پیغمبروں کا سلسلہ

اللہ تعالیٰ نے جب یہ دنیا بنائی اور اس میں آدمی کو بسانا چاہا تو سب سے پہلے جس آدمی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اس کا نام آدمؑ رکھا، انھی آدمؑ سے یہ سارے آدمی پیدا ہوتے چلے آرہے ہیں، انھی حضرت آدمؑ کے وقت سے اللہ نے اپنے بندوں کو اچھی باتیں سکھانے اور بری باتوں سے روکنے کے لیے اپنے قاصدوں اور پیغمبروں کا سلسلہ بھی دنیا میں جاری کیا

خدا کے ان قاصدوں اور رسولوں کا کام یہ ہے کہ وہ خدا کی باتوں کو بندوں تک پہنچاتے ہیں اور ان کو بتاتے ہیں کہ تمہارا خدا تم سے کیا چاہتا ہے، وہ کن باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور کن باتوں کو وہ ناپسند کرتا ہے، جو بندے اس کا کہنا مانتے ہیں ان سے اللہ خوش اور جو نہیں مانتے ان سے وہ ناراض ہوتا ہے اور یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا اور اب آپ کے بعد کوئی دوسرا پیغمبر نہ آیا ہے اور نہ قیامت تک آئے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی نسل

حضرت آدمؑ کی اولاد میں مشہور پیغمبر حضرت نوحؑ گزرے، حضرت نوحؑ کی اولاد میں حضرت ابراہیمؑ سب سے مشہور پیغمبر ہوئے، یہ ملکِ عراق میں پیدا ہوئے اور وہیں بڑھے اور جوان ہوئے، اس وقت عراق کے لوگ چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتے تھے، خدا نے ان کو پیغمبر بنایا اور دنیا میں توحید کا پیغام سنانے کے لیے ان کو مامور کیا، انھوں نے عراق کے بادشاہ نمرود اور اس کے درباریوں کو یہ پیغام سنایا، ان کے کانوں میں یہ بالکل نئی آواز تھی، انھوں نے حضرت ابراہیمؑ کو ڈرایا دھمکایا مگر وہ اپنی بات پر جمے رہے اور ایک دن موقع پا کر ان کے بت خانہ میں جا کر پتھر کی مورتیوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا، یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے لیے یہ سزا تجویز کی کہ انھیں آگ میں ڈال کر جلا دیا جائے، یہ امتحان کا موقع تھا، مگر ان کی ثابت قدمی کا وہی حال رہا، ادھر ان کا آگ میں پڑنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ ان کی جان کی سلامتی کا سامان بن گئی، اب حضرت ابراہیمؑ نے یہاں سے شام اور مصر کے ملکوں کی طرف رخ کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو توحید کا وعظ سنایا۔

اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو دو بیٹے دیے، بڑے کا نام اسماعیلؑ اور چھوٹے کا نام اسحاقؑ رکھا، اسحاقؑ کو ملکِ شام میں اور اسماعیلؑ کو حجاز میں آباد کیا۔

(۶) درسِ حدیث

توبہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور بخشش چاہو، بے شک میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

انسان غلطی اور خطا سے مرکب ہے، اور غلطی اور گناہ کا ہونا انسان کی طبیعت میں داخل ہے لیکن بہترین گنہ گار وہ ہے

جواپنے گناہ یا غلطی کا احساس کر کے توبہ کر لے، اگر گناہ کا تعلق اللہ سے ہے، کسی آدمی کا حق اس سے متعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ کی قبولیت کے لیے تین شرطیں ہیں: پہلی یہ کہ اس گناہ کو چھوڑ دے جس سے وہ توبہ کر رہا ہے، دوسری یہ کہ اس پر ندامت اور شرمندگی کا اظہار کرے، تیسری یہ کہ وہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا، اگر تین شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہیں پائی گئی تو توبہ صحیح نہیں ہوگی اور اگر اس گناہ کا تعلق دوسرے آدمیوں سے ہے تو اس کے لیے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ صاحب حق کا حق ادا کرے، مثلاً کسی کا مال یا اس کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے لی ہو تو اسے واپس کرے، کسی پر تہمت وغیرہ لگائی ہو تو اس سے معافی مانگ کر اس کو راضی کرے۔

آدمی جتنا بھی بڑا گنہ گار ہو جب وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک وہ نزع یا جاں کنی کی حالت میں نہ پہنچے، نزع کی حالت میں پہنچنے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إن اللّٰه لَا يَنظُرُ إِلٰى أَجسَامِكُمْ وَلَا إِلٰى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ. (مُسلِم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمھارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمھاری صورتوں کو دیکھتا ہے بلکہ اس کی نظر تمھارے دلوں پر رہتی ہے۔ (مسلم)

(۸) عملی سنت

ہر بڑھیا کام دائیں ہاتھ سے کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ.

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، بال سنوارنے اور وضو وغیرہ کرنے کو دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے کرنے کا آپ ﷺ کا معمول تھا، اس لیے ہمیں بھی ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے، البتہ نجاست، گندگی وغیرہ صاف کرنے کے لیے اور گھٹیا کاموں کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم حدیث میں وارد ہوا ہے۔

دوسرا دن

(ا)حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ البلد (۲)

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ:	بھلا کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں
وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ:	اور زبان اور دو ہونٹ (نہیں بنائے)
وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ:	اور دونوں راستے اس کو بتا دیے
فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ:	بس وہ گھاٹی سر نہ کر سکا
وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ:	اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ گھاٹی کیا ہے
فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ:	کسی غلام کو آزاد کرنا، یا بھوک کے دنوں میں کھانا کھلانا
يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ، اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ:	ایسے یتیم کو جو رشتہ دار بھی ہے، یا ایسے مسکین کو جو دھول میں اَٹا ہوا ہے
ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پھر وہ ان لوگوں میں ہو جو ایمان لائے
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ	اور انھوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی
وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ:	اور ایک دوسرے کو مہربانی کی وصیت کی
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ:	یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا:	اور جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا
هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ:	وہ بائیں طرف والے ہیں
عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ:	ان پر آگ ہوگی پوری طرح بند۔

(۲) عقائد

کافر اور مشرک کے معنی

کفر کے معنی چھپانے کے ہیں، اس کے معنی ناشکری اور نافرمانی کے بھی ہیں، اسی طرح شرک کے معنی کسی بھی معاملہ میں کسی کو شریک ٹھہرانے کے ہیں، شریعت اسلامی کی اصطلاح میں جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی کامل صفات کے ساتھ نہیں پہچانا، اس کی توحید کی حقیقت کو چھپایا، اس کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اس کی اطاعت نہیں کی اس نے کفر کیا اور وہ کافر ہوا اور جس نے اللہ کی صفات واختیارات اور کمالات میں کسی کو کسی بھی طرح شریک ٹھہرایا یا سمجھا اور اس کو اس پوری کائنات کا تنہا خالق و مالک اور چلانے والا نہ سمجھا اس نے شرک کیا اور وہ مشرک ہوا۔

(۳) دعائیں

ایمانِ مفصل: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اچھی اور بُری تقدیر پر کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر۔

(۴) فقہ

پانی کی قسمیں اور اس کے احکامات

پانی کی کئی قسمیں ہیں:

(۱) جو خود پاک ہو اور دوسروں کو پاک کرسکتا ہو اور اس کا استعمال مکروہ نہ ہو۔

(۲) جو خود پاک ہو اور دوسروں کو پاک کر سکتا ہو لیکن کسی پالتو جانور یا پرندہ وغیرہ کے منہ ڈالنے سے اس کا استعمال مکروہ ہو جیسے بلی، مرغی، شکاری پرندے یا سانپ بچھو وغیرہ کا منہ ڈالا ہوا پانی۔

(۳) وہ پانی جس کا استعمال ایک مرتبہ فرض طہارت (فرض وضو یا غسل) میں ہو چکا ہو، یہ پانی پاک تو ہے لیکن اس سے طہارت حاصل نہیں کی جا سکتی، ایسے پانی سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہوتا۔

(۴) وہ پانی جو خود تو پاک ہو لیکن کسی پاک چیز کے ملنے کی وجہ اس میں تبدیلی آ گئی ہو، اس سے طہارت حاصل نہیں کی جا سکتی، جیسے درخت یا پھل سے نکلا ہوا پانی یا پانی شوربہ یا شربت وغیرہ ہو جائے۔

(۵) وہ پانی جو مقدار میں کم ہو اور رکا ہوا ہو اور اس میں کوئی نجاست گر جائے چاہے نجاست کا اثر ظاہر ہو یا نہ ہوا ہو وہ نجس پانی کہلاتا ہے اس سے طہارت حاصل نہیں کر سکتے۔

جب پانی میں نجاست کا اثر ظاہر ہو تو پانی زیادہ ہو یا کم، جاری ہو یا رکا ہو، پانی نجس ہو جائے گا۔

نجس پانی کا حکم: نجس پانی کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ پانی دوسری کسی چیز سے مل جائے تو وہ چیز بھی نجس ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے مثلاً صابون، آٹا یا زعفران وغیرہ اور یہ چیزیں پانی پر غالب نہ آئی ہوں مثلاً اس کو صابون کا پانی یا شربت نہ کہا جائے تو اس پانی سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: اگر پانی کا رنگ، مزہ یا بو بہت دنوں تک رکھے رہنے سے بدل جائے تو وہ پانی پاک ہے اور اس سے طہارت حاصل ہوگی۔

مسئلہ: اگر پانی میں ایسی چیز مل جائے جو عام طور پر اس سے الگ نہ کی جا سکتی ہو مثلاً کائی، درخت کے پتے یا پھل وغیرہ تو یہ پانی پاک ہے اور اس سے پاکی حاصل ہوتی ہے۔

مسئلہ: وضو، غسل یا نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے لیے پاک پانی کا ہونا ضروری ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

کعبہ

حجاز کا ملک ان دنوں آباد نہ تھا، مگر شام اور یمن کے ملک بہت آباد تھے، شام سے یمن کو اور یمن سے شام کو جو تاجر آتے جاتے وہ حجاز ہی کے راستے سے آتے جاتے تھے، اس لیے حجاز میں آنے جانے والے بیوپاریوں کا تانتا لگا رہتا تھا حضرت

ابراہیمؑ کو اللہ کا حکم ہوا کہ اسی حجاز کی زمین میں ایک مقام پر ہماری عبادت کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے ایک گھر بناؤ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ نے مل کر خدا کے اس گھر کو بنا کر کھڑا کیا اور اس گھر کا نام کعبہ اور بیت اللہ یعنی خدا کا گھر رکھا گیا۔

حضرت اسماعیلؑ کا گھرانہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اس گھر کی خدمت کے لیے اپنے لڑکے اسماعیلؑ کو اس مقام پر آباد کرو، حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا، حضرت اسماعیلؑ کی اولاد بھی یہیں رہنے لگی اور اس مقام کا نام مکہ رکھا گیا۔

حضرت اسماعیلؑ کا گھرانہ اس شہر میں آباد رہا اور خدا کا پیغام بندوں کو سناتا اور کعبہ میں ایک خدا ہی کی عبادت کرتا رہا۔

قریش

اتنے دنوں میں اسماعیلؑ کے گھرانے کے آدمی بہت سے خاندانوں اور قبیلوں میں بٹ گئے تھے، ان میں ایک مشہور قبیلہ کا نام "قریش" تھا، یہ خاص مکہ میں آباد اور کعبہ کا متولی (انتظام کرنے والا) تھا، دور دور سے کعبہ کے حج کے لیے جو لوگ آتے جن کو حاجی کہتے ہیں، ان کو ٹھہرانا، کھانا کھلانا، پانی پلانا اور کعبہ شریف کے دوسرے کاموں کی دیکھ بھال اسی قبیلہ کے ہاتھوں میں تھی، اسی لیے یہ قبیلہ سارے عرب میں عزت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا، اس قبیلے کے اکثر آدمی تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔

قریش کے قبیلہ میں بھی کئی بڑے بڑے خاندان تھے، ان میں سے ایک بنی ہاشم تھے، یہ ہاشم کی اولاد تھے، ہاشم اس خاندان کے بڑے نامی گرامی شخص تھے، حاجیوں کو دل کھول کر کھانا کھلاتے تھے اور پینے کے لیے چمڑے کے حوضوں میں پانی بھرواتے تھے، یہ ایک طرح سے مکہ کے گورنر تھے، قریش کے لیے جو زیادہ تر تجارت اور بیوپار سے روزی کماتے تھے، انھوں نے یہ کیا کہ حبش کے بادشاہ نجاشی اور مصر اور شام کے بادشاہ قیصر سے فرمان لکھوایا کہ ان کے ملکوں میں قریش کے سوداگر بے روک ٹوک آجاسکیں، پھر عرب کے مختلف قبیلوں میں پھر پھرا کر ان سے یہ عہد لیا کہ وہ قریش کے سوداگروں کے قافلہ کو نہیں لوٹیں گے۔

عبدالمطلب

ہاشم نے اپنی شادی یثرب کے شہر میں بنو نجار کے خاندان میں کی، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالمطلب تھا، عبدالمطلب نے بھی جوان ہو کر بڑا نام پیدا کیا، کعبہ کا انتظام بھی ان کے سپرد ہوا، کعبہ میں حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ کا ایک

کنواں تھا جس کا نام زمزم تھا، عبدالمطلب نے اس پرانے کنویں کو صاف کر کے پھر درست کرایا۔

عبدالمطلب بڑے خوش نصیب تھے، عمر بھی بڑی پائی، دس جوان بیٹے تھے، ان میں سے پانچ کسی نہ کسی حیثیت سے بہت مشہور ہوئے، ابولہب، ابوطالب، عبداللہ، حمزہؓ اور عباسؓ، ان بیٹوں میں اپنے باپ کے سب سے چہیتے اور پیارے، عمر میں سب سے چھوٹے عبداللہ تھے، یہ سترہ برس کے ہوئے تو بنی زُہرہ نامی قریش کے ایک دوسرے معزز خاندان کی لڑکی سے ان کی شادی ہوئی جن کا نام آمنہ تھا، عبداللہ شادی کے بعد بہت کم زندہ رہے، چند ہی روز کے بعد وفات پا گئے۔

(۶) درس حدیث

تقویٰ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں بھی تم رہو اللہ سے ڈرو اور برائی کے بعد نیکی کرو، وہ اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ (ترمذی)

تقویٰ کے معنی اپنے آپ کو اپنے رب کی ناراضی سے بچانا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کی سینکڑوں آیات میں مختلف انداز سے تقویٰ یعنی اللہ سے ڈرنے کا حکم اور اس کی اہمیت و تاکید کو ذکر کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ اس کے دربار میں مال و دولت اور جاہ و منصب سے کوئی شخص عزیز نہیں بن سکتا، بلکہ اس کے ہاں عزت کا معیار صرف اللہ کا خوف اور تقویٰ ہے، جو جتنا اللہ تعالیٰ سے ڈر کر زندگی گزارے گا وہ اس کے دربار میں اتنا ہی زیادہ عزت پانے والا ہوگا۔

متقی بننے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ متقیوں کی جو صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بیان فرمائی ہیں وہ صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں، ہر وقت ہمارے دل و دماغ میں یہ استحضار رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے، اور اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہے، احکام الٰہی پر عمل کریں اور برائیوں سے بچیں اور حتی الامکان شک و شبہ والے امور سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰہ ﷺ: مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے اسلام کی ایک اچھی خوبی یہ بھی ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس کے مطلب کی نہ ہو۔

(۸) عملی سنت

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعَ، وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ، حَتّٰى يَلْعَقَهَا (مسلم)

رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے اور انگلیاں چاٹنے سے پہلے اپنے ہاتھ کو نہیں دھوتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا سنت ہے۔

تیسرا دن

(۱) حفظ قرآن و ترجمہ قرآن

سورۃ الفجر (۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
وَالۡفَجۡرِ وَلَيَالٍ عَشۡرٍ:	قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی
وَالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ٥ وَالَّيۡلِ اِذَا يَسۡرِ :	اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب وہ جانے لگے
هَلۡ فِىۡ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِىۡ حِجۡرٍ:	کیا ایک عقل مند کے لیے یہ قسمیں (کافی نہیں) ہیں
اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ :	بھلا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے (قوم) عاد کے ساتھ کیا کیا
اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ:	(یعنی) اِرم بڑے بڑے ستونوں والے
الَّتِىۡ لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِى الۡبِلَادِ:	ان جیسے لوگ ملکوں میں پیدا نہیں ہوئے تھے
وَثَمُوۡدَ الَّذِيۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ:	اور ثمود (کے ساتھ کیا کیا) جو وادی میں بڑی بڑی چٹانیں تراشتے تھے
وَفِرۡعَوۡنَ ذِى الۡاَوۡتَادِ:	اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا
الَّذِيۡنَ طَغَوۡا فِى الۡبِلَادِ :	جنھوں نے ملکوں میں سرکشی مچا رکھی تھی
فَاَكۡثَرُوۡا فِيۡهَا الۡفَسَادَ:	تو وہاں انھوں نے زبردست بگاڑ پھیلا رکھا تھا
فَصَبَّ عَلَيۡهِمۡ رَبُّكَ سَوۡطَ عَذَابٍ:	بس آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا
اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ :	یقیناً آپ کا رب گھات میں ہے۔

تفسیر : ان آیتوں میں پہلے فجر کی قسم کھائی گئی ہے جس سے دن شروع ہوتا ہے پھر دس راتوں کی قسم کھائی گئی، اخیر میں پھر رات کی قسم کھائی گئی ہے، جب وہ رخصت ہو رہی ہو، پھر اس کے بعد فرمایا گیا کہ کیا یہ سب تبدیلیاں ایک صاحب ہوش کے لیے کافی نہیں ہیں کہ وہ ان سے سبق لے کر اللہ کی قدرت اور اس کی توحید کو مانے، پھر آگے بتایا گیا کہ بڑی بڑی طاقتور قومیں وجود میں آئیں لیکن اپنی نافرمانیوں کی بنا پر بالآخر مٹا کر رکھ دی گئیں۔

(۲) عقائد

اسلام اور غیر اسلام میں فرق

اس دنیا میں حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک جتنے انسان آئے اگر انھوں نے اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزاری تھی تو وہ مسلمان تھے بالفاظ دیگر پچھلی امتوں میں بھی جو لوگ خدا کی صحیح معرفت پر قائم تھے مسلمان کہلاتے تھے لیکن قرآن کی موجودہ اصطلاح میں اسلام صرف اس آخری دین کا نام ہے جس کو حضرت محمد ﷺ چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کی طرف سے پوری انسانیت کے لیے لے کر آئے اور آپ کی اتباع کرنے والے ہی مسلمان کہلاتے ہیں، اس کے علاوہ اس وقت دنیا میں جتنے غیر اسلامی مذاہب کے ماننے والے ہیں وہ سب غیر مسلم اور قرآن کی اصطلاح میں کافر و مشرک ہیں۔

(۳) دعائیں

پنجم کلمہ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ (بخاری)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ کی جس کا مجھے علم نہیں۔

(۴) فقہ

نجاست کے احکامات

نجاست کا مطلب بدن، کپڑا اور جگہ کا اس حال میں ہونا کہ شریعت اس سے گھن کرے اور اس سے پاکی حاصل کرنے کا حکم دے۔

نجاست کی مثالیں: (۱) بہتا ہوا خون (۲) شراب (۳) مردہ کا گوشت اور چمڑا (۴) کتے کا جھوٹا (۵) ہر وہ چیز جس کے انسان کے بدن سے نکلنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہو یعنی پیشاب، پاخانہ، منی، مذی، ودی، خون وغیرہ۔

نجاست زائل کرنے کا طریقہ

اگر نجاست نظر آنے والی ہو مثلاً خون اور پاخانہ وغیرہ تو دھو کر اس نجاست کو زائل کرنا ضروری ہے، چاہے وہ نجاست ایک مرتبہ دھونے سے زائل ہو یا زیادہ مرتبہ، اگر کپڑے پر رنگ یا بو باقی رہے اور ان دونوں کو زائل کرنا مشکل ہو تو ان کا زائل کرنا ضروری نہیں ہے۔

نظر نہ آنے والی نجاست ہو مثلاً پیشاب، تو اس کو تین مرتبہ دھونا ضروری ہے اور ہر مرتبہ اس حد تک نچوڑنا ضروری ہے کہ قطرے گرنا بند ہو جائیں اور ہر مرتبہ پاک پانی کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

بدن اور کپڑے سے نجاست پانی سے زائل کی جائے گی یا ہر اس چیز سے زائل کی جائے گی جس سے نجاست کا زائل کیا جانا ممکن ہو مثلاً سرکہ اور گلاب کا پانی وغیرہ، اگر جوتوں اور موزوں کو نجاست لگ جائے تو اس کو پانی سے دھو کر بھی صاف کیا جا سکتا ہے، اسی طرح جوتے پاک زمین پر رگڑنے سے بھی پاک ہو جاتے ہیں، چاہے نجاست گیلی ہو یا سوکھی۔

تلوار، چاقو، شیشہ اور تیل لگے ہوئے برتن صرف کپڑے یا ٹیشو پیپر وغیرہ سے پونچھنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

زمین پر پیشاب یا پاخانہ اگر جائے تو اس پر پانی بہا کر نجاست کے اثر کو زائل کرنے سے پاک ہو جاتی ہے اسی طرح ہوا یا دھوپ سے زمین سوکھ جائے اور نجاست کا اثر اس سے زائل ہو جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے اور اس زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

ولادت باسعادت اور پرورش

عبداللہ کے انتقال کے چند مہینوں کے بعد بی آمنہ کے یہاں بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا جس کے پیدا ہونے کی دُعا حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے مانگی تھی، آپ ﷺ کی پیدائش ۱۲ ؍تاریخ کو ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن حضرت عیسیٰؑ سے پانچ سو اکہتّر (۵۷۱) سال کے بعد ہوئی۔

سب سے پہلے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو ان کی ماں آمنہ نے دودھ پلایا، دو تین دن کے بعد ان کے چچا ابولہب کی ایک لونڈی ثوبیہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا، اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ عرب کے شریف گھرانوں کے بچے دیہات میں

پرورش پاتے تھے، دیہات سے عورتیں آتیں اور شریفوں کے بچوں کو پالنے اور دودھ پلانے کے لیے اپنے ساتھ اپنے گھروں کو لے جاتیں، انھی عورتوں میں سے ایک خاتون جن کا نام حلیمہ تھا اور جو قبیلہ سعد کے خاندان سے تھیں مکہ آئیں اور آپ ﷺ کو پرورش کے لیے اپنے قبیلہ میں لے گئیں، چھ سال تک آپ حضرت حلیمہ ؓ کے پاس پرورش پاتے رہے، جب آپ ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ ﷺ کی ماں بی بی آمنہ نے اپنے پاس رکھ لیا، بی بی آمنہ آپ ﷺ کو لے کر کسی سبب سے مدینہ آئیں اور نجار کے خاندان میں ایک مہینہ تک رہیں۔

بی بی آمنہ کی وفات اور عبدالمطلب کی پرورش میں

ایک مہینہ کے بعد جب بی بی آمنہ یہاں سے واپس ہوئیں تو راستے میں بیمار ہوئیں اور "اَبواء" کے مقام پر پہنچ کر وفات پا گئیں اور یہیں دفن ہوئیں، کیسا افسوسناک واقعہ تھا! سفر کی حالت تھی، ساتھ نہ کوئی یار نہ مددگار، بی بی آمنہ کے ساتھ ان کی وفادار لونڈی ام ایمن ؓ تھیں، وہ حضرت محمد ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ آئیں اور مکہ آکر آپ کو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا، دادا نے اپنے یتیم پوتے کو سینہ سے لگایا اور بڑی محبت اور پیار سے آپ ﷺ کی پرورش شروع کی محبت کے مارے ہمیشہ وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، عبدالمطلب اب بہت بوڑھے ہو چکے تھے، بیاسی برس کی عمر تھی ان کو رہ رہ کر اپنے یتیم پوتے کا خیال آتا تھا، آخر اس کو اپنے سب سے ہونہار بیٹے ابوطالب کے سپرد کر کے وفات پائی۔

ابوطالب کی پرورش میں

چچا ابوطالب نے اپنے بھتیجے کو بڑے لاڈ اور پیار سے پالا، ، ابوطالب تاجر تھے، ایک بار کا واقعہ ہے کہ وہ تجارت کا سامان لے کر شام کے ملک کو جا رہے تھے، حضرت محمد ﷺ نے بھی ساتھ چلنے کی خواہش کی، چچا اکلوتے بھتیجے کی خواہش کو رد نہ کر سکے اور ساتھ لے چلے، جب آپ ﷺ کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو عرب بچوں کے دستور کے مطابق بکریاں چرانے لگے، عرب میں اس وقت لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ کو بھی لکھنے پڑھنے کی تعلیم نہیں دی گئی، البتہ اپنے چچا کے ساتھ مل کر کاموں کا تجربہ سیکھتے تھے، رفتہ رفتہ آپ ﷺ جوانی کی عمر کو پہنچے۔

(٦) درس حدیث

حلال کمائی

نبی ﷺ نے فرمایا: " اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور وہ پاکیزہ چیز کو ہی پسند کرتا ہے"۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرائض کے بعد اہم فریضہ حلال کمائی ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے بھی حلال مال کمایا اور اپنے کھانے اور پینے میں استعمال کیا یا اللہ کی مخلوق میں سے کسی پر خرچ کیا تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔

حلال غذا کھانے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں، دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے، طاعات اور نیکیوں میں خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ حرام مال حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے واسطے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ کر مرے تو جہنم جانے کا سامان ہے۔ (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو حرام کھانے سے بڑھا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام خوری سے بڑھا ہو دوزخ کے زیادہ لائق ہے''۔ (مسند احمد)

(٧) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ. (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

(٨) عملی سنت

ہدیہ دینا اور قبول کرنا

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا. (ترمذی)

رسول اللہ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس کا بدل بھی دیتے تھے اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

چوتھا دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الفجر (۲)

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ:	بس انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کے رب نے اس کو آزمایا
فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ، فَيَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَكْرَمَنِ:	پھر اس کو عزت دی اور نعمت دی تو کہنے لگا میرے رب نے میرا اعزاز کیا
وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ:	اور جب اس کو اس کے رب نے آزمائش میں ڈالا
فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ، فَيَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَهَانَنِ:	تو اس کے رزق میں تنگی کردی، بس وہ کہنے لگا کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا
كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ:	ہرگز نہیں! بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے
وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ:	اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو آمادہ نہیں کرتے
وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا:	اور وراثت کا مال سمیٹ کر کھاتے ہو
وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا:	اور مال سے محبت تمھاری گھٹی میں پڑی ہے۔

(۲) عقائد

اسلام کا دوسرے موجودہ مذاہب سے امتیاز

دنیا کے موجودہ تمام مذاہب میں اسلام کا پہلا امتیاز یہ ہے کہ وہ جس طرح چودہ سو سال پہلے آیا تھا آج بھی اسی طرح کسی ترمیم وتحریف کے بغیر اپنی اصلیت کے ساتھ باقی ہے برخلاف یہودیت کے کہ وہ حضرت موسیٰؑ کی موجودگی تک اور عیسائیت حضرت عیسیٰؑ کی موجودگی تک اپنی اصلی شکل میں رہی لیکن بعد میں آنے والوں نے اس میں اپنی طرف سے غلط نظریات شامل کرتے ہوئے اس کو بدل دیا، اسی طرح دیگر ادیان وملل کا حال ہے، اسلام کا دوسرا امتیاز یہ ہے وہ کسی انسان حتیٰ کہ خود اس دین کو اللہ کی طرف سے انسانوں تک پہنچانے والے اس کائنات کے سب سے افضل اور اللہ کے سب سے محبوب اور برگزیدہ بندہ حضرت محمد ﷺ کی طرف بھی منسوب نہیں ہے برخلاف دیگر مذاہب کے مثلاً یہودیت حضرت یعقوب

کے ایک فرزند یہوداہ کی طرف، عیسائیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف، بدھ ازم گوتم بدھ کی طرف منسوب ہیں، اسی لیے حضرت محمد ﷺ کی طرف سے لائی ہوئی آسمانی تعلیمات کو محمدی قوانین یعنی محمڈن لا کہنا صحیح نہیں ہے جس طرح انگریز کہتے ہیں بلکہ وہ اسلامی قوانین ہیں اس لیے کہ آپ ﷺ اس مذہب کے بانی نہیں تھے بلکہ انسانوں تک دین اسلام کو پہنچانے کا آپ صرف ایک ذریعہ وواسطہ تھے، قرآن مجید میں آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ آپ ﷺ اپنے رب کی اجازت کے بغیر اسلام کی تعلیمات وہدایات کے نام سے ایک جملہ بھی اپنی خواہش سے اپنی طرف سے نہیں کہتے تھے، اسی طرح جو آپ کے ارشادات واقوال ہیں وہ سب اللہ ہی کے حکم سے آپ نے کہے ہیں اور اس پر بھی قرآن کی طرح عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، اسی طرح اسلام کا تیسرا امتیاز یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں پائے جانے والے مذاہب میں سے کسی بھی مذہب کی تعلیمات کا اس کے نام سے پتہ ہی نہیں چلتا سوائے اسلام کے کہ اس کے نام اسلام وایمان کے الفاظ ہی سے اس کی خصوصیات وامتیازات یعنی اس کے ماننے والوں کے لیے حقیقی سلامتی وامن کا پتہ چلتا ہے۔

(۳) دعائیں

نیا کپڑا پہننے کی دعا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَاأُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ (ترمذی)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنے ستر کو چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کرتا ہوں۔

(۴) فقہ

حیض ونفاس کے مسائل

حیض: بالغ ہونے کے بعد عورت کو ہر مہینے عادت کے مطابق جو خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں، یہ خون نجس ہے، کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو کپڑا یا بدن ناپاک ہوجائے گا، حیض آنے کی عمر کم سے کم نوسال ہے، نوسال کی عمر سے پہلے اگر کسی لڑکی کو خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے، اور بالعموم پچپن سال کی عمر تک حیض آتا ہے، حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات ہے، کثر عورتوں کو حیض چھ یا سات دن آتا ہے، دوحیض کے درمیان طہر (پاکی) کی کم سے کم مدت بیس دن ہے اور زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں، کبھی عورت کو ایک سال دوسال بلکہ کئی سالوں

تک بھی حیض نہیں آتا۔

اگر کسی خاتون کو تین دن اور تین رات سے کم خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے، اسی طرح دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آئے وہ بھی حیض نہیں، بلکہ استحاضہ کا خون کہلاتا ہے جو کسی بیماری کی وجہ سے آگیا ہے، اور اس کے احکام بھی مختلف ہیں، دو حیض کے درمیان طُہر یعنی پاکی کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

نفاس: بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔

نفاس کی مدت: نفاس کا خون آنے کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے اور کم کی کوئی حد نہیں۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی خاتون کو بالکل ہی خون نہ آئے تب بھی بچہ پیدا ہونے کے بعد اس پر غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی خاتون کو چالیس دن سے زیادہ خون آئے اور پہلا ہی بچہ ہے تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور باقی دن استحاضہ یعنی بیماری کے ہیں، پس چالیس دن کے بعد نہا دھو کر دینی فرائض پورا کرے، خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے، اور اگر عورت کا پہلا بچہ نہ ہو اور اس کی عادتِ مقررہ معلوم ہو تو اس کی عادت کے بقدر مدت نفاس کی ہے، اور باقی ایام استحاضے کے ہیں۔

مسئلہ: اگر کسی خاتون کو چالیس دن پورے ہونے سے پہلے ہی خون بند ہو جائے تو وہ چالیس دن پورے ہونے کا انتظار نہ کرے بلکہ غسل کر کے نماز وغیرہ پڑھنا شروع کر دے۔

حیض و نفاس کے احکام

۱۔ ایام حیض میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے، نماز تو اس دوران بالکل ہی معاف ہے، یعنی اس کی قضا بھی نہیں ہے، البتہ روزہ بالکل معاف نہیں ہے، پاک ہونے کے بعد قضا روزے رکھنے ہوں گے۔

۲۔ حیض اور نفاس والی خاتون کے لیے مسجد میں جانا، کعبہ کا طواف کرنا، قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا حرام ہے۔

۳۔ سجدۂ تلاوت کرنا اور قرآنِ پاک کا چھونا بھی جائز نہیں ہے۔

۴۔ اگر سورۂ فاتحہ یا دعا والی آیات کو دعا کی نیت سے پڑھا جائے تو جائز ہے، اسی طرح کوئی دعا پڑھنا یا ذکر کرنا بھی جائز ہے۔

۵۔ حیض ونفاس کے ایام میں بیوی سے ہم بستری کرنا حرام ہے، اور ہم بستری کے علاوہ دوسرے سارے امور مثلاً بوس وکنار، ساتھ کھانا پینا، ساتھ سونا وغیرہ سب جائز ہے۔

مسئلہ: جب حیض کا خون رک جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے، تاخیر کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی عورت کی عادت سات دن خون آنے کی ہے، لیکن اس مرتبہ پانچ دن خون آکر رک جائے تو وہ مزید دو دن انتظار نہیں کرے گی، بلکہ فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے گی، ورنہ وہ گنہ گار ہو جائے گی۔

مسئلہ: جس وقت خون رک جائے اور کسی نماز کا آخری وقت ہو تو فوراً غسل کر کے اس نماز کو پڑھنا فرض ہے، چاہے اتنا کم وقت ہو کہ غسل کر کے پوری نماز وقت کے اندر ملنے کا امکان نہ ہو، صرف تکبیر تحریمہ ملنے کا بھی امکان ہو تو فوراً غسل کر کے نماز شروع کرنا ضروری ہے، بصورتِ دیگر اُس کو اس نماز کی قضا کرنی پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو پہلا بچہ ہو جائے اور اس موقع پر چالیس دن خون آئے تو ضروری نہیں کہ دوسرے بچے کی ولادت کے وقت اتنے ہی دن خون آئے، بلکہ اس سے کم دن بھی خون آسکتا ہے، اگر دوسرے بچے کی ولادت کے موقع پر تیس دن خون آئے تو چالیس دنوں کا انتظار کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ جس دن خون آنا بند ہو جائے گا، اسی دن غسل کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے، ورنہ وہ گنہ گار ہوگی اور جتنے دن خون نہیں آیا ہے، اتنے دنوں کی نمازوں کی قضا کرنا بھی ضروری ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

فجار کی لڑائی میں شرکت

عرب کے لوگ بڑے جنگجو تھے، بات بات میں آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے، اگر کہیں کسی طرف سے کوئی آدمی مارا گیا تو جب تک اس کا بدلہ نہیں لیتے تھے، چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ "بکر" اور "تغلب" عرب کے دو قبیلوں میں ایک گھوڑ دوڑ کے موقع پر لڑائی ہوئی تو وہ لڑائی پورے چالیس برس تک ہوتی رہی۔

اسی قسم کی ایک لڑائی کا نام فجار ہے، یہ لڑائی قریش اور قیس کے دو قبیلوں میں ہوئی تھی، قریش کے سب خاندانوں نے اپنی اس لڑائی میں شرکت کی تھی، ہر خاندان کا جھنڈا الگ الگ تھا، ہاشم کے خاندان کا جھنڈا عبد المطلب کے ایک بیٹے زبیر کے ہاتھ میں تھا، اسی صف میں ہمارے پیغمبر بھی تھے، آپ ﷺ بڑے رحم دل تھے، لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں فرماتے تھے، اسی

لیے آپ ﷺ نے اس جنگ میں کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔

مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ

ان لڑائیوں کے سبب سے ملک میں بڑی بے چینی تھی، کسی کو چین سے بیٹھنا نصیب ہوتا تھا، نہ کسی کو اپنی اور اپنے عزیزوں کی جانوں کی خیر نظر آتی تھی، ان لڑائیوں میں لوگ بہت مارے جاتے تھے، اسی لیے خاندانوں میں بن باپ کے یتیم بچے بہت تھے، ان کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا، ظالم لوگ ان کو ستاتے تھے اور زبردستی ان کا مال کھا جاتے تھے، خاندان میں جو کمزور ہوتا اس کا کہیں ٹھکانا نہ تھا، غریبوں پر ہر طرح کا ظلم ہوتا تھا، یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ کا دل دُکھتا تھا اور سوچتے تھے کہ اس جبر و ظلم کو کیسے روکیں کہ سب لوگ خوش خوش اَمن وامان سے رہیں۔

عرب کے چند نیک مزاج لوگوں کو پہلے بھی یہ خیال ہوا تھا کہ اس کے لیے چند قبیلے مل کر آپس میں یہ عہد کریں کہ وہ سب مل کر مظلوموں کی مدد کریں گے۔

فجار کی لڑائی جب ہو چکی تو آپ ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ اس قول وقرار کو جو پہلے کیا جا چکا تھا اور جس کو لوگوں نے بھلا دیا تھا پھر سے زندہ کیا جائے، اس کے لیے ہاشم، زہرہ اور تیم کے خاندان مکہ کے ایک نیک مزاج، امیر آدمی کے گھر میں جس کا نام عبداللہ بن جدعان تھا جمع ہوئے اور سب نے مل کر عہد کیا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور اب مکہ میں کوئی ظالم رہنے نہیں پائے گا، اس معاہدہ میں ہمارے رسول ﷺ بھی شریک تھے اور بعد کو فرمایا کرتے تھے کہ میں آج بھی اس معاہدہ پر عمل کرنے کو تیار ہوں، اس کو حلف الفضول معاہدہ کہا جاتا ہے۔

کعبہ کی تعمیر نو

مکہ شہر ایسی جگہ بسا ہے جس کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں، ان ہی کے بیچ میں کعبہ ہے، جب زور کی بارش ہوتی ہے تو پہاڑیوں سے پانی بہہ کر شہر کی گلیوں میں بھر جاتا اور گھروں میں گھس جاتا تھا، کعبہ کی دیواریں نیچی تھیں اور اس پر چھت بھی نہ تھی، اس لیے بہت دفعہ ایسا ہوا کہ سیلاب سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچ جاتا، یہ دیکھ کر مکہ والوں کی رائے ہوئی کہ کعبہ کی عمارت پھر سے اونچی اور مضبوط کر کے بنائی جائے، اتفاق یہ کہ مکہ کے قریب بندرگاہ پر جس کا نام جدہ تھا، سوداگروں کا ایک جہاز آ کر ٹوٹ گیا تھا، قریش کو خبر لگی تو ایک آدمی بھیج کر جہاز کے تختے خرید لیے۔

اب قریش کے سب خاندانوں نے مل کر کعبہ کے بنانے کا کام شروع کیا، کعبہ کی پرانی دیوار میں ایک کالا سا پتھر تھا

اوراب بھی لگا ہے، اس کو اب بھی "کالا پتھر" ہی کہتے ہیں۔ اس کا نام عربی میں "حجر اسود" ہے، یہ جنت کا پتھر تھا، یہ پتھر عرب کے لوگوں میں بڑا متبرک سمجھا جاتا تھا اور اسلام میں بھی اس کو متبرک مانا جاتا ہے، خانۂ کعبہ کے چاروں طرف طواف کرتے وقت ہر طواف اسی کے پاس سے شروع کیا جاتا ہے۔

جب قریش نے اس دفعہ دیوار کو وہاں تک اونچا کرلیا جہاں یہ پتھر لگا تھا تو ہر خاندان نے یہی چاہا کہ اس مقدس پتھر کو ہم ہی اکیلے اُٹھا کر اس کی جگہ پر رکھیں، نوبت یہاں تک پہنچی کہ تلواریں کھنچ گئیں، جب جھگڑا کسی طرح طے نہ ہوا تو قریش کے ایک سب سے بوڑھے آدمی نے یہ رائے دی کہ کل صبح سویرے جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں آئے وہی اپنی رائے سے اس جھگڑے کا فیصلہ کردے اور اس کا جو فیصلہ ہو اس کو سب لوگ دل سے مان لیں، سب نے اس رائے کو پسند کیا، اب اللہ کا کرنا دیکھو کہ صبح سویرے جو سب سے پہلے پہنچا وہ ہمارے رسول ﷺ تھے، آپ ﷺ کو دیکھ کر سب خوش ہوگئے آپ ﷺ نے یہ کیا کہ ایک چادر منگوا کر اس میں پتھر کو رکھا اور ہر قبیلہ کے سردار کو کہا کہ وہ اس چادر کے ایک کونے کو تھام لے اور اُوپر کو اٹھائے جب پتھر چادر سمیت اپنی جگہ پر آگیا تو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اُس کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اس طرح عرب کی ایک بڑی لڑائی ہمارے رسول ﷺ کی تدبیر سے رُک گئی۔

(۶) درس حدیث

شرم وحیا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔ (ابن ماجہ)

شرم وحیا یہی وہ وصف ہے جو آدمی کو بہت سے برے کاموں اور بری عادتوں سے روکتا ہے اور فواحش اور منکرات سے انسان کو بچاتا ہے اور خیر کے کاموں کے لیے آمادہ کرتا ہے ۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان کا مقام جنت ہے اور بے حیائی اور بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جانے والی ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حیا اور ایمان ہمیشہ ساتھ اور اکٹھے ہی رہتے ہیں جب ان دونوں میں سے کوئی ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰه ﷺ: مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری).

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ قابل قبول نہیں ہے۔

(۸) عملی سنت

سونے کا سنت طریقہ

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجِعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: الحَمْدُ للّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بعْدَ مَا أَمَاتَنَا وإِلَيْهِ النُّشُورُ (بخاری)

نبی کریم ﷺ جب رات میں سونے کے لیے لیٹ جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے رخسار یعنی گال کے نیچے رکھتے، پھر **اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا** پڑھتے اور جب بیدار ہوجاتے تو **الحَمْدُ للّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بعْدَ مَا أَمَاتَنَا وإِلَيْهِ النُّشُورُ** پڑھتے۔

پانچواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الفجر (۳)

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا:	ہرگز ایسا نہیں چاہیے، جب زمین پیس کر ریزہ ریزہ کردی جائے گی
وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا :	اور آپ کا رب اور فرشتے صف بنا کر سامنے آجائیں گے
وَجِآیْءَ یَوْمَئِذٍ م بِجَهَنَّمَ:	اور اس دن جہنم کو بھی لایا جائے گا
یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ:	اس دن انسان یاد کرے گا
وَاَنّٰی لَهُ الذِّكْرٰی:	اور اب کہاں رہا یاد کرنے کا وقت
یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ:	وہ کہے گا: کاش میں نے اپنی اِس زندگی کے لیے کچھ بھیج دیا ہوتا
فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ :	بس اس دن نہ اس جیسا عذاب کوئی دے گا
وَلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ :	اور نہ کوئی اس جیسی بیڑیاں کسے گا
یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ :	(دوسری طرف ایمان والے کے لیے اعلان ہوگا) اے وہ جان جو سکون پا چکی
ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً :	اپنے رب کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ:	پس میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا
وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ:	اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

(۲) عقائد

مسلمانوں کی امتیازی شان

مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے نہ ان کی زیادہ حکومتیں اور سلطنتیں ممتاز کرتی ہیں اور نہ ان کی

بڑھتی ہوئی آبادی وتعداد، نہ ان کے دولت کے ذخائر اور نہ ان کا جاہ وجلال، نہ تاریخ کے صفحات میں ان کی سیاسی ومعاشی خدمات اور نہ سماج ومعاشرہ کے ظاہری سدھار واصلاح کے لیے ان کی طرف سے کی جانے والی کوششیں بلکہ ان کی امتیازی شان ان کا توحید خالص کا وہ صاف وشفاف اور فطری وعقلی عقیدہ ہے جس میں ہر چیز اور قدرت وطاقت کا مرکز ومحور تنہا اللہ ہی کی بابرکت وباعظمت ذات ہے اور جس میں اللہ اور بندہ کے درمیان تعلق وتقرب کے لیے کسی واسطہ یا وسیلہ کی ضرورت نہیں، اس عقیدہ وایمان کے بغیر ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے اور نہ کوئی حیثیت ومقام، یہی ان کے اور دوسروں کے درمیان حد فاصل ہے اور یہی ان کا شعار بھی ہے جس کا ظہور ان کی عبادات اور معاملات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبہ میں نظر آتا ہے اور وہ ہمیشہ اس بات کے لیے فکر مند رہتے ہیں کہ ان کے کسی بھی عمل یا قول میں شرک کا شائبہ نہ پایا جائے بلکہ ان کا ہر کام خالص اللہ ہی کے لیے ہو۔

(۳) دعائیں

افطار کی دعا: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ، ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (ابوداود)

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، پیاس ختم ہوئی، رگیں تر ہوئی اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہوگا۔

(۴) فقہ

استنجا کا بیان

پاخانہ یا پیشاب کے بعد جو ناپاکی بدن پر لگی رہے اسے دور کرنے کو استنجا کہتے ہیں، پاکی حاصل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے سے پیشاب کے قطروں کو خشک کیا جائے، پھر پانی سے دھویا جائے۔

استنجا کے لیے پانی اور ڈھیلے دونوں کا استعمال افضل اور بہتر ہے، اس میں اچھی طرح صفائی ہو جاتی ہے لیکن اگر اس میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا چاہے تو پانی پر اکتفا کرنا مناسب ہے، ہڈی، گوبر، کاغذ اور کھانے کی چیزوں سے

استنجا کرنا مکروہ ہے، البتہ ٹیشو پیپر، کپڑے کے ٹکڑے وغیرہ سے استنجا کرنا درست ہے، ڈھیلے یا ٹیشو پیپر وغیرہ سے استنجا کرنے کے لیے شرط یہ ہے کہ نجاست کا اثر پورے طور پر زائل ہو جائے۔

جب قضائے حاجت کا ارادہ ہو تو "اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" پڑھ کر بایاں پیر بیت الخلا میں رکھے اور اس طرح بیٹھے کہ نہ قبلہ کی طرف منہ ہو اور نہ پشت، زیادہ دیر نہ بیٹھے، اور فارغ ہو کر بائیں ہاتھ سے استنجا کرے پھر صابون یا مٹی سے ہاتھ دھوئے اور بیت الخلا سے اول دایاں پیر باہر نکالے پھر بایاں اور باہر آنے کے بعد غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ پڑھے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

تجارت

قریش کے شریفوں کا سب سے باعزت پیشہ تجارت تھا، جب ہمارے رسول ﷺ کاروبار سنبھالنے کے لائق ہوئے تو اسی پیشہ کو اختیار فرمایا، آپ ﷺ کی نیکی، سچائی اور اچھے برتاؤ کی شہرت تھی، اس لیے اس پیشہ میں کامیابی کی راہ آپ ﷺ کے لیے بہت جلد کھل گئی، ہر معاملہ میں سچا وعدہ فرماتے اور جو وعدہ فرماتے اس کو پورا ہی کرتے، آپ ﷺ کی تجارت کے ایک ساتھی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے آپ ﷺ سے اس زمانہ میں خرید و فروخت کا ایک معاملہ طے کیا، بات کچھ طے ہو چکی تھی، کچھ ادھوری رہ گئی تھی، میں نے وعدہ کیا کہ پھر آ کر بات پوری کر لیتا ہوں، یہ کہہ کر چلا گیا، تین دن کے بعد مجھے اپنا وعدہ یاد آیا، دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ اسی جگہ بیٹھے میرے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور جب آیا تو آپ کی پیشانی پر میری اس حرکت سے بل تک نہیں آیا، نرمی کے ساتھ اتنا ہی فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی زحمت دی، تین دن سے یہیں بیٹھا تمھارا انتظار کر رہا ہوں۔

تجارت کے کاروبار میں آپ ﷺ اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھتے تھے، سائبؓ نامی آپ ﷺ کے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میری تجارت میں شریک تھے، مگر ہمیشہ معاملہ صاف رکھا، آپ ﷺ کے کاروبار کے ایک اور ساتھی کا نام ابوبکرؓ تھا، وہ بھی مکہ ہی میں قریش کے ایک تاجر تھے، وہ کبھی کبھی سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔

قریش کے لوگ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی دیانتداری اور ایمانداری پر اتنا بھروسہ کرتے تھے کہ اپنا سرمایہ آپ

کے سپرد کر دیتے تھے، بہت سے لوگ اپنا روپیہ پیسہ آپ ﷺ کے پاس امانت رکھواتے تھے اور آپ ﷺ کو امین یعنی امانت والا کہتے تھے۔

تجارتی سفر اور حضرت خدیجہؓ کی شرکت

قریش کے تاجر اکثر شام اور یمن کے ملکوں میں سفر کر کے تجارت کا مال بیچا کرتے تھے، آنحضرت ﷺ نے بھی تجارت کا سامان لے کر انھی ملکوں کا سفر کیا، عرب میں تجارت کا ایک قاعدہ یہ تھا کہ امیر لوگ جن کے پاس دولت ہوتی تھی وہ روپیہ دیتے تھے اور دوسرے محنتی لوگ جن کو تجارت کا سلیقہ ہوتا تھا، اس روپیہ کو لے کر تجارت میں لگاتے تھے اور اس سے جو فائدہ ہوتا تھا، اس کو دونوں آپس میں بانٹ لیتے تھے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طریقہ پر تجارت کا کام شروع کیا تھا۔

قریش میں خدیجہ نام کی ایک دولت مند بی بی تھیں، ان کے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا اور اب وہ بیوہ تھیں، وہ اپنا سامان دوسروں کو دے کر بھیجا کرتی تھیں، انھوں نے ہمارے آنحضرت ﷺ کی ایمانداری اور سچائی کی تعریف سنی تو آپ ﷺ کو بلوا کر کہا کہ آپ میرا سامان لے کر تجارت کیجیے، میں جتنا نفع دوسروں کو دیتی ہوں اس سے زیادہ آپ کو دوں گی، آپ ﷺ راضی ہو گئے اور ان کا سامان لے کر شام کے ملک کو گئے، بی بی خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ کو بھی آپ ﷺ کے ساتھ کر دیا، اس تجارت میں خاصا نفع ہوا، واپس آئے تو بی بی خدیجہؓ آپ ﷺ کے کام سے بہت خوش ہوئیں۔

(۶) درسِ حدیث

قناعت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لیے جو اسلام لایا اور اسے بقدرِ کفایت روزی دی گئی اور اس نے اس پر قناعت کی۔ (ترمذی)

قناعت ضرورت کی چیزوں کی کم سے کم مقدار پر اکتفا کرنے اور کسی شخص کو ملنے والی چیز پر راضی ہونے کو کہا جاتا ہے بالفاظ دیگر خدا کی تقسیم پر راضی رہنا یا جو کچھ ہو اُسی پر اِکتفا کرنا قناعت ہے، ہاتھ پر ہاتھ دَھرے بیٹھے رہنا قناعت نہیں بلکہ کوشش کے بعد ملنے والی روزی کو کافی سمجھنا قناعت ہے۔

لیکن آج ہمارا معاشرہ قناعت سے دُور ہوتا جارہا ہے جس کی وجہ سے ہماری اکثریت تنگیِ رِزق کی شکایت کرتی نظر آتی ہے، معاشرے میں رشوت، دھوکہ دہی اور لوٹ مار کا بڑھتا ہوا رُجحان بھی قناعت سے دُوری کی وجہ سے پنپ رہا ہے غربت، اِفلاس اور بے روزگاری سے تنگ آکر خودکشی کے واقعات کا سبب بھی یہی ہے، جب زندگی چند دنوں کی ہے، دنیا کی کوئی شے ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے، ایسے میں قناعت کو چھوڑ کر حرص و طمع میں پریشان رہنا عقل مندی نہیں ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰہ ﷺ: اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ (ابوداود)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے طور طریق پر ہوتا ہے، پس آدمی کو دیکھ لینا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

(۸) عملی سنت

پسندیدہ چیز دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنا

عن عائشۃؓ قالت کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا رَأَیٰ مَا یُحِبُّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ. وَإِذَا رأیٰ مَا یَکْرَہُ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی کُلِّ حَالٍ. (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پسندیدہ چیز کو دیکھتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ یعنی "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہے جس کے فضل سے تمام اچھی چیزیں مکمل ہوتی ہے" کہتے اور جب ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی کُلِّ حَالٍ یعنی "ہر حال میں اللہ ہی کے لیے تعریف ہے" پڑھتے۔

چھٹا دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الغاشیۃ (۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ:	آپ کو اس چیز کی خبر ملی جو چھا جانے والی ہے
وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ:	اس دن کچھ چہرے اترے ہوئے ہوں گے
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً:	کام کر کے تھکے ماندے، وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں گریں گے
تُسۡقٰى مِنۡ عَيۡنٍ اٰنِيَةٍ :	انھیں کھولتے چشمہ سے پانی پلایا جائے گا
لَيۡسَ لَهُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِيۡعٍ:	سوائے کانٹوں کے ان کے پاس کوئی کھانا نہ ہوگا
لَّا يُسۡمِنُ وَلَا يُغۡنِىۡ مِنۡ جُوۡعٍ :	جو نہ جسم کو لگے گا اور نہ بھوک مٹائے گا

(۲) عقائد

شروع زمانہ میں تمام انسان مسلمان تھے

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور اس دنیا میں اس کو آباد کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا پھر کچھ مدت تک ان کو جنت میں رکھنے کے بعد ان کی بیوی حضرت حوا کے ساتھ اس دنیا میں بھیجا جس کے بعد ان کی اولاد اور نسلوں کا سلسلہ جاری ہوا اور وہ سب اللہ کے حکم کے مطابق اسی کے بتائے ہوئے طریقہ پر اس کی نافرمانی سے بچتے ہوئے زندگی گزارتے رہے، انسانوں کی پیدائش کا مقصد صرف اللہ کی عبادت واطاعت تھی، چناں چہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، چونکہ عبادت کے لیے زندگی شرط تھی اور انسان کو زندگی گزارنے کے لیے دنیاوی اسباب ووسائل مطلوب تھے اس لیے اللہ نے انسانوں کے لیے دنیا بنائی دوسرے الفاظ میں دنیا مقصد نہیں بلکہ عبادت مقصد تھی اور دنیا اللہ کی عبادت کے لیے صرف ایک ذریعہ اور وسیلہ تھی، اس حقیقت سے

انسان ایک زمانہ تک واقف رہا اور اسی پر قائم رہا اور تمام انسان صرف اسی کی عبادت کرتے رہے، اس طرح تمام انسان اپنی فطرت پر قائم رہتے ہوئے شروع زمانہ میں ایک عرصہ تک مسلمان ہی رہے۔

(۳) دعائیں

جب نیا چاند دیکھے: اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ هِلَالَ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ.

ترجمہ: اے اللہ: اس چاند کو امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ ہم پر طلوع فرما، اے ہدایت اور خیر والے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

(۴) فقہ

وضو کے احکام

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾ (المائدہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کرتا اگر اس کا وضو ٹوٹ گیا ہو جب تک کہ وہ وضو نہ کرلے۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

بغیر وضو کے نماز ادا نہیں ہوتی اور جو ہمیشہ باوضو رہتا ہے وہ اجر وثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کے درجات بہت بلند ہوتے ہیں۔

وضو کے فرائض

ا۔ پورا چہرہ دھونا، چہرہ ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک اور پیشانی کے ابتدائی سرے سے ٹھڈی تک۔
۲۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا ۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ۴۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔
نیز وضو صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ پانی ہر عضو کے ان حصوں تک پہنچ جائے جن کا وضو میں دھونا ضروری ہے اور دوسرے اعضائے وضو پر پانی لگنے میں کوئی چیز حائل نہ ہو، مثلاً موم بتی اور آٹا وغیرہ۔

وضو کی سنتیں

ا۔ وضو شروع کرنے سے پہلے وضو کی نیت کا ہونا ۲۔ بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کرنا ۳۔ دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھونا ۴۔ مسواک کرنا، اگر مسواک موجود نہ ہو تو انگلی سے دانت مانجھنا ۵۔ کلی کرنا ۶۔ ناک میں پانی لے کر ناک صاف کرنا ۷۔ اگر روزہ سے نہ ہو تو کلی اور ناک میں پانی لینے میں مبالغہ کرنا ۸۔ ہر عضو کو تین بار دھونا ۹۔ ایک بار پورے سر کا مسح کرنا ۱۰۔ دونوں کانوں کا مسح کرنا ۱۱۔ داڑھی کا خلال کرنا ۱۲۔ انگلیوں کا خلال کرنا ۱۳۔ دھوتے وقت اعضائے وضو کو رگڑ کر دھونا ۱۴۔ ایک عضو کے سوکھنے سے پہلے دوسرے عضو کو دھونا ۱۵۔ ترتیب سے وضو کرنا ۱۶۔ داہنی طرف سے شروع کرنا پہلے داہنا ہاتھ دھونا پھر بایاں ہاتھ، اسی طرح پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں دھونا ۱۷۔ سر کے ابتدائی حصہ سے مسح شروع کرنا ۱۸۔ گردن کا مسح کرنا۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

شام کے تجارتی سفر سے آپ ﷺ کو واپس آئے تین مہینے گزرے تھے کہ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ برس کی اور بی بی خدیجہؓ کی چالیس برس کی تھی، میاں بیوی کے درمیان عمر کا یہ فرق عربوں میں کوئی عیب کی بات نہیں تھی، چند روز کے بعد نہایت سادگی کے ساتھ یہ تقریب انجام پائی، آپ ﷺ کے چچا ابو طالب اور حمزہؓ اور خاندان کے دوسرے بڑے دولہن کے مکان پر گئے، ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور پانچ سو درہم

مہر قرار پایا، اب دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی رہنے لگے، تجارت کا کام اسی طرح چلتا رہا۔

شرک اور برائی کی باتوں سے اجتناب

حضرت محمد ﷺ دنیا میں اس لیے بھیجے گئے تھے کہ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا پیام سنائیں، ان کو برائی کی باتوں سے بچائیں، اچھی اور نیک باتیں بتائیں، تو جس کے پیدا کرنے سے اللہ کی غرض یہ ہو، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کتنی اچھی باتیں دی ہوں گی اور اس کی خصلتیں کتنی اچھی بنائی ہوں گی، حضور ﷺ بچپن ہی سے بہت نیک، اچھے، اور ہر برائی سے پاک تھے، بچپن میں بے کار کھیل کود سے دور رہے اور جوان ہو کر بھی جوانی کی ہر برائی اور ہر بدی سے بچے رہے، جب کبھی کوئی معمولی بات بھی ایسی ہوتی جو نبی، رسول اور اللہ کے قاصد کی شان کے مناسب نہ ہوتی تو آپ ﷺ کو اللہ اس سے صاف بچالیتا۔

بچپن کا قصہ ہے کہ کعبہ کی دیوار درست ہو رہی تھی، بچے اپنے اپنے تہبند اتار کر اور اس کو اپنے کندھوں پر رکھ کر پتھر لادتے تھے، آپ ﷺ نے بھی اپنے چچا کے کہنے سے ایسا کرنا چاہا تو غیرت کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑے، شروع جوانی میں ایک جگہ دوستوں کی بے تکلف مجلس تھی جس میں لوگ فضول قصہ کہانی میں رات گزارتے، آپ ﷺ نے بھی ان کے ساتھ وہاں جانا چاہا، مگر آپ ﷺ کو راستے میں ایسی نیند آ گئی کہ صبح ہی کو جا کر آنکھیں کھلیں۔

قریش کے سب ہی لوگ اپنے دادا ابراہیمؑ کا دین بھلا چکے تھے اور اللہ کو چھوڑ کر مٹی اور پتھر کی شکلیں بنا کر ان مورتیوں کو پوجتے تھے، کچھ لوگ سورج اور دوسرے ستاروں کی پوجا کرتے تھے، مگر حضور ﷺ نے جب سے ہوش سنبھالا، ان باتوں سے برابر بچتے رہے۔

(۶) درس حدیث

شکر

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے پر نعمت کی اور اس نے الحمد للہ کہا تو اس نے نعمت کا شکر ادا کر دیا، اور اگر دوسری بار الحمد للہ کہا تو اللہ تعالیٰ اسے ثواب عطا فرمائے گا اور تیسری بار الحمد للہ کہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ (بیہقی)

شکر کی ادائیگی کا صحیح طریقہ زبان سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا اور اس کی حمد وثنا بیان کرنا، اپنے

اعضاء کو اس کے پسندیدہ امور میں مشغول رکھنا اور اس کی مخلوق کی بھلائی کے لیے عملی اقدامات کرنا۔

شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو اپنے کرم سے نوازنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی عمریں دراز کر دیتا ہے اور انھیں شکر گزاری کی توفیق دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سب سے افضل بندے وہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی کثرت سے حمد (شکر ادا) کرنے والے ہیں۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰہ ﷺ: الكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ. (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا جائزہ لے اور آخرت کے لیے عمل کرے۔

(۸) عملی سنت

ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ (نسائی)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کے لیے اللہ کی طرف سے دخولِ جنت کا وعدہ ہے۔

ساتواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الغاشیۃ (۲)

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ :	کچھ چہرے اس دن خوش ہوں گے
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ :	اپنی کوشش سے مسرور ہوں گے
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ :	عالیشان جنت میں
لَّاتَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً:	جہاں کوئی فضول بات ان کے کان میں نہ پڑے گی
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ :	اس میں چشمے جاری ہوں گے
فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ :	اس میں بلند پلنگ ہیں
وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ :	اور پیالے سجے ہوئے ہیں
وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ:	اور نرم تکیے قرینے سے لگے ہوئے ہیں
وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ :	اور قالین بچھے ہوئے ہیں۔

(۲) عقائد

اسلام کی بنیاد

اسلام اور ایمان کی بنیاد یہ ہے کہ انسان دل کی تصدیق کے ساتھ اس بات کا اقرار واعتراف کرے کہ صرف اللہ ہی کی ذات عبادت کی مستحق ہے، یہ بات عقیدہ کے طور پر اس کے رگ وریشے میں رچ بس جائے، زندگی کے کسی بھی مرحلہ میں یہ بات اس کے ذہن ودماغ سے نہ ہٹے کہ اس پوری کائنات کو اس کی پوری لامحدود وسعتوں کے ساتھ تنہا اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور وہی اکیلا بلاشرکت غیرے اس کا نظام چلا بھی رہا ہے اور اکیلا ہی چلائے گا، اس معاملہ میں اس کے ساتھ کوئی

شریک نہیں اور نہ کسی کی اس کو ضرورت ہے اور نہ کبھی ہوگی، ہر چیز کو اس نے پیدا کیا اور ان سب کو زوال وفنا ہے، صرف وہی اکیلا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ باپ، نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی دوسرا رشتہ دار، اس کی روح کسی میں نہیں اترتی اور نہ وہ کسی مخلوق یا انسان کی شکل میں آتا ہے، وہ کسی سمت میں محدود نہیں بشمول اپنے بندوں کے ہر چیز پر اور ہر ایک کی ایک ایک ادا وحرکت پر اس کی نظر ہے، وہ نہ صرف تمام بندوں کو بیک وقت دیکھتا ہے بلکہ ان کے دلوں کی کیفیات وحرکات سے بھی خود ان سے زیادہ اور ان سے پہلے واقف ہوتا ہے، کوئی انسان یا مخلوق صرف اپنے دل میں کچھ سوچے اور اس خیال کو زبان پر نہ لائے تو بھی اس کا اس کو علم ہو جاتا ہے، وہ سب کی سنتا ہے اور ان کی ضرورتوں اور مرادوں کو اگر اس میں مانگنے والے کی بھلائی ہوتی ہے تو پورا کرتا ہے، اس کے لیے کسی واسطہ یا سفارش کی ضرورت نہیں، اس کا ہر کام حکمت وبھلائی پر مشتمل ہوتا ہے، اس کو ہر طرح کی قدرت وطاقت حاصل ہے، اس کی طرح کوئی نہیں، اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا اور نہ اس کا کوئی حکم ٹالا جاسکتا ہے اور نہ کسی کی طرف سے اس کو چیلنج کیا جاسکتا ہے، وہ انصاف پسند اور عادل ہے، وہ کسی مشرک وکافر پر بھی رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا، سب کی زندگی وموت کا وہی مالک ہے، اس کے علم میں ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے جس میں ایک سیکنڈ بھی تاخیر وتقدیم نہیں ہوسکتی، سب کو رزق پہنچانے والا بھی وہی ہے، انسانوں کا جھکنا، پکارنا، مدد مانگنا، نذر ماننا، امید رکھنا، خوف کھانا اسی کے لیے روا ہے، عبادت وپرستش کی تمام چھوٹی بڑی صورتیں اسی کو زیبا ہیں، اس کا علم اور اس کی حکومت پورے عالم پر حاوی ہے۔

مندرجہ بالا تمام خوبیاں اور کمالات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی میں پائی جاتی ہیں کسی اور میں نہیں، اس کی ان خوبیوں اور صفات میں کوئی دور دور تک شریک نہیں، غرض یہ کہ وہ ہر خوبی کا مالک ہے اور اس کی ذات ہر عیب ونقص سے پاک ہے، ان سب چیزوں کو ماننے کا نام ہی اسلام اور ایمان ہے۔

(۳) دعائیں

جب کسی کو مصیبت یا پریشانی میں دیکھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلاً

ترجمہ: تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت دی جس میں تجھ کو مبتلا فرمایا اور اس نے اپنی بہت ساری مخلوقات پر مجھے فضیلت دی۔

(۴) فقہ

وضو کا مسنون طریقہ

وضو کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر وضو کی نیت کے ساتھ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر مسواک یا ہاتھ کی انگلی سے دانت صاف کر کے تین مرتبہ کلی کرے اور تین مرتبہ ناک میں پانی لے کر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے ناک صاف کرے، پھر پورے چہرے کو یعنی سر کے بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھوئے، پھر پہلے دائیں ہاتھ کو پھر بائیں ہاتھ کو کہنیوں سمیت تین تین بار دھوئے، پھر پورے سر اور کان کا مسح ایک بار کرے پھر دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے، پہلے دایاں پاؤں پھر بایاں پاؤں دھوئے۔

وضو میں ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا، ہر عضو کو تین بار دھونا، ایک عضو کے بعد دوسرے عضو کو فوراً دھونا اور اعضاء کو اچھی طرح رگڑ کر دھونا بھی سنت ہے، اخیر میں وضو کے بعد کی دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔

وضو کے چند اہم مسائل

اگر داڑھی گھنی ہو تو داڑھی کے ظاہری حصہ کو دھونا کافی ہے۔

اگر داڑھی ہلکی ہو تو صرف داڑھی کے ظاہری حصہ کو دھونا کافی نہیں ہے بلکہ چمڑی تک پانی کا پہنچانا ضروری ہے۔

اگر ناخن میں کوئی ایسی چیز ہو جس سے پانی چمڑے تک پہنچ نہ سکتا ہو مثلاً موم بتی، لپ اسٹک وغیرہ تو اس کو نکال کر چمڑے کو دھونا ضروری ہے۔

اسی طرح اگر ناخن بڑھ کر انگلی کے پوروں کو ڈھانک دے تو ناخن تراشنا ضروری ہے تاکہ پانی چمڑی تک پہنچ جائے۔

اگر انگوٹھی تنگ ہو اور اس کو ہلائے بغیر پانی چمڑے تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس کو ہلانا ضروری ہے، ایسے ہی تنگ گھڑی کا معاملہ ہے۔

اگر وضو کرے پھر ناخن تراش لے یا مونچھ نکال لے تو دوبارہ دھونا ضروری نہیں ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

وحی

ہمارے رسول کو چالیس برس کی عمر میں اللہ نے رسول بنانا چاہا، اس سے پہلے آپ ﷺ کو اکیلے رہنا بہت پسند تھا، کئی کئی روز کا کھانا لے لیتے اور مکہ کے قریب ایک پہاڑ کے غار میں جس کا نام حرا تھا چلے جاتے اور اللہ کی باتوں پر غور کرتے، دنیا کی گمراہی اور عرب کے لوگوں کی یہ بُری حالت دیکھ کر آپ ﷺ کا دل دُکھتا تھا، آپ اس غار میں دن رات خدا کی عبادت کرتے تھے، ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ کے حکم سے اللہ کا وہ فرشتہ جو اللہ کا کلام اور پیام لے کر رسولوں کے پاس آتا تھا اور جس کا نام جبرئیلؑ ہے نظر آیا، اس فرشتہ نے خدا کا بھیجا ہوا سب سے پہلا پیغام جس کو وحی کہتے ہیں حضرت محمد ﷺ کو سنایا، خدا کی بھیجی ہوئی پہلی وحی سورہ علق کی یہ پانچ آیتیں تھیں:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ، الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ"

اپنے اس رب کا نام لے کر پڑھو جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسانوں کو جمے ہوئے خون سے بنایا، پڑھو! تمھارا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا"۔

اس وحی کا آنا تھا کہ رسول ﷺ پر اپنی امت کی تعلیم کا بڑا بوجھ ڈال دیا گیا، آپ کا دل اس بوجھ کے ڈر سے کانپ گیا، اسی حالت میں آپ ﷺ گھر واپس آئے اور اپنی بیوی خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کیا، حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کہا کہ آپ غریبوں پر رحم فرماتے ہیں، بے کسوں کی مدد کرتے ہیں اور جو قرضوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہیں، ان کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو یوں نہ چھوڑ دے گا، پھر آپ ﷺ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے یہاں لے

گئیں، ورقہ عیسائی تھے اور عبرانی زبان جانتے تھے اور حضرت موسیٰؑ کی کتاب تورات اور حضرت عیسیٰؑ کی کتاب انجیل پڑھے ہوئے تھے، انھوں نے خدا کے رسول ﷺ سے یہ سارا ماجرا سنا تو کہا کہ یہ وہی خدا کا فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پر اترا تھا، پھر کہا اے کاش میں اس وقت طاقتور اور تندرست ہوتا جب تمھاری قوم تم کو تمھارے گھر سے نکالے گی، آپ ﷺ نے پوچھا کیا ایسا ہوگا؟ ورقہ نے کہا کہ جو پیغام لے کر آپ آئے ہیں، اس کو لے کر آپ سے پہلے جو بھی آیا اس کی قوم نے اس کے ساتھ یہی کیا، اتفاق یہ کہ اس کے کچھ ہی روز بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

(۶) درس حدیث

دنیا کی حقیقت اور اس سے بے رغبتی

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا ملعون ہے، دنیا میں جو کچھ ہے وہ ملعون ہے، سوائے اللہ کی یاد کے اور جو اس سے تعلق رکھے اور سوائے اس کے جو کچھ سیکھے یا سکھائے۔ (ترمذی)

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ دنیا میں زندگی کی تمام آسائشیں اور دنیا کا بہت سامان و متاع اس کے پاس ہو اور اس کے حصول کے لیے انسان بے پناہ محنت و کوشش کرتا ہے جس کے نتیجے میں انسان اپنی زندگی کے مقصد کو بھلا دیتا ہے اور دنیا میں منہمک ہو کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس دنیا میں آخرت کی تیاری کے لیے بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے، مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا، اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔" (سورۃ العنکبوت)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مچھر کے پر کے برابر بھی اہمیت رکھتی تو کافر کو اس دنیا سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔ (ترمذی)

اس دنیا کی حقیقت کو سمجھانے کے لیے ایک مرتبہ آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو جو آپ کے ہم راہ سفر کر رہے تھے کہ ایک مردہ بکری کے پاس روک لیا اور فرمایا: کیا تم دیکھ رہے ہو، یہ اپنے مالک کی نظر میں کتنی بے کار اور بے وقعت ہوئی کہ وہ اسے یوں پھینک گیا، صحابہؓ نے عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ بے قیمت تھی تو گھر والوں نے یوں پھینک دی، تب

آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر سنو! اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے جتنی اپنے مالک کے لیے یہ مردہ بکری۔

آج لوگ دنیا کے مال اور شہرت کی طلب میں مارے مارے پھرتے ہیں، دنیا کی زندگی کتنی ہی حسین کیوں نہ ہو بالآخر ختم ہو جاتی ہے مگر آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے، لہٰذا دنیا کے بجائے آخرت بہتر بنانے کی فکر کی جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت اسی فکر میں رہتے کہ کس طرح آخرت کو بہتر بنالیں، اسی لیے وہ کبھی حضور ﷺ سے دریافت کرتے کہ ہم کون سا عمل کریں جو ہمیں جنت میں داخل کروا دے اور دوزخ سے نجات دلا دے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو، اللہ تعالیٰ تمھیں اپنا محبوب بنالے گا اور لوگوں کے مال و دولت سے نظریں پھیر لو تو لوگوں کی نگاہ میں محبوب بن جاؤ گے۔ (ابن ماجہ)

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰه ﷺ: صَلاةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً (بخاری).

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کی نماز کا ثواب اکیلے پڑھنے سے ستائیس حصہ زیادہ ہے۔

(۸) عملی سنت

اہم معاملہ میں نماز کی طرف توجہ

عن معاذٍ بن جبلؓ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ. صَلّٰى (ابوداود)

حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی معاملہ پیش آئے یا کوئی کام الجھ جائے تو صلاۃ الحاجۃ کے نام سے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کرنا پیارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

آٹھواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الغاشیۃ (۳)

اَفَلَا یَنظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ:	بھلا وہ اونٹ پر غور نہیں کرتے کہ کیسے وہ پیدا کیا گیا
وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ:	اور آسمان پر کہ کس طرح اس کو بلند کیا گیا
وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ:	اور پہاڑوں پر کہ وہ کیسے کھڑے کیے گئے
وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ :	اور زمین پر کہ کس طرح اس کو ہموار کیا گیا
فَذَکِّرْ، اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ :	بس آپ تو نصیحت کرتے جایئے، آپ کا کام نصیحت کرنا ہے
لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ:	آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں
اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی وَکَفَرَ:	ہاں جس نے منہ موڑا اور انکار کیا
فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَکْبَرَ:	تو اللہ اس کو سب سے بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا
اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَھُمْ :	یقیناً ہماری ہی طرف سب کو لوٹ کر آنا ہے
ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ :	پھر ان سب کا حساب ہمارے ہی ذمہ ہے۔

(۲) عقائد

توحید انسانی ضرورت ہے

اللہ کو ایک ماننا اور تنہا اسی کو اس پورے عالم کا خالق و مالک اور رب اور پالنہار سمجھ کر اس پر ایمان لانا جس کو توحید کہتے ہیں ایک انسانی ضرورت بھی ہے اور خود انسان کی فطرت وعقل بھی اس کا تقاضا کرتی ہے، عالم اسلام کے اس صدی کے ایک بہت بڑے عالم ومفکر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے بقول انسان اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ہمیشہ دوسروں کا

محتاج رہا ہے اور اس کی حاجتیں اور مطالبات حد سے بڑھے ہوئے ہیں، اس دنیا میں اس کے ہزاروں دشمن بھی ہیں، وہ کسی ایسی ہستی کے سہارے جی نہیں سکتا جس کی طاقت وقوت اور اطلاع وواقفیت وسیع ہونے کے باوجود محدود ہے، اس کو ایسی ذات وہستی کی ضرورت ہے جو اس کی ہر طرح حفاظت کر سکے اور بے حد و بے حساب اس کی ضرورتوں کو پورا کر سکے، اس کی پوری کائنات پر فرماں روائی ہو، اس کے دست قدرت میں ہر چیز ہو، اس کے اندر اپنے بندوں کے لیے شفیق ماں سے زیادہ محبت ہو، ایسی ہستی پوری کائنات میں سوائے اللہ کے کوئی نہیں، لیکن افسوس کہ انسان کی نظر اس سلسلہ میں دھوکہ کھاتی ہے اور وہ اپنی جیسی مجبور و بے اختیار ہستیوں کو ان سب کمیوں کے باوجود اپنا معبود بنالیتا ہے۔

(۳) دعائیں

ہوائی یا سمندری سفر میں پڑھنے کی دعا:

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسَاهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے ہی اس سواری کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

(۴) فقہ

بے وضو آدمی کے لیے نماز کا پڑھنا، قرآن کو ہاتھ لگانا یا اٹھانا، سجدۂ تلاوت کرنا اور طواف کرنا حرام ہے، اسی طرح اگر غسل واجب ہو تو نماز وغیرہ کے لیے غسل کرنا بھی ضروری ہے۔

مسئلہ: بے وضو کے لیے نماز کی ادائیگی کے لیے چاہے نماز فرض ہو یا نفل، اسی طرح نماز جنازہ کے لیے اور سجدۂ تلاوت کے لیے بھی وضو کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: بے وضو کے لیے کعبہ کا طواف کرتے وقت اور اگر دورانِ طواف وضو ٹوٹ جائے تو باقی چکر پورا کرنے کے لیے اور قرآن شریف کو ہاتھ لگانے کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: وضو رہنے کے باوجود ہر نماز کے لیے وضو کرنا سنت ہے، البتہ باوضو شخص کے لیے اس وقت وضو کرنا سنت ہے جب

وہ پہلے وضو سے کوئی عبادت ادا کر چکا ہو۔

اسی طرح سوتے وقت، سوکر اٹھنے کے بعد، زبانی قرآن شریف پڑھنے کے لیے، دینی علم حاصل کرنے والے کے لیے، اذان دینے کے لیے وضو کرنا سنت ہے۔

مندرجہ ذیل چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

۱۔ اگر خون نکلے اور اپنی جگہ سے تجاوز نہ کرے۔ ۲۔ اگر زخم یا کان سے کیڑا نکلے۔
۳۔ اگر کسی عورت کو چھولے۔ ۴۔ اگر قے ہو جائے لیکن قے منہ بھر کر نہ ہو۔
۵۔ اگر قے میں بلغم آئے چاہے بلغم زیادہ ہو یا کم۔ ۶۔ اگر اپنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھولے۔
۷۔ اگر باوضو شخص سو جائے اور اس کا مقعد یعنی سُرین زمین پر جما ہوا ہو۔
۸۔ اگر نمازی نماز میں سو جائے، چاہے کھڑے کھڑے سو جائے یا بیٹھے یا رکوع کی حالت میں سو جائے یا سجدے کی حالت میں۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

پہلی عام منادی

تین برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اب علانیہ خدا کا نام بلند کرو اور نڈر ہو کر بت پرستی کی مخالفت کرو اور ہمارے بندوں کو نیکی اور نصیحت کی باتیں سناؤ، اس وقت جس نے سب سے زیادہ آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ کی حمایت کا بیڑا اٹھایا وہ آپ ﷺ کے ایک چچا تھے جن کا نام ابو طالب تھا، وہ آپ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے، اسی طرح جس نے سب سے زیادہ آپ کی مخالفت کی اور آپ کی دشمنی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی وہ بھی آپ ﷺ ہی کا ایک چچا تھا جس کا نام ابولہب تھا، ابولہب کے علاوہ آپ کے دین کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل تھا جو قریش کا ایک سردار اور بڑا دولت مند تھا، قریش کے سرداروں کا کہنا یہ تھا کہ اگر خدا کو اپنا قاصد یا ایلچی بنا کر کسی کو بھیجنا ہی تھا تو مکہ یا طائف کے کسی دولت مند رئیس کو بنا کر بھیجنا تھا، ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ خدا کے دربار میں دولت اور حکومت کی نہیں بلکہ نیکی اور اچھائی کی قدر ہے،

اس نے دنیا بنانے سے پہلے ہی طے کرلیا تھا کہ قریش کے گھرانے میں عبداللہ کے یتیم بیٹے کو اپنا آخری رسول بنا کر بھیجے گا۔

ہمارے رسول ﷺ کو جب دین کی کھلم کھلا منادی کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے مکہ کی ایک پہاڑی پر جس کا نام صفا تھا کھڑے ہوکر قریش کو آواز دی، عرب کے دستور کے مطابق اس آواز کو سن کر قبیلہ کے سارے آدمیوں کا جمع ہوجانا ضروری تھا اس لیے مکہ کے بڑے بڑے سردار اس پہاڑی کے نیچے آکر جمع ہوئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے تمھارے دشمنوں کا ایک لشکر آرہا ہے تو کیا تم کو اس کا یقین آئے گا، سب نے کہا: ہاں بے شک، کیوں کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم نے اللہ کے پیغام کو نہیں مانا تو تمھاری قوم پر ایک بہت بڑی آفت آئے گی، یہ سن کر ابولہب نے کہا: کیا تم نے یہی سنانے کے لیے ہم کو یہاں بلایا تھا، یہ کہہ کر اٹھا اور چلا گیا، قریش کے دوسرے سردار بھی خفا ہوکر چلے گئے۔

عام تبلیغ

لیکن ہمارے رسول ﷺ نے ان سرداروں کی خفگی کی پروانہ کی اور بت پرستی کی برائی کھلم کھلا بیان کرتے رہے اور خدا کی یکتائی، عبادت اور اچھے اخلاق کا وعظ فرماتے رہے، جن کے دل اچھے تھے وہ آپ ﷺ کی بات قبول کرتے تھے لیکن جو دل کے نیک نہ تھے، وہ شرارت پر اُتر آئے اور آپ ﷺ کو طرح طرح سے ستانے لگے، راستہ میں کانٹے ڈال دیتے آپ ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو چھیڑتے، کعبہ کا طواف کرنے جاتے تو آوازیں کستے، لوگوں میں آپ ﷺ کو شاعر جادوگر، پاگل وغیرہ مشہور کرتے اور جو نیا آدمی آتا اس کو پہلے ہی جاکر کہہ آتے کہ ہمارے ہاں ایک شخص اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے، اس کے پاس نہ جانا۔

آپ ﷺ یہ تمام سختیاں جھیلتے تھے اور اپنا کام کیے جاتے تھے، قریش نے دیکھا کہ یہ کسی طرح باز نہیں آتا تو ایک دن وہ اکٹھے ہوکر آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمھارا بھتیجا ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہتا ہے، ہمارے باپ دادوں کو گمراہ بتاتا ہے، ہم کو نادان ٹھہراتا ہے، اب یا تو بیچ سے ہٹ جاؤ یا تم بھی میدان میں آجاؤ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہوجائے، ابوطالب نے دیکھا کہ وقت نازک ہے، حضرت محمد ﷺ کو بلا کر کہا کہ مجھ بوڑھے پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ اٹھا نہ سکوں، ظاہر میں حضرت محمد ﷺ کو اگر کسی کی مدد کا سہارا تھا تو یہی چچا تھے، ان کی یہ بات سن کر آپ ﷺ آنکھوں میں آنسو بھر لائے پھر فرمایا: "چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں، تب بھی میں اپنے کام سے

باز نہ آؤں گا" آپ ﷺ کی یہ مضبوطی اور پکا ارادہ دیکھ کر اور آپ کی اس اثر سے بھری ہوئی بات کو سن کر ابو طالب پر بڑا اثر ہوا، آپ ﷺ سے کہا" بھتیجے جاؤ: یہ تمھارا کچھ بھی نہیں کر سکتے"، چچا کا یہ جواب سن کر دل میں ڈھارس بندھی اور اپنا کام اور تیزی سے کرنا شروع کیا۔

قریش کے سرداروں نے دیکھا کہ دھمکی سے کام نہ چلا اب ذرا پھسلا کر کام چلائیں، سب نے مشورہ کر کے عتبہ نامی قریش کے ایک سردار کو سمجھا بجھا کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا، اس نے آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر یہ کہا" اے محمد! قوم میں پھوٹ ڈالنے سے کیا فائدہ؟ اگر تم مکہ کی سرداری چاہتے ہو تو وہ حاضر ہے، اگر کسی بڑے گھرانے میں شادی چاہتے ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے، اگر دولت چاہتے ہو تو اس کے لیے بھی تیار ہیں، مگر تم اس کام سے باز آ جاؤ" عتبہ کا خیال تھا کہ ہم جو چال چلے ہیں، اس کی کامیابی میں شک ہی نہیں، محمد (ﷺ) ان باتوں میں سے کسی ایک کی لالچ میں آ کر ضرور ہم سے صلح کر لیں گے، لیکن آپ ﷺ کی زبان سے اس نے وہ جواب سنا جس کی ذرا بھی امید اس کو نہ تھی، آپ ﷺ نے قرآن پاک کی چند آیتیں اس کو سنائیں، ان آیتوں کا سننا تھا کہ اس کا دل دہل گیا، واپس آیا تو قریش نے دیکھا کہ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے، عتبہ نے کہا" بھائیو! محمد جو کلام پڑھتے ہیں وہ نہ شاعری ہے، نہ جادوگری ہے، میری رائے یہ ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آ گئے تو یہ ہماری ہی عزت ہے، ورنہ عرب کے لوگ خود ان کا خاتمہ کر دیں گے"۔ لیکن قریش نے اس کی بات نہ مانی اور اپنی ضد پر برابر اڑے رہے۔

اب آپ ﷺ کا کام تھا کہ ایک ایک آدمی کے پاس جاتے اور اس کو سمجھاتے، کوئی مان لیتا، کوئی چپ رہتا، کوئی جھڑک دیتا، اس حالت میں جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے اور ان میں سے بعض بعض کے مسلمان ہونے کا قصہ بڑا دلچسپ ہے۔

(۶) درس حدیث

تواضع وانکساری

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معاف کرنے سے بندے کو اللہ تعالیٰ اور زیادہ عزت ہی عطا فرماتا ہے، جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے رفعت اور سربلندی ہی عطا فرماتا ہے۔ (مسلم)

اسلام کی اعلیٰ اور پسندیدہ صفات میں سے ایک اہم خوبی اور صفت تواضع ہے، اپنے کو دوسروں سے چھوٹا اور کمتر سمجھ کر

دوسروں کی تعظیم وتکریم کرنا اس عادت کو تواضع اور انکساری کہتے ہیں، جس شخص میں یہ بلند صفت پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ترقی وکامیابی عطا فرماتے ہیں، تواضع اور عاجزی وانکساری کی عادت رکھنے والا آدمی ہر شخص کی نظروں میں محبوب ہو جاتا ہے، دنیا و آخرت میں وہی لوگ کامیاب رہتے ہیں جو عاجزی اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰه ﷺ: مَنْ تَرَکَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ (بُخَارِي)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

(۸) عملی سنت

چار کلمات کی فضیلت:

ایک دن معمول کے مطابق اللہ کے رسول فجر کی نماز پڑھ کر اپنے حجرۂ مبارکہ واپس تشریف لائے اور دیکھا کہ صبح سے قبل حضرت جویریہ کو جس حالت میں چھوڑ کر گئے تھے وہ اس وقت تک اسی حالت میں تھیں یعنی مستقل ذکر ہی میں منہمک تھیں، چنانچہ دریافت کیا: اے جویریہ! کیا تم ابھی تک اسی حالت میں بیٹھی ہو جس حالت میں تم کو میں چھوڑ گیا تھا یعنی ذکر میں مشغول ہو؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس دوران تین دفعہ چار جملے ایسے کہے جو تمھارے دن بھر کے اذکار کے برابر تھے وہ یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

ترجمہ: اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کی رضامندی کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات لکھنے کی سیاہی کے برابر۔ (مسلم)

نواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الأعلیٰ (۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى:	اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے جو بڑی شان والا ہے
الَّذِىۡ خَلَقَ فَسَوّٰى:	جس نے پیدا کیا تو ٹھیک ٹھیک بنایا
وَالَّذِىۡ قَدَّرَ فَهَدٰى :	اور جس نے ہر چیز طے فرمادی تو اس کے مطابق چلایا
وَالَّذِىۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰى:	اور جس نے چارہ (زمین سے) نکالا
فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰى:	پھر اس کو سیاہ بھوسا بنا ڈالا
سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى:	ہم آپ کو پڑھائیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ:	سوائے اس کے جس کو اللہ ہی چاہے
اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَمَا يَخۡفٰى:	یقیناً وہ کھلے اور چھپے سب کو جانتا ہے
وَنُيَسِّرُكَ لِلۡيُسۡرٰى :	اور ہم آپ کو آہستہ آہستہ آسانی تک پہنچاتے جائیں گے۔

(۲) عقائد

شرک وکفر کی بنیاد

جو توحید اور ایمان کی منافی باتیں ہیں وہ سب شرک وکفر ہیں، جس طرح آگ اور پانی ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح ایمان وکفر اور توحید وشرک ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے، کوئی شخص یہ سمجھے کہ اللہ کی صفات واختیارات اور کمالات میں کوئی شریک ہے یا یہ کہ اللہ کی روح کسی مخلوق میں اتر سکتی ہے یا وہ کسی مخلوق کی شکل میں ہوسکتا ہے، اس کائنات کے بنانے

یا چلانے میں اس کے ساتھ کوئی شریک ہے یا اس کی طرح کسی کو غیب کی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں، کوئی مصیبت دور کر سکتا ہے یا خوشی دے سکتا ہے، زندگی کی مدت میں اضافہ کر سکتا ہے یا موت کو ٹال سکتا ہے یا اپنے بندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے وہ کسی واسطے یا ذریعے کا محتاج ہے تو وہ شخص مشرک ہے۔

مندرجہ بالا عقائد یا خیالات کسی بھی مخلوق حتیٰ کہ کسی نبی یا پیغمبر کے متعلق بھی کوئی انسان اگر رکھتا ہے تو اس کے یہ خیالات اور تصورات اس کو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور شرک و کفر کے اندر مبتلا کر دیتے ہیں۔

(۳) دعائیں

جب نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ، لَاتَأْخُذُکَ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَهْدِئْ لَيْلِيْ وَأَنِمْ عَيْنِيْ.

ترجمہ: اے اللہ! ستارے چھپ گئے اور آنکھیں پُرسکون ہوگئی اور تو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے، نہ تجھے اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے! میری رات کو پرسکون بنا دیجیے اور میری آنکھ کو سلا دیجیے۔

(۴) فقہ

تیمّم کا بیان

تیمم سے مراد مٹی سے پاکی حاصل کرنا ہے، تیمّم شریعت میں اس لیے جائز کیا گیا ہے کہ انسان کبھی کبھار پانی کے نہ ہونے یا مرض کے سبب پانی استعمال کرنے سے عاجز رہتا ہے، ان دونوں صورتوں میں وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرنا جائز ہو جاتا ہے تاکہ وہ ان عبادتوں کی ادائیگی سے محروم نہ رہے جن کے لیے وضو کا ہونا ضروری ہے مثلاً نماز جو سب سے عظیم عبادت ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر تیمّم کیا جا سکتا ہے:

ا۔ایک میل یا ایک میل سے زائد مسافت (تقریباً پونے دو کلومیٹر) سے پانی دور ہو۔
۲۔اس بات کا غالب گمان ہو جائے یا کوئی ماہر مسلم ڈاکٹر بتائے کہ پانی کے استعمال سے کوئی بیماری لاحق ہو جائے گی یا موجودہ بیماری میں اضافہ ہو جائے گا یا بیماری ختم ہونے میں تاخیر ہوگی۔
۳۔اس بات کا غالب گمان ہو جائے کہ ٹھنڈے پانی کے استعمال سے موت واقع ہو جائے گی۔
۴۔پانی کم ہے اور وضو میں اس کا استعمال کرنے سے اپنے لیے یا دوسروں کے لیے پیاس کا اندیشہ ہے۔
۵۔پانی موجود ہے لیکن پانی نکال نہیں سکتا ہے، مثلاً کنواں ہے لیکن ڈول وغیرہ نہیں ہے۔
۶۔پانی اور اس کے درمیان کوئی دشمن یا جنگلی جانور حائل ہے۔
۷۔غالب گمان ہو جائے کہ وضو کرنے میں مشغول ہو جائے گا تو عیدین کی نماز یا نماز جنازہ چھوٹ جائے گی تو تیمّم کر کے ان نمازوں میں شریک ہو جائے کیوں کہ ان نمازوں کی قضا نہیں ہے، اس کے برعکس جمعہ کی نماز یا پنج وقتہ نمازوں کے لیے ایسا نہیں کر سکتے، اس لیے ان نمازوں کی قضا کر سکتے ہیں اور جمعہ کی نماز کے بدلے ظہر پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

حضرت حمزہؓ کا مسلمان ہونا

حضرت حمزہؓ آپ ﷺ کے چچا تھے، عمر میں کچھ ہی بڑے تھے، اس لیے وہ آپ ﷺ سے بڑی محبت کرتے تھے بڑے پہلوان تھے، زیادہ وقت سیر اور شکار میں گزارتے تھے، ایک دن کا واقعہ ہے کہ ابوجہل نے اپنے معمول کے مطابق آپ ﷺ کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا، ایک لونڈی کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی، شام کو جب حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آرہے تھے، اس لونڈی نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا ان سے دہرا دیا، حضرت حمزہؓ یہ سن کر غصہ سے لال ہو گئے اور اسی حالت میں کعبہ کے صحن میں جہاں قریش کے بڑے بڑے لوگ بیٹھے تھے آئے اور ابوجہل کے پاس آکر کمان اس کے سر پر ماری اور کہا "لو میں مسلمان ہو گیا ہوں، تمھارا جو جی چاہے میرے ساتھ کر لو"، یہ کہہ کر گھر چلے آئے، اب وہ دن آیا کہ اسلام کی جماعت میں قریش کا ایک بڑا پہلوان شریک ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا

خطاب کے بیٹے عمرؓ قریش کے ایک بہادر نوجوان تھے، مزاج میں سختی تھی، جو بات کہتے تھے سختی سے کرتے تھے، یہ بھی اس وقت اسلام کے بڑے دشمن تھے، مسلمانوں کو چھیڑا اور ستایا کرتے تھے۔

اس سے پہلے عمرؓ کی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعدؓ بن زید مسلمان ہو چکے تھے، ایک دفعہ عمرؓ کے دل میں آیا کہ چل کر محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا سر قلم کیوں نہ کر دیں کہ روز کا جھگڑا ختم ہو جائے، یہ ارادہ کر کے وہ تلوار لگا کر گھر سے نکلے، راہ میں ایک مسلمان سے ان کی ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا کہ عمر! کدھر کا قصد ہے، انھوں نے کہا: چاہتا ہوں کہ محمد کا کام آج تمام کردوں، اس نے کہا: پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کی تو خبر لو، اس طعنے سے وہ بے تاب ہو گئے، پلٹ کر اپنی بہن کے گھر کا راستہ لیا، پہنچے تو قرآن پڑھنے کی آواز سنی، غصہ سے بے قابو ہو کر بہن اور بہنوئی کو جی کھول کر مارا، مگر دیکھا تو ان کو توحید کا نشہ اسی طرح تھا، ان کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا، کہا کہ اچھا جو سورہ تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دکھاؤ، انھوں نے وہ ورق لا کر ہاتھ پر رکھ دیا، عمر جیسے جیسے اس کو پڑھتے جاتے تھے ان کا دل کانپتا جاتا تھا، آخر چلا اٹھے، **لا الله الا الله محمد رسول الله**۔

یہ وہ زمانہ تھا جب آپ ﷺ حضرت ارقمؓ کے گھر میں تھے، حضرت عمرؓ سیدھے وہاں پہنچے، آواز دی، جو مسلمان وہاں موجود تھے حضرت عمرؓ کو تلوار لیے دیکھ کر ڈرے، حضرت حمزہؓ نے کہا: آنے دو، اگر وہ خلوص کے ساتھ آیا ہے تو بہتر ہے، ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا، دروازہ کھلا اور حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول خدا ﷺ خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا: کیوں عمر! کس ارادے سے آئے ہو؟ عرض کیا: ایمان لانے کے لیے، یہ سن کر مسلمانوں نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی، اب تک مسلمان کافروں کے ڈر سے کعبہ میں جا کر نماز نہیں پڑھتے تھے، حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو سب مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے اور کعبہ کے صحن میں جا کر نماز پڑھی۔

ابوذر غفاریؓ کا مسلمان ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمان ساتھیوں کو صحابہ کہتے ہیں، اسلام جیسے جیسے پھیلتا جاتا تھا، صحابیوں کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مکہ کے باہر بھی وہ پہنچ گئے، مکہ سے کچھ دوری پر غفار کا قبیلہ رہتا تھا، اس میں ابوذرؓ اور انیسؓ دو بھائی تھے، ابوذرؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کے پاس آسمان

سے خدا کا پیام آتا ہے تو انھوں نے اپنے بھائی اُنیس کو بھیجا کہ جا کر اس رسول کا حال دریافت کریں اور اس کی باتیں سنیں. اُنیس ؓ مکہ آئے اور واپس جا کر اپنے بھائی سے کہا کہ وہ اخلاق کی اچھی اچھی باتیں لوگوں کو بتاتا ہے اور جو کلام وہ پیش کرتا ہے وہ شعر نہیں، یہ سن کر ابوذر ؓ کا شوق اور بڑھا اور وہ خود سوار ہو کر مکہ آئے اور مسلمان ہوئے۔

(۶) درس حدیث

محبت رسول ﷺ اور اتباع سنت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کو اپنے والد یعنی ماں، باپ، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری)

ایک مومن اپنے اہل و عیال، مال و دولت، خویش اقارب اور دنیا کی دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی ذات سے کرے، اگر کسی دوسرے سے محبت کرتا ہو تو وہ محبت بھی اللہ کی خاطر ہو، جب تک اللہ اور اس کے رسول سے سب سے زیادہ محبت نہیں ہوگی کوئی بھی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم میں رسول اکرم ﷺ کی محبت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے: "ایمان والوں کے لیے یہ نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں، رسول اللہ ﷺ کی محبت کے بغیر اللہ کی رضا اور اس کی ہدایت حاصل نہیں ہو سکتی اور ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہو اس کے لیے ایمان کے سارے تقاضوں کا پورا کرنا اور اللہ و رسول ﷺ کے احکام پر چلنا نہ صرف آسان ہو جاتا ہے، اس کے برخلاف جس کے دل میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا غلبہ نہ ہو اس کے لیے روزمرہ کے اسلامی فرائض کی ادائیگی اور عام ایمانی مطالبات کی تعمیل بھی سخت گراں اور بڑی کٹھن محسوس ہوتی ہے، اسی لیے جب تک اللہ و رسول کی محبت دوسری ساری چاہتوں اور محبتوں پر غالب نہ ہو جائے، ایمان کا اصل مقام نصیب نہیں ہو سکتا اور ایمان کی حلاوت حاصل نہیں ہو سکتی"۔

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان احکام شریعت کو بجا لائیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان چیزوں

سے رُک جائیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے،قرآن کریم کی ہدایات کو اپنے سینے سے لگائیں،رسول اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں،آپ ﷺ کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنالیں اوراسی کے مطابق ہر کام انجام دیں،آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں اور آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجیں۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللَّه ﷺ: اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: پاکی آدھا ایمان ہے۔

(۸) عملی سنت

پیراور جمعرات کا روزہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنہَاقَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ یَتَحَرّٰی صَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ.(ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیراور جمعرات کے روزہ کا اہتمام کرتے تھے۔

دسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الأعلیٰ (۲)

فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى :	تو آپ نصیحت کیے جایئے اگر نصیحت سودمند ہو
سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى :	نصیحت وہ حاصل کرے گا جو خشیت رکھتا ہو
وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى :	اور بدبخت اس سے دور رہے گا
الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى:	جو سب سے بڑی آگ میں جا گرے گا
ثُمَّ لَايَمُوْتُ فِيْهَا وَلَايَحْيٰى :	پھر وہاں نہ مرے گا نہ جیے گا۔

(۲) عقائد

شرک کی غلط تاویل

اس وقت اس دنیا میں شرک کی جو صورتیں پائی جاتی ہیں اس میں نہ اللہ کا انکار ہوتا ہے اور نہ اس کے خالق ومالک ہونے کا بلکہ اللہ کو خالق ومالک ماننے کے ساتھ وہ اس کے اختیارات وتصرفات میں دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے قریب ہونے کے لیے بطور واسطہ ان کی عبادت کرتے ہیں اصل عبادت تو ہم اللہ ہی کی کرتے ہیں لیکن یہ بھی شرک ہے اس لیے کہ یہی عقیدہ بعینہ حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں اللہ کے متعلق مشرکین عرب رکھتے تھے، ان کے متعلق اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ اے محمد ﷺ ! اگر آپ ان مشرکین وکفار سے دریافت کریں گے کہ ان آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ ہی نے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کے دائرہ سے خارج قرار دیا اس لیے کہ وہ اللہ کو بھی مانتے تھے، اللہ ہی کو نہیں مانتے تھے، اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کو مانا جائے نہ کہ اللہ کو بھی ، اسلام نے شرک کے شائبہ سے پاک توحید کی خالص دعوت دی، اس کے مطابق اس سے تقرب یا اس سے مانگنے کے لیے انسان کو کسی واسطہ یا ذریعہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) دعائیں

جب کڑک اور گرج ہو:

سُبحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِکَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ، اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُهْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس کی تعریف کے ساتھ کڑک اور فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں اس کے ڈر سے، اے اللہ! ہمیں اپنے غصے سے ختم نہ کر اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہی ہمیں عافیت نصیب فرما۔ (موطا)

(۴) فقہ

تیمّم کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱۔ تیمم زمین کی پاک چیزوں سے کیا جائے مثلاً مٹی، پتھر اور ریت وغیرہ، لکڑی، چاندی اور سونے سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔
۲۔ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے۔ ۳۔ پورے ہاتھ سے یا ہاتھ کے اکثر حصہ سے مسح کرے۔
۴۔ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارے (چہرے کے لیے الگ اور ہاتھوں کے لیے الگ)۔
۵۔ چہرے یا ہاتھ پر کوئی ایسی چیز نہ ہو جو مسح کے لیے حائل ہو مثلاً موم بتی اور چربی وغیرہ، مسح سے پہلے ان چیزوں کو زائل کرنا ضروری ہے، ورنہ تیمم صحیح نہیں ہوگا۔

تیمم کے فرائض صرف دو ہیں: ۱۔ پورے چہرے کا مسح کرنا ۲۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

تیمم میں مندرجہ ذیل چیزیں سنت ہیں: ۱۔ شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا۔ ۲۔ ترتیب کی رعایت کرنا، پہلے چہرہ کا مسح کرنا پھر داہنے ہاتھ کا مسح کرنا اور اخیر میں بائیں ہاتھ کا مسح کرنا۔ ۳۔ چہرے اور ہاتھوں کے مسح کے درمیان کوئی کام نہ کرنا۔ ۴۔ مٹی پر ہاتھ مارنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو جھاڑنا۔ ۵۔ مٹی پر ہاتھ مارتے وقت اپنی انگلیوں کو کھلا رکھنا۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

حبش کی ہجرت

ایک شہر سے دوسرے شہر کو چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں، عرب کا ملک سمندر کے کنارے ہے اور حجاز جس سمندر کے

کنارے ہے اس کا نام بحراحمر ہے، بحرِ احمر کے اس کنارے برِّ اعظم افریقہ میں حبش کا ملک ہے جس کا موجودہ نام ایتھوپیا ہے، وہاں کا عیسائی بادشاہ بہت نیک تھا، مسلمانوں کی تکلیفیں جب بڑھ گئیں تو نبوت کے پانچویں سال حضرت محمد ﷺ کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کشتی میں بیٹھ کر حبش کو روانہ ہوئے۔

حبش کے بادشاہ نجاشی نے ان مسلمانوں کو اپنے یہاں بڑے آرام اور امن میں رکھا، قریش کو جب اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے نجاشی کے پاس اپنے دو سفیر بھیجے کہ یہ ہمارے مجرم ہیں ان کو ہمارے حوالے کر دیجیے، بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر حال پوچھا، حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفرؓ نے مسلمانوں کی طرف سے یہ تقریر کی: "اے بادشاہ! ہم جاہل تھے، بت پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاری کرتے تھے، پڑوسیوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، اتنے میں ہم میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی بزرگی، سچائی اور ایمانداری سے ہم واقف تھے، اس نے ہم کو سچے دین کی دعوت دی اور بتایا کہ ہم بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، ظلم سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، پڑوسیوں کو آرام دیں، پاک دامن عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں، نماز پڑھیں، روزے رکھیں، خیرات دیں، ہم نے اس شخص کو خدا کا پیغمبر مانا اور اس کی باتوں پر عمل کیا اس جرم پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہوگئی اور ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم اس کو چھوڑ کر اسی پہلی گمراہی میں رہیں"۔

نجاشی نے کہا: تمھارے پیغمبر پر جو کلام اترا ہے اس میں سے کچھ پڑھ کر سناؤ، حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی چند آیتیں پڑھیں، نجاشی پر یہ اثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، پھر کہا: "خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ سے نکلے ہیں"، یہ کہہ کر قریش کے آدمیوں سے کہا کہ تم واپس جاؤ، میں ان مظلوموں کو واپس نہ دوں گا، مسلمانوں نے جب نجاشی کی یہ مہربانی دیکھی تو بعد کو اور بھی بہت سے مسلمان چھپ چھپ کر حبش کو روانہ ہوگئے، یہاں تک کہ ان کی تعداد وہاں کم و بیش تراسی (۸۳) ہوگئی۔

گھاٹی میں نظر بندی

قریش نے دیکھا کہ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی اس لیے قریش کے سب خاندانوں نے مل کر نبوت کے ساتویں سال یہ معاہدہ کیا کہ کوئی شخص پیغمبر خدا کے خاندان سے جس کا نام بنو ہاشم تھا، کوئی تعلق نہ رکھے گا، نہ ان سے شادی بیاہ کرے گا، نہ ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا، نہ ان کو کھانے پینے کا کوئی سامان دے گا جب تک وہ محمد کو ہمارے حوالے نہ کر دیں، یہ معاہدہ لکھ کر کعبہ کے دروازہ پر لٹکا یا گیا، ابو طالب خاندان کے سب لوگوں کو لے کر ایک گھاٹی میں چلے گئے جو شعب ابی طالب کہلاتا تھا، یہیں دوسرے مسلمانوں نے بھی آکر پناہ لی اور بہت تکلیف کے ساتھ یہاں رہنے لگے، پتّیاں کھا کر بسر کرتے، چمڑہ ملتا تو

اس کو بھون کر کھاتے، بچے بھوک سے بلبلاتے تھے، آنحضور ﷺ کے کھانے کے لیے حضرت بلال ؓ چھپا کر کہیں سے کبھی کبھی کچھ لے آتے تھے، کافر مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر خوش ہوتے تھے، تین سال اسی طرح گزر گئے، آخر خود ان ظالموں میں سے کچھ کو رحم آیا اور انھوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

(۶) درس حدیث

چغل خوری

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ چغل خور آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (بخاری)

جن بری عادتوں کا تعلق زبان سے ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جن کو سنگین جرم اور گناہ عظیم قرار دیا ہے اور جن سے بچنے اور پرہیز کرنے کی آپ ﷺ نے سخت ترین تاکید فرمائی ہے ان میں سے ایک چغل خوری بھی ہے۔

کسی کی ایسی بات دوسرے کو پہنچانا جو اس شخص کی طرف سے اس آدمی کو بدگمان اور ناراض کر کے باہمی تعلقات کو خراب کر دے چغل خوری کہلاتی ہے، چغل خوری کو رسول اللہ ﷺ نے سخت ترین گناہ بتلایا ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں، جو اس بات کے طالب رہتے ہیں اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰہ ﷺ: رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا (ابوداود).

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جو نماز عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے۔

(۸) عملی سنت

فرض نماز سے پہلے یا بعد میں سنت مؤکدہ نمازیں پڑھنا

حضور ﷺ روزانہ دس رکعتیں سنت پابندی سے پڑھتے تھے، زندگی میں کبھی ناغہ نہیں ہوا، فجر سے پہلے دو رکعات ظہر سے پہلے دو رکعات اور ظہر بعد دو رکعات، مغرب کے بعد دو رکعات اور عشاء کے بعد دو رکعات۔ (بخاری)

اسی طرح نماز وتر کا بھی کبھی ناغہ نہیں ہوا۔

گیارہواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الأعلیٰ (۳)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى:	یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگیا جس کا دل صاف ہوا
وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى:	اور اس نے اللہ کا نام لیا پھر نماز پڑھی
بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا :	بات یہ ہے کہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو
وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى :	جب کہ آخرت ہی بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے
اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى:	یہی بات پہلے صحیفوں میں بھی تھی
صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى :	ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

(۲) عقائد

شرک کی وجہ

شرک کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسانوں نے اللہ تعالی کو اس کی حقیقی صفات واختیارات اور کمالات کے ساتھ نہیں پہچانا اور اس کو بھی انھوں نے اپنے ان بادشاہوں اور حاکموں پر قیاس کرلیا جو اس دنیا کا نظام چلانے میں اپنے وزیروں اور معاونوں کے محتاج ہیں اور عام آدمی کی جن تک براہ راست رسائی نہیں ہوسکتی، جس طرح وزیروں کو خوش کرکے بادشاہ کی خوشی حاصل کی جاسکتی ہے اسی پر انھوں نے اللہ کی ذات کو بھی قیاس کرلیا کہ فرشتوں، نبیوں اور ولیوں کے توسط سے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو بھی خوش کیا جاسکتا ہے، انھوں نے سمجھا کہ جس طرح دنیا کے حاکموں اور بادشاہوں کے دربار میں اس کے محبوب لوگوں کی سفارش رد نہیں کی جاتی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں انسانوں کے حق میں ان نبیوں کی شفاعت بھی رد نہیں کی جاتی، جب انسان اللہ کو اس کی حقیقی صفات وکمالات کے ساتھ پہچانے گا تو اس طرح کا شرکیہ عقیدہ خود بخود ختم ہوجائے گا، دراصل یہ شرک انسانوں میں پیدا ہوا ابلیس وشیطان کے

بہکاوے میں آنے سے یا اپنی خواہشات نفس کی اتباع کرنے سے یا اپنے آباء واجداد کی اس معاملہ میں اندھی تقلید کرنے سے، اس لیے کہ انسانی تاریخ میں ایسے کروڑوں انسان ملتے ہیں جن کی عقلیں خود ان بتوں کی عبادت اور پرستش کو تسلیم نہیں کرتی تھیں اور ان کا ضمیر ان کے اس عمل پر خود ان کو ملامت بھی کرتا تھا لیکن قرآن کے الفاظ میں صرف یہ کہہ کر وہ توحید جیسی واضح حقیقت کا انکار کرتے تھے کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایسے ہی کرتے ہوئے پایا ہے حالانکہ خود ان کا دل اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ ان کا یہ غیر معقول شرک کا عمل جہالت پر مبنی تھا، جو شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہو اور شیطان کی انسان سے ازلی دشمنی کی تاریخ اور اس کے پس منظر سے واقف ہو اور شیطان کی دشمنی نکالنے کی کوشش کو جانتا ہو وہ لمحہ بھر کے لیے بھی اس شرک وکفر کا تصور نہیں کرسکتا۔

(۳) دعائیں

اولاد کے حق میں مؤثر دعا:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَاوَتَقَبَّلْ دُعَاءِ.

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنادے، اے ہمارے رب اور تو میری دعا قبول فرما۔

(۴) فقہ

نواقض تیمّم

۱۔ ہر اس چیز سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضو ٹوٹتا ہے۔
۲۔ پانی مل جائے یا پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے یا بیماری زائل ہو جائے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹ گئے ہوں اور اس کے چہرہ پر زخم بھی ہو تو وہ بغیر طہارت کے نماز پڑھے گا۔

مسئلہ: اگر اعضائے وضو کا آدھا یا اکثر حصہ زخمی ہو تو تیمّم کرے گا، اس کے برخلاف اگر اکثر حصہ صحیح ہو تو وضو کرے گا اور زخموں پر پانی کا ہاتھ پھیرے گا۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ آپ ﷺ کے پیارے چچا ابو طالب نے وفات پائی، ابھی اس غم کو چند ہی روز ہوئے تھے کہ حضرت کی غم گسار بیوی حضرت خدیجہ ؓ کا بھی انتقال ہو گیا، یہ زمانہ آپ ﷺ پر بہت سخت گزرا، آپ ﷺ کے یہی دو مونس اور غم گسار تھے، دونوں ایک ہی سال میں چل بسے۔

قریش کے ظالموں کو ان دونوں کی وجہ سے اب تک خود رسول اللہ ﷺ پر ہاتھ اُٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی تھی، ان دونوں کے اُٹھ جانے پر میدان خالی ہو گیا، اب وہ خود حضور ﷺ کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنے لگے، ایک دفعہ آپ ﷺ راہ میں جا رہے تھے کہ کسی ظالم نے سر مبارک پر مٹی ڈال دی، آپ ﷺ اسی طرح گھر آئے، آپ ﷺ کی صاحبزادی پانی لے کر آئیں، سر کو دھوتی جاتی تھیں اور باپ کی یہ صورت دیکھ کر روتی جاتی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: روؤ نہیں! ، خدا تیرے باپ کو یوں نہ چھوڑے گا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے، قریش کے سردار بیٹھے تھے، نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے کہ کوئی اونٹ کی اوجھڑی لاکر اس کی گردن پر رکھ دے، چنانچہ ایک شریر نے یہ کام کیا، اس بوجھ سے آپ ﷺ کی پیٹھ دب گئی، کسی نے حضرت کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے جا کر اس کی خبر کی، وہ آئیں تو کسی طرح اس گندگی کو ہٹا کر دور کیا۔

ایک دفعہ ایک شریر نے آپ ﷺ کی گردن میں چادر کا پھندا ڈال کر چاہا کہ گلا گھونٹ دے، حضرت ابوبکرؓ نے دوڑ کر آپ ﷺ کو بچالیا اور اس سے کہا کہ کیا تم ایک شخص کی جان صرف اتنی بات پر لینا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے۔

طائف کا سفر

مکہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر طائف کا سرسبز اور شاداب شہر تھا، آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر یہ طے کیا کہ طائف جائیں اور وہاں کے رئیسوں کو اسلام کا پیام سنائیں، آپ ﷺ اپنے منہ بولے بیٹے زیدؓ بن حارثہ کو ساتھ لے کر طائف گئے اور وہاں کے رئیسوں کو دین حق کی دعوت دی، مگر افسوس کہ ان میں سے ایک نے بھی اس کو قبول نہیں کیا، اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ بازار کے شریروں کو اُبھار دیا کہ وہ آپ کو اذیت پہنچائیں، وہ راستہ کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور جب

آپ ﷺ ادھر سے گزرنے لگے تو آپ ﷺ پر پتھر برسائے جس سے آپ کے پاؤں لہولہان ہو گئے، آپ ﷺ درد کے مارے کہیں بیٹھ جاتے تو وہ بازو تھام کر اُٹھا دیتے، شریر پھر پتھر مارتے اور گالیاں دیتے، آپ ﷺ تھک کر پھر بیٹھ جاتے، آخر آپ ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی، اس وقت خدا کا ایک فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا جس نے آپ کو خدا کا پیغام سنایا کہ یارسول اللہ! اگر آپ کہیں تو طائف والوں پر ان پہاڑوں کو دے مارا جائے کہ وہ کچل کر رہ جائیں، آپ ﷺ نے امت پر مہربان ہو کر عرض کیا کہ خدایا! ایسا نہ کر، شاید کہ ان کی نسل سے کوئی تیرا ماننے والا پیدا ہو۔

طائف کے ناکام سفر نے آپ ﷺ کے مضبوط ارادہ پر کوئی اثر نہیں کیا، اب آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ ایک ایک قبیلہ میں پھر کر خدا کا پیام سنائیں، اس کے لیے مکہ میں حج کا قدرتی موقع موجود تھا، اس زمانہ میں عرب کے گوشہ گوشہ سے لوگ آتے اور کئی کئی دن ٹھہرتے، مکہ کے آس پاس میلے بھی لگتے تھے اور یہاں بھی آدمیوں کا اجتماع ہوتا تھا، آنحضرت ﷺ نے ان مجمعوں میں ایک ایک قبیلہ میں پھر پھر کر وعظ کہنا اور قرآن کی آیتیں سنانا شروع کیا، اس کا یہ اثر ہوا کہ پورے ملک میں اسلام کی آواز پھیل گئی۔

(۶) درس حدیث

خوش اخلاقی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم میں ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے، ان میں سے ایک اہم صفت یہ ہے کہ آدمی اچھے اخلاق کو اختیار کرے اور برے اخلاق سے بچے، انسان کی زندگی میں اخلاق کی بڑی اہمیت ہے، اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کی اپنی زندگی بھی قلبی سکون اور خوشگواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کے لیے بھی اس کا وجود رحمت اور چین کا سبب بنے گا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں سب سے بھاری اور وزنی چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے، آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومن حُسنِ اخلاق کے ذریعے آخرت میں رات بھر عبادت کرنے والوں اور دن بھر روزہ رکھنے والوں کا درجہ پالے گا۔

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداود)

(۸) عملی سنت

اپنے گھر کا کام خود کرنا

حضرت اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں رہتے تو کیا کرتے تھے تو انھوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے گھر کے کام کاج میں اپنے گھر والوں کی مدد کرتے تھے، پھر جب نماز کا وقت ہو جاتا تو فوراً نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور ﷺ گھر میں ایک عام آدمی کی طرح رہتے تھے، اپنے کپڑوں کو خود دھوتے تھے، اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے تھے اور اپنا کام خود کرتے تھے۔ (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانا اور اپنا کام خود کرنا بھی پیارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

بارہواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الطارق (۱)

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ :	قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی
وَمَآ اَدرٰىكَ مَاالطَّارِقُ، النَّجمُ الثَّاقِبُ:	آپ کو معلوم ہے کہ رات کو آنے والا کون ہے، وہ چمک دار ستارہ ہے
اِن كُلُّ نَفسٍ لَّمَّا عَلَيهَا حَافِظٌ :	کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کی حفاظت کے لیے کوئی متعین نہ ہو
فَليَنظُرِ الاِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ :	تو انسان خوب دیکھ لے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا
خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ :	اس کو اچھلتے ہوئے پانی یعنی منی کے قطروں سے پیدا کیا گیا
يَّخرُجُ مِنم بَينِ الصُّلبِ وَالتَّرَائِبِ:	جو پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

(۲) عقائد

شرک کی ابتدا

ہمیں معلوم ہے کہ اس وقت روئے زمین پر بسنے والے تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں، انسانوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان ہی کو پیدا کیا اور ان ہی سے پوری نسل انسانی کا سلسلہ چلا، حضرت آدم مع اپنی بیوی حضرت حوا کے اپنی پیدائش کے بعد جنت میں رکھے گئے جہاں پہلے سے ابلیس بھی موجود تھا، جس کو اللہ نے غیر معمولی علم عطا کیا تھا۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش کے بعد اپنی تمام مخلوقات میں سب سے افضل قرار دیا اور اس کا اس نے تمام فرشتوں اور ابلیس میں اعلان بھی کر دیا اور بطور تکریم ان سب کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا، سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا، اس نے اپنے علم کے غرور میں یہ کہہ کر اس سے انکار کیا کہ میں تو آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور آدم مٹی سے، آگ چونکہ مٹی سے برتر ہے اس لیے میں سجدہ نہیں کروں گا، اس کی اس سرکشی کی پاداش میں اس کو اللہ تعالیٰ نے جنت

سے ہمیشہ کے لیے باہر کر دیا اور اپنی رحمت سے بھی دور کر دیا، البتہ اس کی درخواست پر اس کو اتنا اختیار دیا کہ وہ اپنی شکل تبدیل کر کے بھیس بدل کر کسی بھی انسان کی صورت میں انسان کے پاس جا کر اپنے حیلوں، تدبیروں اور دھوکہ سے ان کو اللہ کی عبادت سے ہٹا کر اپنی طرح ملعون و مردود بنائے اور توحید سے نکال کر شرک و کفر میں مبتلا کرے، جس انسان کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کو ہمیشہ کی آگ میں ڈالے جانے کا فیصلہ ہوا تھا ان میں سے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ لوگوں کو وہ اپنے ساتھ جہنم میں لے جا سکے، اس اختیار کے ساتھ اس کو یہ بھی اللہ نے بتلا دیا کہ تمھارا یہ بس صرف ان ہی انسانوں پر چلے گا جو تمھارے بہکاوے میں آئیں گے، میرے نیک بندوں پر تمھارے اس ورغلانے کا کوئی اثر نہیں ہوگا، ہم ان کو محفوظ رکھیں گے، جنت سے دنیا میں بھیجے جانے کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بات صاف بتلا دی کہ دیکھو شیطان تمھارا ازلی دشمن ہے، وہ تم کو سیدھی راہ سے ہٹائے گا، کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گا، تم برابر چوکنا رہنا، اس کے دھوکے اور بہکاوے میں کبھی نہ آنا، انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اس صاف ہدایت کی روشنی میں شیطان کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنی اصل شکل میں کسی بھی انسان کے پاس جا کر ان کو سیدھے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرے، چونکہ شیطان بہت ذہین تھا اور جانتا تھا کہ انسانوں کے لیے اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کی تمام غلطیوں اور گناہوں کو چاہے تو بخش دے گا لیکن شرک کو وہ کسی بھی حالت میں معاف نہیں کرے گا، اس لیے شیطان کی آخری درجہ کی کوشش یہی رہی کہ کسی طرح اللہ کے مؤمن اور مسلم بندوں کو توحید اور ایمان کے دائرہ سے نکال کر شرک و کفر کی گندگیوں میں پھنسا دیا جائے۔

(۳) دعائیں

جب کسی دشمن سے ڈر لگے تو پڑھنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ.

ترجمہ: اے اللہ! بے شک ہم تجھے ان دشمنوں کے مقابلے میں لاتے ہیں اور ان دشمنوں کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

(۴) فقہ

موزوں پر مسح کا بیان

اسلام نے لوگوں کی آسانی کے لیے وضو میں پاؤں دھونے کے بدلے موزوں پر مسح کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

موزوں پر مسح جائز ہونے کے شرائط

۱۔ موزے وضو یا تیمّم کی حالت میں پہنے ہوں۔

اگر کوئی شخص دونوں پاؤں دھونے کے بعد وضو مکمل ہونے سے پہلے موزے پہنے تو اسی پر مسح کرنا جائز ہے۔

۲۔موزے ٹخنوں کو ڈھانکنے والے ہوں۔ ۳۔موزے پھٹے ہوئے نہ ہوں۔

۴۔ پیر کے تلوؤں میں پانی پہنچنے سے روکنے والے ہوں۔ ۵۔ان کو پہن کر مسلسل چلنا ممکن ہو۔

موزوں پر مسح کی مدت

موزوں پر مسح کی مدت اپنے گھر یا مقام پر رہنے والے کے لیے ایک دن ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن تین راتیں ہیں۔

موزوں پر مسح کی مدت وضو ٹوٹنے کے وقت سے ہوگی، موزے پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی۔

نواقض مسح

مندرجہ ذیل چیزوں سے موزوں پر مسح ٹوٹ جاتا ہے:

۱۔جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے موزوں پر مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔موزے اتار دے۔ ۳۔موزے پھٹ جائیں۔

۴۔مدت مسح ختم ہو جائے۔ ۵۔پانی ایک پاؤں کے اکثر حصہ تک پہنچ جائے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

اوس اور خزرج میں اسلام

شہر یثرب (مدینہ) میں رہنے والے دو مشہور قبیلے تھے جن کے نام اوس اور خزرج ہیں، یہ قبیلے اس شہر میں مدت سے رہتے تھے اور کاشت کاری کرتے تھے، ان کے آس پاس یہودی آباد تھے، لوگوں کو سُود اور پیداوار پر قرض دیتے تھے اور بڑی سختی سے وصول کرتے تھے، یہ قبیلے آپس میں لڑتے رہتے تھے۔

یہود کی آسمانی کتابوں میں ایک پیغمبر کے آنے کی خبر تھی اور یہود کی اکثر محفلوں میں اس کے پیدا ہونے کی گفتگو رہا کرتی

تھی، یہ آوازیں اوس اور خزرج کے کانوں میں بھی پڑا کرتی تھیں، نبوت کے دسویں سال رجب کے مہینہ میں ان دونوں قبیلوں کے کچھ لوگ مکہ آئے، حضرت محمد ﷺ عقبہ کے مقام پر ان سے ملے اور ان کو خدا کا کلام سنایا، ان لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر کہا، یہ تو وہی پیغمبر معلوم ہوتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے بازی لے جائیں، یہ کہہ کر سب نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا، یہ چھ آدمی تھے، دوسرے سال یثرب یعنی مدینہ سے بارہ آدمی آکر مسلمان ہوئے، انھوں نے خواہش کی کہ ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیجا جائے جو ہم کو اسلام کی باتیں سکھائے اور ہمارے شہر میں جا کر وعظ کہے، آپ ﷺ نے اس کام کے لیے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو چنا، یہ ان لوگوں کے ساتھ یثرب آئے اور یہاں آکر لوگوں کے گھروں میں پھر پھر کر اسلام کا وعظ کہنا شروع کیا، اس وعظ کے اثر سے لوگ مسلمان ہونے لگے اور ایک سال کے اندر اندر اس شہر کے اکثر گھرانے مسلمان ہوگئے۔

عقبہ کی بیعت

اگلے سال جب حج کا زمانہ آیا تو یثرب سے بہتر (۷۲) آدمی آپ ﷺ سے ملنے آئے اور چھپ کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباسؓ بھی تھے جو ابھی تک مسلمان تو نہیں ہوئے تھے مگر آپ ﷺ سے بہت محبت رکھتے تھے، انھوں نے ان لوگوں سے کہا کہ محمد ﷺ اپنے خاندان میں بڑی عزت رکھتے ہیں، دشمنوں کے مقابلہ میں ہم ہمیشہ ان کا ساتھ دیتے رہے، اب یہ تمھارے پاس جانا چاہتے ہیں، یثرب کے ایک سردار براءؓ نے کہا کہ "ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں"، وہ اسی قدر کہنے پائے تھے کہ ایک دوسرے سردار ابوالہیثم نے کہا "یارسول اللہ! ہم سے اور یہودیوں سے تعلقات ہیں، بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے، ایسا نہ ہو کہ جب اسلام کو قوت اور طاقت حاصل ہو جائے تو آپ ﷺ ہم کو چھوڑ کر چلے جائیں"، آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا "تمھارا خون میرا خون ہے، تم میرے ہو اور میں تمھارا ہوں"، اس کے بعد آپ ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب (سردار) چنے، ان کے نام خود انھی لوگوں نے چن کر بتائے تھے، ان بارہ میں نو خزرج کے اور تین اوس کے تھے۔

(٦) درس حدیث

زنا کی شناعت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی قوم میں سود اور زنا عام ہو جائے تو وہ قوم اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا دیتی ہے۔ (طبرانی)

ایک طرف جہاں اسلام نے نکاح اور نکاح کی بنا پر مرد وزن کے حلال و جائز ملاپ کو عبادت کا درجہ دیا ہے وہیں اس کی نگاہ میں زنا بدترین گناہ ہے، قرآن مجید نے نہ صرف زنا سے روکا ہے بلکہ زنا کے قریب جانے کو بھی بے حیائی اور بدکاری قرار دیا، جب کسی قوم میں زنا کی کثرت ہوتی ہے تو ان پر قحط سالی مسلط کردی جاتی ہے، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ زنا کے عموم سے معاشرہ میں کثرت سے موت واقع ہوگی۔

اسلام نے زنا پر نہایت سخت سزائیں مقرر کی ہیں، غیر شادی شدہ مرد وعورت کے لیے سو کوڑے اور شادی شدہ مرد وعورت کے لیے سنگسار کردینا ہے یعنی زمین میں گاڑھ کر ان کو پتھروں سے مار کر ہلاک کرنا ہے، اسی وجہ سے اسلام میں احتیاطی تدابیر کے طور پر ان تمام کاموں سے روکا گیا جو زنا کا سبب بن سکتے ہیں مثلاً بدنگاہی، بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا، مردوں اور عورتوں کے اختلاط اور عورتوں کو بن سنور کر باہر نکلنے وغیرہ امور سے منع کیا گیا ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ: لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ :

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چغل خور یعنی غیبت کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری)

(۸) عملی سنت

رات میں جلدی سونا اور صبح جلدی اٹھنا

حضرت ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے کبھی نہیں سوئے اور عشاء کے بعد گفتگو اور بات چیت میں کبھی مشغول نہ رہے۔

اسی وجہ سے عشاء کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے الا یہ کوئی دینی مصلحت ہو یا بھلائی کی بات ہو، ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رات میں جلدی سونا مطلوب ہے اور آپ ﷺ کا معمول بھی تھا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا معمول صبح جلدی اٹھنے کا بھی تھا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے، اس لیے ہم کو آپ ﷺ کی ان سنتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

تیرہواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الطارق (۲)

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ :	یقیناً وہ اس کو دوبارہ لوٹانے پر پوری قدرت رکھتا ہے
يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ:	جس دن سارے بھید جانچ لیے جائیں گے
فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ:	بس اس کے لیے نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ:	پھر پھر کر آنے والے آسمان کی قسم
وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ:	اور دراڑوں والی زمین کی قسم
اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ، وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ:	یقیناً یہ دوٹوک بات ہے اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے
اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا، وَّاَكِيْدُ كَيْدًا :	وہ بھی چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں
فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا :	بس آپ کافروں کو کچھ مہلت دیں، تھوڑے دنوں ان کو ڈھیل دیں۔

(۲) عقائد

شرک کے لیے ابلیس کا منصوبہ

ابلیس نے حضرت آدمؑ کی دنیا میں آمد کے ساتھ اپنی کوشش شروع کر دی لیکن انسانوں پر ایک زمانہ تک اس کا یہ حربہ کامیاب نہ ہوسکا، انسان سے جا کر شیطان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ تم اللہ کی عبادت نہ کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، اس کے لیے اس نے یہ تدبیر اختیار کی کہ جب جب بھی کسی نیک و صالح انسان کی وفات ہوتی تو وہ انسانوں ہی کے بھیس میں آ کر ان کے ورثاء اور رشتہ داروں سے کہتا کہ ان مرنے والوں کی نیکیاں وخوبیاں ایسی ہیں کہ اس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے اور ان مرنے والوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جائے، اس کا سب سے بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کی تصویریں

بنا کر تم اپنے گھروں میں رکھو تا کہ یہ لوگ تمھیں ہمیشہ یاد رہیں، پہلی دفعہ کچھ بھولے بھالے انسان اس کے اس بہکاوے میں آ گئے اور اس کی چال کو سمجھ نہیں سکے، یہ سلسلہ ایک مدت تک چلتا رہا، یہاں تک کہ ایک زمانہ وہ آیا کہ اس نے اب ان کو تصویروں کے بجائے ان بزرگوں کے مجسمے بنانے پر آمادہ کیا، یہ مجسمے نیک نیتی سے بنائے گئے اور ان بزرگوں کی نیکیوں وخوبیوں کو ہمیشہ یاد رکھنے کے لیے بڑی تعداد میں شروع شروع میں گھروں میں پھر عبادت خانوں میں رکھے جانے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ جب جب بھی کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اس کا مجسمہ بنا کر اس کو ضرور عبادت خانوں میں رکھا جاتا اور اس مجسمہ کو اس مرحوم شخص کا نام دیا جاتا، مشرکین مکہ اور کفار عرب میں موجود مشہور بت لات وعزی اور منات وغیرہ بھی ان ہی مرنے والوں کی طرف منسوب تھے۔

ابتدا میں لوگوں نے ان مجسموں کو اپنے صالح مرحومین کی یاد و تذکرہ کے لیے صرف بنا کر رکھا، بعد میں آنے والی ان کی اولاد نے بطور تعظیم اس کو چومنا شروع کیا، اس کے بعد آنے والوں نے اس کے سامنے جھکنا شروع کیا، یہاں تک کہ ایک زمانہ وہ آیا کہ ان کے لیے سجدے ہونے لگے، ان کے نام پر قربانیاں ہونے لگیں، ان کے لیے نذر و نیاز و منت مانی جانے لگی اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلائے جانے لگے، کچھ لوگوں نے اللہ تک پہنچنے اور تقرب حاصل کرنے کا ان کو ذریعہ سمجھا، یہاں تک کہ اخیر میں ایک نسل ایسی آئی کہ خود ان ہی کو خدا سمجھنے لگی، ان کو یہ تک معلوم نہیں رہا کہ ان کے آباء واجداد نے کیوں ان مجسموں کو گھروں اور عبادت خانوں میں رکھا تھا اور اس کا کیا مقصد تھا، مرنے والے صالحین کے یہ مجسمے جن کو دیکھ کر جانے والوں کی نیکیوں کو یاد کر کے اس پر عمل کی کوشش کی جاتی تھی اب خود پوجے جانے لگے، اس طرح شیطان اپنی غیر معمولی ذہانت سے غیر شعوری طور پر انسانوں میں شرک پھیلانے میں کامیاب ہو گیا، یہ سلسلہ اسی طرح مدت دراز تک چلتا رہا یہاں تک کہ انسان اب ہر اس چیز کی پرستش کرنے لگا جس میں اس کو کوئی فائدہ نظر آیا، کسی نے سورج و چاند کو اس کی روشنی کی وجہ سے خدا مانا تو کسی نے درخت کو اس کے پھل دینے کی وجہ سے، کسی نے گائے کو دودھ دینے کی وجہ سے تو کسی نے سانپ اور آگ کو اس کے نقصان پہنچانے کی وجہ سے۔

بعض قوموں نے اللہ کی طرف سے ان کی طرف بھیجے گئے پیغمبروں کی رہنمائی میں شرک سے توبہ کی اور اللہ کی توحید کا پھر سے اقرار کیا لیکن بعد میں آنے والی ان کی نسلوں نے ان ایمانی تعلیمات میں اپنی طرف سے آمیزش کی اور ان کی طرف وہ باتیں منسوب کیں جو انھوں نے نہیں کہی تھیں، نتیجہ یہ ہوا کہ بعد میں آنے والی ان کی اولاد صحیح وغلط میں فرق نہ

کر سکی، سچ میں جھوٹ کی آمیزش نے حق کو چھپا دیا پھر وہ زمانہ آیا کہ خود ان نبیوں اور پیغمبروں ہی کو خدا سمجھا جانے لگا۔

(۳) دعائیں

کسی کے انتقال پر تعزیت کرے تو یہ دعا پڑھے:

أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ، وَأَحْسَنَ عِزَاءَكَ، وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ، وَجَبَرَ مُصِيبَتَكَ، وَأَخْلَفَ عَلَيْكَ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تجھے اجر عظیم عطا فرمائے اور تیرے صبر کا اچھا بدلہ دے اور تیرے مرنے والے کی مغفرت فرمائے اور تیری مصیبت ختم فرمائے اور تیرے لیے جانشین نصیب فرمائے۔

(۴) فقہ

غسل کا بیان

غسل کے فرائض تین ہیں: ۱۔ کلی کرنا ۲۔ ناک میں پانی لینا۔
۳۔ پورے بدن پر اس طور پر پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ سوکھا نہ رہے۔

غسل کی سنتیں

غسل کرتے وقت ان سنتوں کی رعایت کرنا چاہیے:

۱۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا۔ ۲۔ پورے بدن پر پے در پے اس طور پر پانی بہانا کہ دوسرا عضو دھونے سے پہلے پہلا عضو سوکھ نہ جائے ۳۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا جس طرح وضو میں دھویا جاتا ہے۔ ۴۔ بدن یا جسم پر نجاست لگی ہو تو اس کو صاف کرنا۔ ۵۔ غسل سے پہلے وضو کرنا۔ ۶۔ پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا۔ ۷۔ پہلے سر پر پانی بہانا پھر داہنے مونڈھے پر پھر بائیں مونڈھے پر ۸۔ پورے جسم کو رگڑ رگڑ کر دھونا۔

اگر کوئی شخص جاری پانی یا بڑے تالاب میں داخل ہو جائے اور پورے بدن کو رگڑ کر دھوئے تو غسل کی سنتیں ادا ہو جائیں گی۔

ان چیزوں سے غسل فرض ہوجاتا ہے:

۱۔آدمی مرد ہو یا عورت جب جنبی ہوجائے یعنی منی نکلے چاہے خواب میں نکلے اوراحتلام ہوجائے یا بیداری کی حالت میں۔
۲۔جب عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے۔
۳۔انسان مرجائے تو زندہ لوگوں پر میت کو غسل دینا فرض ہے)　　۴۔صحبت یعنی ہم بستری کرے۔
مسئلہ: عورت سے جماع کرنے پر مرد عورت دونوں پر غسل فرض ہوجاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

چار موقعوں پر غسل کرنا سنت ہے:

۱۔جمعہ کی نماز کے لیے۔　　۲۔عیدین کی نماز کے لیے۔　　۳۔حج میں احرام باندھتے وقت۔
۴۔حاجی کے لیے عرفہ میں زوال شمس کے بعد۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

مدینہ کی ہجرت (۱)

یثرب میں مسلمانوں کو امن کی جگہ مل گئی تھی اس لیے حضرت محمد ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنا وطن چھوڑ کر شہر مدینہ چلے جائیں جس کا اس وقت تک نام یثرب تھا، مسلمانوں نے آہستہ آہستہ مدینہ ہجرت کرنی شروع کی، آخر میں خود آنحضرت ﷺ نے بھی مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کرنی چاہی، قریش کے لوگوں کو بھی اس کی خبر مل چکی تھی، انھوں نے آپس میں مل کر یہ طے کیا کہ رات کو ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی جمع ہو اور سب مل کر ایک ساتھ محمد (ﷺ) کو سوتے ہوئے قتل کردیں، خدا نے آپ ﷺ کو ان کے اس مشورہ کی خبر دی۔

مکہ والوں کو حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین سے سخت پریشانی تھی، مگر پھر بھی سب کو آپ ﷺ کی دیانت اور امانت پر بڑا بھروسہ تھا، چنانچہ بہت سے لوگوں کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں، آپ نے یہ امانتیں حضرت علی مرتضیٰ ؓ کو سپرد کیں اور فرمایا کہ آج رات تم میرے بستر پر آرام کرنا اور صبح لوگوں کو ان کی یہ امانتیں دے کر تم بھی مدینہ چلے آنا، اس حکم کے مطابق حضرت علیؓ نے رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر آرام فرمایا، قریش کے لوگ صبح تک گھر کو گھیرے پڑے رہے، صبح سویرے یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ محمد کے بستر پر محمد کے بجائے علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ میں ہجرت کا مشورہ پہلے ہی ہو چکا تھا، دونوں اپنے گھروں سے نکل کر مکہ کے پاس ہی ثور نام ایک پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ گئے، صبح کو کافروں نے آپ ﷺ کی تلاش شروع کی اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس غار کے منھ تک آگئے، حضرت ابوبکرؓ گھبرا کر بولے، "یا رسول اللہ! دشمن اتنے قریب آگئے ہیں کہ اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں تو ہم کو دیکھ لیں گے"۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا: "گھبراؤ نہیں، خدا ہمارے ساتھ ہے"۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ تین دن تک اسی غار میں رہے، حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہؓ رات کو آ کر مکہ والوں کے حالات اور مشوروں کی خبر دیا کرتے تھے، کچھ رات گئے حضرت ابوبکرؓ کا غلام چپکے سے یہاں بکریاں لے آتا، آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ان کا دودھ پی لیتے۔

چوتھے دن آپ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ غار سے نکلے، ایک رات دن برابر یوں ہی چلتے رہے، دوسرے دن دوپہر کو ایک چٹان کے نیچے سایہ میں دم لیا، ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا، ابوبکرؓ اس سے دودھ لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے پی لیا اور پھر آگے کو بڑھے، قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو محمد (ﷺ) یا ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے، سراقہ بن جعشم نے جو مکہ کا ایک خوبصورت نوجوان تھا، یہ اشتہار سنا تو انعام کے لالچ میں ہتھیار لے کر گھوڑے پر سوار نکلا اور ٹھیک اس وقت اس چٹان کے پاس پہنچا جب آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہو رہے تھے، اس نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور چاہا کہ گھوڑا دوڑا کر نزدیک پہنچ جائے، لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا، ترکش سے تیر نکال کر عرب کے دستور کے مطابق فال نکالی، جواب "نہیں" میں آیا، مگر وہ نہ مانا، دوبارہ گھوڑا دوڑایا، اب گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے، تب وہ ڈرا اور سمجھا کہ یہ ماجرا کچھ اور ہے، حضرت محمد ﷺ سے عرض کیا: "اے خدا کے رسول! امن بخشا جائے"۔ حضور ﷺ نے اس کی درخواست قبول فرمائی۔

(۶) درس حدیث

توکل

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ اس کا حق ہے تو تمھیں اسی طرح رزق ملے، جیسے ایک پرندہ کو رزق ملتا ہے، وہ صبح خالی پیٹ نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتا ہے"۔ (ترمذی)

اسباب اختیار کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑنے کا نام توکل ہے، جو ہاتھ پر ہاتھ دھرے اسباب اختیار کیے بغیر اللہ پر توکل کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں، اس قسم کے توکل کا شریعت نے حکم نہیں دیا ہے، قرآن میں ایسی تعلیم ہرگز نہیں ہے، اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایسی کوئی تعلیم دی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مختلف انداز میں اور مختلف ڈھنگ سے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کی ترغیب دی ہے، حدیث میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ توکل بے کاری اور کام چوری کا نام نہیں ہے، بلکہ اس میں سبب اختیار کرنا ضروری ہے کیوں کہ پرندوں کو طلب اور محنت کرنے سے روزی دی جاتی ہے، یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رزق کی طلب اور اس کے لیے جدوجہد کی جائے اور پھر اللہ پر بھروسہ کیا جائے اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوتا ہے، اس طرح مشکل معاملات اور ناموافق حالات میں بھی مصائب و آلام سے نجات کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور اعتماد ہونا چاہیے کہ وہی مشکل کو ہٹانے والا اور مصیبت کو دور کرنے والا ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ: اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِمِ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے۔ (بخاری)

(۸) عملی سنت

جمائی روکنا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمائی شیطان کی طرف سے آتی ہے، لہذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آجائے تو جتنا ہو سکے اس کو لوٹا دو اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی ہاہا کر کے منہ کھولتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب جمائی آجائے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھنا چاہیے اس لیے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

چودھواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ البروج (۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ:	قسم آسمان کی جو بروج والا ہے
وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ:	اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے
وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ:	اور مشاہدہ کرنے والے کی اور اس کی جس کا مشاہدہ کیا جائے گا
قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ:	ہلاک ہوئے کھائیاں کھودنے والے
النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ:	جو ایندھن والی آگ سے بھری تھیں
اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ:	جب وہ وہاں بیٹھے تھے
وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ:	اور وہ اہل ایمان کے ساتھ جو کچھ کررہے تھے اس کے تماشائی تھے
وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا:	اور انھوں نے ان سے صرف اس کا انتقام لیا کہ وہ ایمان لائے تھے
بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ:	اللہ پر جو غالب ہے ستائش کے قابل ہے
الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ:	جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ:	اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے

تفسیر : ایک بادشاہ تھا جو کسی جادوگر سے کام لیتا تھا، وہ بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ کسی نوجوان کو ہمارے پاس بھیج دیا کیجیے تاکہ میں اس کو تیار کردوں، بادشاہ نے ایک لڑکے کو بھیجنا شروع کردیا، راستہ میں ایک خدا پرست انسان کا گھر پڑتا تھا جو حق پر تھا، لڑکا اس کے پاس بھی بیٹھنے لگا اور آہستہ آہستہ ایمان لے آیا، ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ راستہ میں کوئی بڑا جانور حائل ہے اور سب پریشان ہیں، اس نے لاکر ایک پتھر مارا کہ اگر خدا پرست انسان برحق ہے تو راستہ صاف ہوجائے بس

اس پتھر سے جانور کا کام تمام ہوگیا، لوگوں میں اس کی کرامت کا شور ہوا، یہ سن کر ایک اندھے نے درخواست کی کہ مجھے ٹھیک کردو، لڑکے نے کہا کہ میں ٹھیک کرنے والا نہیں ہوں، یہ کام اللہ کا ہے تم ایمان لے آؤ تو میں دعا کردوں، اس نے شرط مان لی، بس لڑکے نے دعا کی، وہ اچھا ہوگیا، بادشاہ کو جب یہ سب خبریں پہنچیں تو اس نے تینوں کو بلوا بھیجا اور توحید سے پھرنے کے لیے کہا، جب وہ نہ مانے تو اس نے خدا پرست انسان کو اور نابینا کو لڑکے کے سامنے آرے سے چیر دیا اور لڑکے کے بارے میں حکم دیا کہ پہاڑ پر لے جا کر اس کو پھینک دیا جائے، جب لوگ اس کو لے گئے تو لڑکے نے دعا کی بس وہ سب ایک زلزلے سے گر گئے، اور لڑکا صحیح سالم واپس آگیا، پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو دریا میں غرق کردیا جائے، وہاں بھی یہی صورت پیش آئی، جانے والے غرق ہوگئے اور لڑکا بچ کر چلا آیا، آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تم مجھے مارنا ہی چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم سب کو میدان میں لے کر مجھے باندھ کر سولی پر لٹکاؤ اور یہ کہہ کر تیر مارو کہ "بِاسْمِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ" (اس لڑکے کے رب کے نام سے) بادشاہ نے یہی کیا اور وہ لڑکا شہید ہوگیا مگر یہ دیکھ کر بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوگئے، بادشاہ نے غصہ میں آکر بڑی بڑی خندقیں کھدوائیں اور ان میں آگ بھڑکا دی اور کہا کہ جو اسلام سے نہ پھرے گا اس میں ڈالا جائے گا، لوگ ڈالے جانے لگے مگر دین سے نہ پھرتے تھے، یہ سب ہو رہا تھا اور بادشاہ اور اس کے مشیر بیٹھے نظارہ کر رہے تھے اور ان کو ذرا رحم نہ آتا تھا، اور ان مسلمانوں کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ایک اللہ پر ایمان لائے تھے۔

(۲) عقائد

اللہ کے تنہا خالق و مدبر ہونے کا ثبوت

اگر انسان کی نظر اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ وسیع کائنات میں صرف کرہ ارض اور اس کے اوپر ہمیں نظر آنے والے اس ایک آسمان کے نیچے پائی جانے والی خلا کی ان وسعتوں ہی پر ہو جس کو اب تک انسان نے سائنسی ترقی کی بنیاد پر دریافت کیا ہے تو وہ بے اختیار پکار اٹھے گا کہ اللہ کے علاوہ یہ وسیع کائنات اور اس کی تخلیق کسی بھی انسان یا دوسری مخلوق کے بس میں نہیں، اسی طرح اس کائنات کی حسن تخلیق، اس کے کامیاب نظم و نسق اور اس کے باہمی ربط پر وہ ذرا بھی غور کرے گا تو عقلیں حیران رہ جائیں گی اور اس کا دل و ضمیر ضرور اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ کی ذات اس سلطنت کو چلانے میں بھی تنہا و یکتا ہے اس کو قدم قدم پر اللہ کی ذات کی یکتائی و کبریائی کے وہ مظاہر نظر آئیں گے کہ شرک و کفر کے یہ تمام غیر معقول انسانی تخیلات کافور ہو جائیں گے

اور غیر شعوری طور پر بھی اس کے ذہن کے کسی بھی گوشہ میں اللہ کے ساتھ کسی کی شرکت کا شائبہ بھی نہیں پایا جائے گا۔

(۳) دعائیں

ہر مقصد کے حصول کے لیے مؤثر دعا:

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنکَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَداً

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے طرف سے رحمت خاصہ عنایت کر اور ہمارے مقصد میں کامیابی کا سامان بہم پہنچادے۔

(۴) فقہ

نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ، وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى، وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ . (البقرة)

نمازوں کی پابندی کرو، خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو اور ہر روز وہ اس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواب دیا: اس کے بدن پر کچھ بھی میل کچیل باقی نہیں رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال بھی ایسی ہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے تمام خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری)

نماز سب سے عظیم عبادت ہے، یہ بندہ کو پروردگار سے جوڑتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے، یہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو دیا جانے والا سب سے بڑا تحفہ ہے جو معراج میں آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا کر اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا۔

نماز کی تین قسمیں ہیں:

۱۔فرض: روزانہ کی پانچ نمازیں۔

۲۔واجب: وتر کی نماز،عیدین کی نمازیں،طواف کے بعد کی دو رکعتیں۔

۳۔نفل: فرض اور واجب نمازوں کے علاوہ دوسری تمام نمازیں۔

نماز کے شرائط

نماز فرض ہونے کے لیے مندرجہ ذیل تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ مسلمان ہونا ۲۔ بالغ ہونا ۳۔ عاقل ہونا

لہٰذا کافر، نابالغ اور پاگل پر نماز فرض نہیں ہے۔

البتہ جب بچے سات سال کی عمر کو پہنچیں تو والدین کے لیے ضروری ہے کہ ان کو نماز کا حکم دیں اور دس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد نماز چھوڑنے پر ان کو ماریں تاکہ نماز فرض ہونے سے پہلے وہ نماز کو وقت پر پڑھنے کے عادی بن جائیں۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

مدینہ منورہ آمد

مدینہ عربی میں شہر کو کہتے ہیں، حضرت محمد ﷺ کے یثرب تشریف لے آنے کے بعد اس کا نام مدینہ مشہور ہوا اور اس وقت سے اس کا نام مدینہ ہو گیا۔

مدینہ کے لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی آمد کی خبر ہو چکی تھی اور سب پر انتظار کا عالم تھا، بچے تک خوشی اور جوش میں گلی کوچوں میں کہتے پھرتے تھے کہ "ہمارے پیغمبر آرہے ہیں"۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھتوں پر چڑھ کر آپ ﷺ کے آنے کی خوشی میں گیت گاتی تھیں، نوجوان شہر سے باہر نکل جاتے تھے اور آپ ﷺ کی آمد کا انتظار کرتے تھے، ایک دن وہ انتظار کر کے واپس پھرے ہی تھے کہ ایک یہودی نے ایک مختصر سا قافلہ آتے دیکھ کر پکارا "اے لوگو! تم جس کا انتظار کرتے تھے، وہ آگیا"، اس آواز کو سنتے ہی سارا شہر تکبیر کے نعرہ سے گونج اٹھا اور مسلمان باہر نکل آئے، یہ ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ اور نبوّت کا تیرہواں سال تھا۔

پہلی مسجد

مدینہ سے تین میل باہر کچھ اونچائی پر پہلے سے ایک چھوٹی سی آبادی تھی جس کو قبا کہتے ہیں، یہاں مسلمانوں کے کئی معزز گھرانے رہتے تھے، حضرت علی مرتضیٰ ؓ بھی یہاں پہنچ چکے تھے اور وہ بھی یہیں ٹھہرے تھے، یہاں کے قیام کے زمانہ میں حضور ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جس کا نام ''مسجد قبا'' ہے، قبا میں چودہ دن قیام کے بعد آپ ﷺ نے شہر مدینہ کا رُخ کیا، یہ جمعہ کا دن تھا، راہ میں بنی سالم کے محلّہ میں نماز کا وقت آگیا، یہ آنحضرت ﷺ کی امامت میں جمعہ کی پہلی نماز تھی، نماز سے پہلے خطبہ دیا۔

نماز کے بعد آنحضرت ﷺ آگے بڑھے، آپ ﷺ کے ننہالی رشتہ دار بنونجار ہتھیار لگا کر آپ کو لینے آئے، قباء سے شہر مدینہ تک ہر قبیلہ کے معزز لوگ دورویہ کھڑے تھے، آپ ﷺ جس قبیلہ کے آگے سے گزرتے وہ عرض کرتا کہ اے خدا کے رسول! یہ گھر، یہ مال، یہ جان حاضر ہے، آپ شکریہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے، شہر قریب آیا تو مسلمانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ عورتیں چھتوں پر نکل آئیں اور گانے لگیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا   مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل آیا   وداع کی گھاٹیوں سے
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا   مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے   جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں

بنونجار کی لڑکیاں جن کو حضور ﷺ کے ننہالی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل تھا، خوشی میں دَف بجا بجا کر یہ شعر گاتی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ   يَا حَبَّذَا مُحَمَّداً مِّنْ جَارِ
ہم نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں   اے خوش قسمتی محمد ہمارے پاس بسیں گے

جہاں اب مسجد نبوی ہے یہاں ابوایوب ؓ انصاری کا گھر تھا جو نجار کے خاندان سے تھے، آپ اونٹنی پر سوار تھے، ہر شخص چاہتا تھا کہ اس کو آپ ﷺ کے میزبان بننے کا شرف حاصل ہو اور اس لیے وہ اونٹنی کو اپنے گھر کے پاس روکنا چاہتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس اونٹنی کو چھوڑ دو، جہاں خدا کا حکم ہوگا وہیں جا کر یہ ٹھہرے گی، وہ جب حضرت ابوایوب ؓ کے گھر کے پاس پہنچی تو

بیٹھ گئی، حضرت ابوایوبؓ کی خوشی کا کیا کہنا! حضورﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرا کر ہر طرح کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچایا حضرت محمد ﷺ سات مہینے تک اُن ہی کے گھر رہے۔

(۶) درس حدیث

اولاد کی تربیت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دیں اور جب دس سال کے ہوجائیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پر ان کی پٹائی کریں اور دس سال کی عمر میں ان کے بستر الگ کردیں۔ (ابوداود)

اولاد اللہ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے، اور ان کی تعلیم و تربیت ایک اہم ذمہ داری ہے لہٰذا ہر والدین کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا پورا خیال رکھیں تاکہ یہ اولاد دنیا میں بھی ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باپ اپنی اولاد کو جو کچھ بھی دے سکتا ہے ان میں سب سے بہترین عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے، چنانچہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنے اہل و عیال کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش کرے، رسول اللہ ﷺ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا: امیر اپنی رعایا کا، مرد اپنے اہل و عیال کا، عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی ذمہ دار ہے۔ (بخاری)

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے دین کی بنیادی باتوں اور صحیح عقیدہ سے واقف کرائیں، بچوں کی شروع سے ہی ایسی اسلامی تربیت کریں کہ وہ زندگی کی آخری سانس تک دین پر قائم رہیں، جس وقت بچہ بولنا سیکھے سب سے پہلے اسے اپنے خالق و مالک "اللہ تعالیٰ" کا مبارک نام سکھائے، پھر کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) سکھائے۔

نیز اسلام کے بنیادی ارکان کی ضروری معلومات کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی سیرت اور اسلامی تاریخ سے ان کو ضرور بالضرور روشناس کرائیں، بچوں کو بڑوں کا ادب کرنے، چھوٹوں پر شفقت کرنے، سب سے اچھے لہجے میں گفتگو کرنے، پڑوسی، یتیم، رشتہ داروں اور بیواؤں کا خیال رکھنے اور عام لوگوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دیتے رہیں، کھانے پینے اور سونے وغیرہ میں نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے ترغیب دیتے رہیں، گالی گلوج، جھوٹ، غیبت، چوری وغیرہ

سے دور رہنے کی ان کو تعلیم دیتے رہیں، خود بھی پوری زندگی صرف حلال روزی پر اکتفاء کریں اور بچوں کو بھی صرف حلال روزی کھانے کی ترغیب دیتے رہیں، وقتاً فوقتاً ان کو موت کی یاد دلاکر اُخروی زندگی کی تیاری کے لیے ان کی ذہن سازی بھی کرتے رہیں۔

اگر ہم نے اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کی ہے تو مرنے کے بعد اولاد کے ذریعہ کیے جانے والے نیک اعمال کا ثواب ان شاء اللہ ہمیں بھی ضرور ملے گا۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰہ ﷺ: اَلدُّنیَا مَتَاعٌ وَخَیرُ مَتَاعِھَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ. (مُسلِمٌ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا ایک سامان ہے اور اس کی بہترین دولت نیک بخت بیوی ہے۔

(۸) عملی سنت

کپڑا پہنتے وقت دعا پڑھنا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ: مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ کَسَانِيْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّۃٍ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَأَخَّرَ. (ابو داود)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ کَسَانِيْ ھٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّۃٍ

یعنی تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری کوشش وتدبیر اور طاقت وقوت کے مجھے یہ عطا فرمایا، تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

پندرہواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ البروج (۲)

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ:	یقیناً جنھوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو آزمائش میں ڈالا
ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ:	پھر انھوں نے توبہ نہیں کی تو ایسوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے
وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ :	اور ایسوں کے لیے جلانے والا عذاب ہے
إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ:	ہاں جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ:	ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ :	یہی ہے بڑی کامیابی۔

(۲) عقائد

کائنات کی وسعت

اس اکیسویں صدی میں سائنس کی ترقی سے انسان نے جن چیزوں کو دریافت کیا ہے اور اس کی جو تفصیلات ہمارے سامنے آئی ہیں وہ اتنی حیرت انگیز ہیں کہ اس کی روشنی میں انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کو تنہا خالق و مالک اور معبود حقیقی ماننا اور اس پر ایمان لانا پہلے سے زیادہ آسان ہو گیا ہے۔

سب سے پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین، دنیا اور کائنات یہ تین الگ الگ اصطلاحیں ہیں اور ان سب کا الگ مفہوم ہے، زمین وہ سیارہ ہے جس پر ہم رہتے ہیں، دنیا سے مراد ہمیں نظر آنے والے اس پہلے آسمان کے نیچے کی تمام چیزیں ہیں جس میں سورج چاند اور زمین کے علاوہ اللہ کی تمام مخلوقات اور اربوں ستارے سیارے شامل ہیں، کائنات اللہ کی پیدا کردہ جملہ چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے جس میں ساتوں آسمان وزمین، جنت ودوزخ اور خدا کا عرش وغیرہ شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس پوری کائنات کی وسعت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہماری یہ زمین جس پر سات ارب کے قریب انسان اور ایک کروڑ حیوانات کی قسمیں آباد ہیں، یہ زمین صرف اس پوری دنیا میں ایک معمولی نقطہ کی حیثیت رکھتی ہے، صرف ایک نقطہ کی حیثیت رکھنے والی اور سورج کے گرد انیس کروڑ میل کا اپنا دائرہ ایک سال میں پورا کرنے والی اس زمین ہی کی وسعت کا عالم سنیئے: سورج سے پندرہ کروڑ کلومیٹر کے فاصلہ پر چکر لگانے والی یہ زمین ۵۱ کروڑ مربع کلومیٹر رقبہ پر مشتمل ہے اور اس کا ۳۶ کروڑ مربع کلومیٹر رقبہ پانی پر مشتمل ہے یعنی خشکی کا تناسب صرف ۲۹ فیصد ہے، اس خشکی میں بھی تقریباً صرف دس فیصد حصہ پر سات ارب کے قریب انسان اور کھربوں جانور بستے ہیں، یعنی ۹۰ فیصد خشکی کا حصہ جنگلات، ریگستانوں اور پہاڑوں پر مشتمل ہے، اس زمین پر پانچ بڑے سمندر بھی ہیں۔

(۴) دعائیں

صلاۃ الحاجۃ کی دعا:

جب کسی کو کوئی ضرورت پیش آئے دینی ہو یا دنیاوی تو اچھی طرح وضو کرے اور صلاۃ الحاجۃ کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھے، پھر سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی خوب حمد وثنا بیان کرے اور درود پڑھ کر یہ دعا پڑھے، ان شاء اللہ اس کی ضرورت پوری ہوگی۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَاتَدَعْ لِيْ ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَاهَمّاً اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَاحَاجَةً هِيَ لَکَ رِضاً اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو بردبار اور بزرگ ہے، اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے، تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے، اے اللہ! میں تجھ سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت کا سبب ہوں اور تیری مغفرت کو لازم کریں اور تجھ سے ہر نیکی کے حصول اور ہر گناہ سے بچنے کا سوال کرتا ہوں، میرے تمام گناہوں کو بخش دے اور میرے تمام غموں کو دور کردے اور میری ہر ضرورت جس میں تیری رضا و خوشنودی ہو اس کو میرے لیے پوری کردے۔

(۴) فقہ

نماز صحیح ہونے کی شرطیں

بعض چیزیں نماز میں داخل نہیں ہیں لیکن نماز صحیح ہونے کے لیے ان چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے، اگر ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جائے گی تو نماز صحیح نہیں ہوگی، اسی کو نماز کی شرطیں کہا جاتا ہے۔

نماز کی شرطیں چھ ہیں:

۱۔ طہارت: طہارت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، طہارت سے مراد یہ ہے کہ:۔

(الف) نماز پڑھنے والا باوضو ہو، اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل بھی کرے۔

(ب) نمازی کا بدن نجاست سے پاک ہو۔

(ج) نمازی کے کپڑے نجاست سے پاک ہوں۔

(د) جس جگہ نماز پڑھ رہا ہو وہ جگہ نجاست سے پاک ہو، کم از کم دونوں قدم، ہاتھ، گھٹنے اور پیشانی رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

۲۔ ستر عورۃ (ستر کو چھپانا):۔ مرد کے لیے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ستر ہے اور عورت کے لیے چہرہ، ہتھیلی اور دونوں قدم کو چھوڑ کر پورا بدن، نماز کے شروع سے آخر تک پوری نماز میں ستر پوشی لازم ہے۔

۳۔ قبلہ کی طرف رخ ہو: قبلہ کی طرف رخ کرنے کی قدرت رہنے کے باوجود دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی، کوئی شخص بیماری یا دشمن کے خوف کی وجہ سے قبلہ کی طرف رخ کرنے سے عاجز ہو تو جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

۴۔ نماز کا وقت شروع ہو: نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے نماز پڑھنے سے نماز صحیح نہیں ہوگی۔

اگر نماز فرض ہو تو نیت میں اس کی تعیین بھی ضروری ہے مثلاً ظہر یا عصر کی نماز، اسی طرح اگر نماز واجب ہو تو اس کی بھی تعیین ضروری ہے مثلاً وتر کی نماز یا عیدین کی نماز، اگر نماز نفل ہو تو اس کی تعیین ضروری نہیں ہے بلکہ مطلق نماز کی نیت کرنا کافی ہے۔

۵۔ تکبیر تحریمہ کہنا: اپنی نماز کو اللہ کے ذکر سے شروع کرنا ضروری ہے، یوں کہے: اللہ اکبر

(۵) سیرت نبوی ﷺ

انصار

انصار عربی لفظ ہے اس کے معنی مددگار کے ہیں، مدینہ کے مسلمانوں نے اسلام کی اور مکہ کے پریشان مسلمانوں کی جس طرح خدمت کی اس کا لحاظ کر کے اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے مسلمانوں کا نام انصار یعنی مددگار رکھا اور اس وقت سے وہ انصار کہلانے لگے اور جو اپنے اپنے گھر چھوڑ کر مدینہ آ گئے تھے، ان کو مہاجر (گھر چھوڑنے والا) خطاب ملا۔

انصار نے ان مہاجروں کو اپنے اپنے گھروں پر اتارا، ان کو اپنی جائداد میں حصہ دیا اور اپنے کاروبار میں شریک کیا۔

مسجد نبوی اور حجروں کی تعمیر

مدینہ میں مسلمانوں کو سب سے پہلے خدا کا گھر یعنی مسجد بنانا تھا، آپ ﷺ جہاں ٹھہرے تھے، اسی سے ملی ہوئی نجار کے قبیلہ کے دو یتیم بچوں کی ایک زمین تھی، آپ ﷺ نے اس کو مسجد کے لیے پسند کیا، دونوں یتیموں نے اپنی طرف سے یہ زمین مفت دینی چاہی، مگر آپ نے یہ پسند نہیں کیا، ایک انصاری نے قیمت ادا کر دی، زمین برابر کر کے مسجد بنی شروع ہوئی، اس مسجد کے بنانے والے معمار اور مزدور کون تھے؟ خود آپ ﷺ اور آپ کے وفادار ساتھی، سب نے مل کر ایک کچی سی دیوار اٹھا کر اوپر کھجور کے تنے اور پتوں کی چھت بنائی، یہی پہلی مسجد نبوی تھی۔

مسجد کے قریب ہی اپنے لیے اسی قسم کی چند کوٹھریاں بنوائیں جن کو حجرہ کہتے ہیں جن میں آپ ﷺ اور آپ کے گھر کے لوگ رہنے لگے۔

اصحابِ صفہ

صُفہ عربی میں "چبوترہ" کو کہتے ہیں، مسجد نبویؐ کے صحن میں ایک چبوترہ بنایا گیا تھا، یہ ان مسلمانوں کا ٹھکانا تھا، جن کا کہیں ٹھکانا نہ تھا، وہ دن کو جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچتے تھے اور ان سے گزارا کرتے اور رات کو دین کی باتیں سیکھتے تھے، یہ حضور ﷺ کے پاس اکثر رہتے تھے اور آپ ﷺ کے ارشادات کو سن کر یاد رکھتے تھے، کہیں کسی داعی یا مبلغ یعنی اسلام پھیلانے اور سکھانے والے کی ضرورت ہوتی تو انھیں میں سے بھیجے جاتے۔

نماز میں سب کو کسی ایک سمت کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے، اسی سمت کو قبلہ کہتے ہیں، یہود بیت المقدس کی طرف منہ کرتے تھے، یہ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کی بنوائی ہوئی مسجد تھی اور عرب والوں کا قبلہ کعبہ تھا جو حضرت ابراہیمؑ کی مسجد

تھی، حضور ﷺ جب تک مکہ میں رہے کعبہ کے سامنے اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ کعبۃ اللہ کے ساتھ بیت المقدس بھی سامنے پڑ جاتا تھا، مدینہ آئے تو صورت بدل گئی، مدینہ کے ایک طرف کعبہ تھا تو دوسری طرف بیت المقدس، اس لیے ان دو میں سے ایک ہی کو قبلہ بنایا جاسکتا تھا، پہلے تو آپ ﷺ بیت المقدس ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر سولہ مہینے کے بعد خدا کا حکم آیا کہ حضرت ابراہیمؑ کی مسجد یعنی کعبہ کی طرف منہ کریں، کیونکہ وہی خدا کا سب سے پہلا گھر ہے، اس وقت سے کعبہ مسلمانوں کا قبلہ قرار پایا۔

(۶) درس حدیث

ناداروں کی مدد

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کے کام میں مدد کرتا رہتا ہے۔

محتاجوں، غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد اور تعاون کرنا دین اسلام کا بنیادی درس ہے، دوسروں کی مدد کرنے ان کے ساتھ تعاون کرنے، ان کے لیے روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرنے کو دین اسلام نے کار ثواب اور اپنے ربّ کو راضی کرنے والا عمل بتایا ہے، اسی طرح اللہ ربّ العزت نے مالداروں کو اپنے مال میں سے غریبوں کو دینے کا حکم دیا ہے، صاحب استطاعت پر واجب ہے کہ وہ مستحقین کی مقدور بھر مدد کرے۔

حضرت محمد ﷺ نے نہ صرف حاجت مندوں کی حاجت روائی کا حکم دیا بلکہ عملی طور پر آپ ﷺ خود بھی ہمیشہ غریبوں، یتیموں مسکینوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے رہے، حدیث میں وارد ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔

لیکن آج ہم نے اپنے اسلامی طرز معاشرت کو بدل دیا ہے، ہمیں اپنے رشتہ داروں، ہمسایوں، ضرورت مندوں کے دکھ درد کا احساس ہی نہیں ہے، ہم خود تو پیٹ بھر کر کھاتے ہیں لیکن برابر میں رہنے والے بھوکے پڑوسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے، ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسروں کی مشکلات و مسائل کو محسوس کرتے ہوئے ان کا ہاتھ بٹایا جائے اور حتی

المقدوران کا تعاون کیا جائے، ہماری مدد اور معاونت سے اگر کسی کی جان بچ سکتی ہے، کسی کی مشکل آسان ہوسکتی ہے، کسی مجبور کا علاج ہوسکتا ہے، کسی کے حصولِ رزق میں معاونت ہوسکتی ہے، کسی مجبور کی بیٹی کی شادی ہوسکتی ہے، کسی کے بچوں کا طرز زندگی بہتر ہوسکتا ہے، کسی کو حصول علم میں مدد دی جاسکتی ہے تو یہ ہمارے لیے باعثِ اعزاز اور باعث راحت ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا حشر ان ہی کے ساتھ ہوگا جن سے اس کو محبت ہے (بخاری)

(۸) عملی سنت

گھر سے نکلتے وقت دعا پڑھنے کا فائدہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: مَنْ قَالَ -يعني إِذَا خَرَجَ مِنْ بيْتِهِ-: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، يُقَالُ لَهُ هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ، وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ (رواہ ابو داوٗد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے گھر سے نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه یعنی "اللہ ہی کا نام لے کر، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک تنہا اللہ ہے" پڑھے اس سے کہا جائے گا تجھے پوری رہنمائی مل گئی، تیری کفایت کی گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہوگیا اور شیطان مایوس ہوکر اس سے ہٹ جاتا ہے۔

سولھواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ البروج (۳)

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ :	یقیناً آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے
اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ:	بلاشبہ وہی پہلے پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ اٹھائے گا
وَهُوَالْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ:	اور وہ بہت بخشنے والا بڑی محبت فرمانے والا ہے
ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ:	عرش کا مالک ہے بڑی شان والا ہے
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ :	جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے

(۲) عقائد

کائنات کی وسعت کا اندازہ

کائنات کی وسعت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جاتا ہے کہ اس میں سے صرف ایک سمندر بحر الکاہل کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ اس کا پورا رقبہ جو سولہ کروڑ باون لاکھ مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے پوری زمین کی جملہ خشکی سے زیادہ جگہ گھیرے ہوئے ہے، اس سمندر کی اوسط گہرائی سترہ ہزار فٹ ہے یعنی دوسرے الفاظ میں اس میں ایک ہزار سات سو منزلہ طویل عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے اس کے اندر تیرنے والی وہیل مچھلی کی لمبائی ہی عام طور پر ڈیڑھ سو فٹ سے زیادہ ہوتی ہے، اس کے منہ کی چوڑائی کا یہ عالم ہے کہ اس میں بیس پچیس آدمی بآسانی بیک وقت کھڑے ہوسکتے ہیں، ایسی کروڑوں مچھلیاں صرف ایک سمندر میں پائی جاتی ہیں، سمندر کے اندر تیرنے والی ان مچھلیوں کی تعداد کا اندازہ صرف اس بات سے لگایئے کہ چند سال قبل اسکاٹ لینڈ کے مچھلی پکڑنے کے مقابلہ میں ایک ارب مچھلیاں بیک وقت پکڑی گئی، اس سمندر کے اندر سونے کی شکل میں اللہ نے جو خزانہ رکھا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ صرف ایک مربع میل پانی کے اندر ریت کے ذرات میں پچاس لاکھ روپے کا سونا پایا جاتا ہے، یاد رہے کہ پورے سمندر میں ۳۲ کروڑ مربع میل سے زیادہ پانی موجود ہے، ان

سمندروں میں ۷ لاکھ جزیرے ہیں، صرف گرین لینڈ کا ایک جزیرہ ہی اکیس لاکھ ۷۵ ہزار چھ سو مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے یعنی دو تہائی ہندوستان صرف اس ایک جزیرہ میں سما سکتا ہے، یہ تو صرف زمین کی وسعت تھی، اب سنیے کہ یہ وسیع زمین بھی کس قدر چھوٹی ہے، ہماری زمین سورج کے جس نظام میں شامل ہے وہ سورج اتنا بڑا ہے کہ اس میں ہماری زمین جیسی تیرہ لاکھ زمینیں آسکتی ہیں جب کہ یہ سورج بھی دوسرے سورج کے مقابلہ میں اتنا چھوٹا ہے کہ اس میں ہماری زمین جیسی ایک ارب تیس کروڑ زمینیں یعنی ایک ہزار سورج آسکتے ہیں، اب تک سائنس دانوں نے خلائی سیاروں اور دوربینوں کے ذریعے تیس ارب ستاروں کی تصاویر اپنے کیمروں میں محفوظ کرلی ہیں، یاد رہے کہ ایک عام آدمی صاف آسمان میں بیک وقت پانچ ہزار ستاروں اور سیاروں کو دیکھ سکتا ہے اور ایک اوسط درجہ کی دوربین سے ایک ہی وقت میں بیس بائیس لاکھ ستارے نظر آسکتے ہیں جب کہ دنیا کی سب سے بڑی امریکی دوربین ھیل سے بیک وقت کئی ارب ستارے دیکھے جاسکتے ہیں۔

(۳) دعائیں

دشمن کے فتنے سے بچنے کے لیے مؤثر دعا:

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ .

ترجمہ: اے ہمارے رب: ہمیں ظالم لوگوں کا تختہ مشق نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات دے۔

(۴) فقہ

نماز کا مسنون طریقہ

سب سے پہلے وضو کر کے پاک کپڑے پہن کر پاک جگہ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ دایاں ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ اس کے نیچے رہے، تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی سبحانک اللھم پڑھے، پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے، سورۂ فاتحہ کے بعد آہستہ آمین کہے اور کوئی سورہ پڑھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے، رکوع میں گھٹنوں کو انگلیوں سے پکڑے، پیٹھ اور پیر کو سیدھا رکھے اور گھٹنے نہ موڑے، اور تین، پانچ، سات یا نو مرتبہ سبحان ربی

العظیم پڑھے، رکوع مکمل کرنے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے کھڑا ہوجائے اور ربنالک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه دعا پڑھے، اب تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے، سجدہ میں ہتھیلیاں کھلی ہوئی ہوں یعنی مٹھی بند نہ ہو، انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں، کہنیاں زمین سے اونچی رہیں، دونوں پیروں کی انگلیوں کا نچلا حصہ زمین سے لگا ہو، پیشانی کا کچھ حصہ اور ناک کا زمین سے لگنا ضروری ہے۔

سجدہ میں بھی تین، پانچ، سات یا نو مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعلى پڑھنا سنت ہے، سجدہ سے تکبیر کہتے ہوئے اٹھ کر اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھے اور دائیں پاؤں کے پنجے کو کھڑا کرے اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنے کے قریب رانوں پر رکھے، ہاتھ کھلے ہوئے ہوں اور انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں، پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ اسی طرح کرے دوسرے سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لیے سیدھا کھڑا ہوجائے اور اسی طرح پوری نماز مکمل کرے۔

تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد تشہد پڑھنا واجب ہے، اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں بھی تشہد پڑھنا واجب ہے، تشہد کے بعد مکمل درود اور درود کے بعد کی دعا پڑھنا سنت ہے، اخیر میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر دونوں سلام پھیرے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

بھائی چارہ

مسلمان یوں بھی ہر گھرانے سے ایک ایک دو دو کر کے مسلمان ہوئے تھے اور پھر ان کو اپنا گھر بار اور مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر نکلنا پڑا تھا، مدینہ آئے تو یہ مسلمان بالکل پریشان اور تباہ حال تھے، حضور ﷺ نے یہ کیا کہ ایک بے گھر کے مسلمان کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا، پھر یہ ایسے بھائی بنے جو خون کے رشتہ سے بڑھ کر ہوئے، ہر ایک نے اپنے بھائی کو اپنے گھر یا اپنی زمین میں جگہ دی، اپنے مال و دولت میں سے حصہ دیا، اپنے کھیت بانٹ دیے، اپنے کاروبار اور بیوپار میں بھی شریک کیا۔

یہودیوں سے معاہدہ

حضور انور ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے مدینہ کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج لڑلڑ کر تھک چکے تھے اور چاہتے تھے کہ اپنے میں سے ایک رئیس کو جس کا نام عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اپنا بادشاہ بنالیں، مدینہ میں ایک دوسرا گروہ یہودیوں کا آباد تھا، یہاں سے لے کر

شام کی سرحد تک ان کی تجارتی کوٹھیاں تھیں اور اپنے مال کے زور سے مدینہ کے حاکم بنے بیٹھے تھے، اپنی مصلحت کے لحاظ سے وہ کبھی اوس کا ساتھ دیتے تھے اور کبھی خزرج کا۔

آنحضرت ﷺ جب مدینہ آئے تو شروع شروع میں انھوں نے شاید یہ سمجھ کر کہ یہ ایک ایسا مذہب لے کر آئے ہیں جو ہمارے مذہب کے قریب قریب ہے آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کی، آپ ﷺ نے شہر کی بے اطمینانی اور بدامنی کی حالت کو دیکھ کر یہ مناسب سمجھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ایک ایسا سمجھوتہ ہو جائے کہ دونوں فریق اس شہر میں آزادی سے رہ سکیں، ہر ایک کا مذہبی حق محفوظ ہو اور شہر کے سارے رہنے والے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی باہر سے حملہ کرنے والوں کے مقابلہ میں ایک ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے یہودیوں سے بات چیت کر کے اس قسم کے ایک معاہدہ پر ان کو رضامند کرلیا اور انھوں نے اس کا پکّا وعدہ کیا، لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد ان کو نظر آیا کہ اسلام کی طاقت شہر میں روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور ان کا پہلا زور ٹوٹ رہا ہے، یہ دیکھ کر وہ دل میں جلنے لگے، عبداللہ بن اُبی کا خیال تھا کہ اگر محمد ﷺ مدینہ نہ آتے تو مدینہ کی بادشاہی اسی کو ملتی، وہ اور اس کے ساتھی منہ پر مسلمانوں کے خلاف کچھ نہیں بول سکتے تھے مگر دل میں وہ بھی مسلمانوں کے مخالف اور یہودیوں کے شریک تھے، انھی کو منافق کہتے ہیں۔

مکہ والوں کی شرارتیں اور سازشیں

جو مسلمان مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے، مکہ والوں نے ان کے گھروں اور جائدادوں پر قبضہ کرلیا اور سب سے بڑی بات یہ کی کہ خانہ کعبہ میں آنا اور حج کرنا ان کے لیے بند کر دیا، کوئی جاتا تو چھپ کر اور جان کو ہتھیلی پر رکھ کر جاتا، اور جو غریب مسلمان یا چھوٹے بچے یا عورتیں مدینہ نہیں جاسکی تھیں، ان پر پہرہ بٹھادیا کہ وہ جانے نہ پائیں، اتنے ہی پر انھوں نے بس نہیں کیا بلکہ یہ دیکھ کر کہ مسلمان ان کی گرفت سے آزاد ہو کر مدینہ میں زور پکڑ رہے ہیں، انھوں نے یہودیوں اور مدینہ کے منافقوں سے سلام و پیام شروع کر دیا اور ان کو کہلا بھیجا کہ تم نے ہمارے بھاگے ہوئے مجرموں کو اپنے گھروں میں رکھا ہے، بہتر یہ ہے کہ تم ان کو نکال دو، ورنہ ہم تمھارے شہر پر حملہ کریں گے۔

(٦) درس حدیث

(٧) رشوت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”رشوت لینے اور دینے والا دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے“۔ (طبرانی)

رشوت کی مذمت اور اس کے لینے اور دینے والوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی سخت وعیدیں بتائی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں سود عام ہو جاتا ہے وہ خشک سالی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے، اس پر دشمن کا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

رشوت لینے اور دینے والے دونوں شخص گناہ وسزا کے مستحق اس وقت ہوں گے، جب کہ دونوں کا مقصد باطل اور ناحق کی حمایت کرنا ہو، کسی پر ظلم کرنا یا کرانا ہو یا شرعی حکم کی پامالی ہو، مثلاً ایک شخص جس کا ایک چیز میں شرعاً کوئی حق نہیں بنتا، وہ کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لیتا ہے، یا ایک چیز ایک شخص کی ملکیت یا اس کا حق ہے، مگر دوسرا شخص رشوت کے زور پر اس کے خلاف فیصلہ کرا لیتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق نہ مل سکے تو یہ رشوت دینا بلاشبہ لعنت کا سبب ہے، اسی طرح رشوت لینے والا شخص بھی وعید کا مصداق اس وقت ہوگا، جب اس نے ایسے حق یا عمل کی انجام دہی پر رشوت لی ہو جو اس کے اوپر شرعی یا قانونی طور پر ضروری تھا لیکن سامنے والے سے کچھ معاوضہ لیے بغیر وہ کام کرنے پر آمادہ نہ ہو تو ایسا شخص بھی ملعون ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُنَةً

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔

(۸) عملی سنت

تیز ہوا چلنے پر نبی ﷺ کا معمول

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تیز ہوا چلتی تو یہ دعا پڑھتے "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ"۔ (بخاری)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اس ہوا کی بھلائی کو اور اس میں موجود بھلائی اور وہ بھلائی جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس ہوا کی برائی سے اور اس میں موجود برائی سے اور اس برائی سے جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے۔

سترہواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ البروج (۴)

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ:	کیا آپ کو لشکروں کی خبر ملی؟
فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ:	فرعون کی اور ثمود کی
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ :	بات یہ ہے کہ جنھوں نے انکار کیا وہ جھٹلانے میں لگے ہیں
وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ :	اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ:	ہاں یہ قرآن ہے ہی بڑی شان والا
فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ:	لوح محفوظ میں۔

(۲) عقائد

نظام شمسی

ہمارا یہ نظام شمسی جو سورج، زمین اور چاند پر مشتمل ہے اس میں موجود ایک ستارہ پلوٹو ہماری زمین سے پانچ ارب چھیاسی کروڑ کلومیٹر دور ہے، ایسے کئی نظام شمسی ہیں جس کے مجموعہ یعنی جھرمٹ کو کہکشاں کہا جاتا ہے، اس کی وسعت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ روشنی جو فی سیکنڈ تین لاکھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتی ہے اس کو کہکشاں کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک پہنچنے کے لیے ایک لاکھ سال درکار ہیں، اس کہکشاں کا اوسط فاصلہ ۸ لاکھ کھرب کلومیٹر ہے، اس دنیا میں اب تک ایسی پچاس کروڑ کہکشاؤں کا پتہ چلا ہے جب کہ ہر کہکشاں میں ہمارے سورج کے مانند ایک کھرب ستارے ہیں، اس کائنات کی وسعت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہماری زمین کا فاصلہ سورج سے پندرہ کروڑ کلومیٹر ہے اور اس کی روشنی کو زمین تک پہنچنے کے لیے ساڑھے آٹھ منٹ لگتے ہیں جب کہ بعض ستارے ہماری زمین سے اتنی دوری

پر واقع ہیں کہ اس کی روشنی کو ہم تک پہنچنے کے لیے ایک کروڑ پچاس لاکھ سال درکار ہیں، مشہور امریکی جرمن نژاد ماہر فلکیات و ریاضی داں آئنسٹائن نے جس کی وفات ۱۹۵۵ء میں ہوئی آج سے پچاس سال قبل تک دریافت ہونے والی اس دنیا کی وسعت کے بعد اپنا یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ کائنات اتنی وسیع ہے کہ اگر دنیا میں کوئی ایسا ہوائی جہاز ایجاد ہو جس کی رفتار روشنی کی رفتار کی مانند فی سیکنڈ تین لاکھ کلومیٹر ہو تو اس کو پوری دنیا کے گرد صرف ایک چکر لگانے کے لیے ایک ارب سال کا عرصہ لگے گا، یہ بھی صرف اس کا اندازہ تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی وسعت اس سے بھی زیادہ ہے۔

(۳) دعائیں

صبح وشام کی دعائیں

اَللّٰهُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَيْنَا وَبِکَ نَحْيَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَيْکَ النُّشُوْرُ.

ترجمہ: اے اللہ! تیرے حکم سے ہم نے صبح کی اور تیرے ہی حکم سے ہم نے شام کی، تیرے حکم سے ہم زندہ ہیں اور تیرے ہی حکم سے ہم مریں گے اور تیری ہی طرف ہمیں اُٹھ کر جانا ہے۔

(۴) فقہ

سجدہ سہو کا بیان

سہو کے معنی بھول کے آتے ہیں، نماز میں بعض چیزوں کے بھول کر نہ کرنے سے یا نماز میں بعض قسم کی غلطی ہونے سے سجدہ سہو کرنا لازم آتا ہے۔

سجدۂ سہو کے اسباب یعنی وہ صورتیں جن میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے:

نماز میں رکعتوں کا زیادہ پڑھنا یا کم پڑھنا اور شک میں پڑ جانا، مثلاً کوئی شخص ظہر کی چار رکعتیں پڑھ کر پانچویں کے لیے کھڑا ہو گیا اور پھر خیال آیا کہ یہ پانچویں رکعت ہے تو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے اور سلام پھیر دے اور سجدۂ سہو کرے، اسی طرح اگر صرف تین رکعت پڑھ کر قعدہ کیا تب یاد آیا کہ یہ تیسری رکعت ہے تو چاہیے کہ چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے

اور اسے پورا کر کے تشہد اور درود پڑھے پھر سجدۂ سہو کرے۔ شک کی صورت میں جس طرف گمان زیادہ ہو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے پھر سجدۂ سہو کر لینا چاہیے۔

اگر نماز ختم کرنے کے بعد شک ہو کہ تین پڑھی یا چار تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، البتہ اگر یقین کے ساتھ یاد آ جائے کہ کوئی رکعت چھوٹ گئی ہے اور اس نے بات چیت نہیں کی ہے اور وضو بھی ہے تو ایک رکعت پوری کر کے سجدۂ سہو کر لے، لیکن اگر بات چیت کر لی یا وضو ٹوٹ گیا تو پھر سے پوری نماز پڑھنا چاہیے۔

اسی طرح نماز کا کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے مثلاً اگر چار رکعت والی فرض نماز میں دوسری رکعت میں بیٹھنا یا تشہد پڑھنا بھول جائے اور پورا کھڑا ہو گیا ہو تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے، البتہ پورا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا مقتدی بیٹھ جانے کا اشارہ کر دیں تو فوراً بیٹھ کر تشہد پڑھنا چاہیے اور نماز پوری کر لینا چاہیے، اس میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

کسی کو سجدۂ سہو کرنا ضروری تھا مگر بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اگر اس نے بات چیت نہیں کی تو فوراً سجدۂ سہو کرے اور پھر تشہد، درود اور دعا پڑھ کر دوبارہ سلام پھیرے۔

نماز میں جو چیزیں سنت یا مستحب ہیں ان کو چھوڑنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، مثلاً ثنا پڑھنا یاد نہ رہا، رکوع یا سجدے میں تسبیح پڑھنا بھول گیا، درود اور دعا پڑھنا یاد نہیں آیا۔

سجدۂ سہو میں امام کی پیروی واجب ہے یعنی صرف امام سے سہو ہو جائے اور مقتدی سے وہ سہو واقع نہ ہو تو بھی امام کی اقتدا میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں تشہد کے بعد صرف دائیں جانب سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور ان کے بعد پھر درود و دعا کے ساتھ مکمل تشہد پڑھے اور سلام پھیرے۔

سجدۂ تلاوت

قرآن مجید میں بعض خاص مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے پر سجدہ کا حکم ہے اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کے دوران سجدے کی آیت پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، سجدہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا، اگر نماز کے اندر آیت سجدہ پڑھنے کی وجہ سے سجدہ واجب ہو جائے تو فوراً سجدہ کرنا ضروری ہے۔

اگر سجدے کی آیت کئی بار پڑھی گئی جیسے قرآن یاد کرتے وقت تو ایک سجدہ کرنا کافی ہے۔

اگر ایک ہی جگہ کئی آیات سجدہ پڑھی گئیں تو جتنی آیتیں پڑھی جائیں اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ دو تکبیروں کے درمیان ایک سجدہ کیا جائے، پہلی تکبیر پیشانی کو زمین پر رکھتے وقت اور دوسری تکبیر سجدے سے اٹھتے ہوئے۔ سجدے میں تین بار "سبحان ربی الأعلیٰ" کہنا چاہیے، اس سجدے کے بعد تشہد اور سلام نہیں ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

مسلمانوں کے تین دشمن

مدینہ آ کر مسلمانوں کے تین دشمن ہو گئے، مکہ کے کافر، مدینہ کے منافق اور حجاز کے یہود، مکہ کے کافر تلوار کے دھنی تھے اس لیے وہ تلوار سے فیصلہ چاہتے تھے، مدینہ کے منافق اپنی چالوں اور سازشوں سے نقصان پہنچاتے رہتے تھے اور حجاز کے یہود جو عرب کے سرمایہ والے تھے پورے حجاز میں اپنی دولت اور سرمایہ کے زور سے اُدھم مچائے ہوئے تھے، عرب کی ساری دولت ان کے قبضہ میں تھی، عرب مزدوروں کی کاشت اور کھیتی کی پیداوار کے مالک بنے بیٹھے تھے، ملک کا سارا بیوپار اور کاروبار ان کے ہاتھوں میں تھا اور وہ اپنے سود در سود اور دوسرے ہتھکنڈوں سے عرب کے بے تاج کے بادشاہ بن کر ملک کی بھلائی کی ہر کوشش کے مخالف تھے، اسلام کو ان تینوں طاقتوں کا ایک ساتھ مقابلہ کرنا پڑا اور ان میں سے ہر ایک کے ہٹانے کے لیے الگ الگ تدبیر کرنی پڑی۔

منافقوں سے برتاؤ

منافق چونکہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اس لیے ان کی علانیہ مخالفت نہیں کی گئی اور نہ سزا دے کر ان کو اور زیادہ دشمن بنایا گیا بلکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کیا تا کہ مسلمانوں کے نیک برتاؤ اور شریفانہ سلوک سے وہ آخر کار متاثر ہو کر پکے مسلمان ہو جائیں، ایک آدھ دفعہ کسی صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ عرض بھی کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو بعض منافقوں کی گردنیں اڑا دوں، فرمایا: "نہیں، کیا تم لوگوں کو یہ کہنے کا موقع دینا چاہتے ہو کہ محمد اپنے آدمیوں کو آپ مروا دیتے ہیں" فرمایا: "جس نے زبان سے لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ پڑھ لیا اس کا

شمار مسلمانوں میں ہے اور اس کے دل کا معاملہ خدا کے سپرد ہے"۔

منافقوں کا سردار عبداللہ بن اُبی جب مرا تو آپ ﷺ نے اس کے نیک دل مسلمان بیٹے کی درخواست پر اپنے بدن کا مبارک کرتا اس کو پہنایا۔

انہی دنوں میں ایک دفعہ آپ ﷺ بنوحارث کے محلہ سے گزر رہے تھے، راہ میں ایک جگہ کچھ مسلمان، کچھ یہود اور کچھ منافق بیٹھے تھے جن میں ان کا سردار عبداللہ بن اُبی بھی تھا، گدھے کے چلنے سے جس پر آپ سوار تھے کچھ گرد اُڑی تو عبداللہ نے حقارت سے کہا کہ گرد نہ اُڑاؤ، آپ نے کچھ خیال نہ کیا اور مجمع کو سلام کیا اور ان کو اللہ کے کچھ احکام سنائے، اس پر عبداللہ نے پھر کہا "اے صاحب مجھے یہ پسند نہیں، اگر تمہاری بات سچ بھی ہو ہماری مجلس میں آکر ہم کو سنایا نہ کرو، جو تمہارے پاس جائے اسی کو سنایا کرو" مسلمانوں کو اس کے اس برتاؤ سے بڑا غصہ آیا، مگر آپ ﷺ نے ان کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور آگے بڑھ گئے لیکن پھر بھی چونکہ وہ گھر کے بھیدی تھے، اسی لیے مسلمانوں کو ان سے چوکنا رہنے کی تاکید کی گئی، ان سے راز کی بات چھپائی جاتی اور مسلمانوں کو ان پر بھروسہ رکھنے سے باز رکھا اور ان کی دوستی سے روکا گیا۔

(۶) درس حدیث

عفو و درگزر

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا ہے اور درگزر کرنے کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے میرے رب: تیرے بندوں میں سے کون تیری بارگاہ میں زیادہ عزت والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ بندہ جو بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود معاف کردے۔ (شعب الایمان)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اس کے لیے جنت میں محل بنایا جائے اور اس کے درجات بلند کیے جائیں تو اسے چاہیے کہ جو اس پر ظلم کرے اسے معاف کرے اور جو اسے محروم کرے اسے عطا کرے اور جو اس سے قطع تعلق کرے اس سے ناطہ جوڑے۔ (مستدرک)

عفوودرگزر سے دل نرم پڑتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہر خطا سے درگزر فرماتے اور اپنے ساتھ کیے گئے ہر برے سلوک کو معاف فرمادیتے، عفوودرگزر رب العالمین کو بہت پسند ہے، یہ نبیوں کی صفت اور متقیوں کا وصف ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ (بخاری)

(۸) عملی سنت

سرمہ لگانا

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِكْتَحِلُوْا بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِيْ هٰذِهٖ وَثَلَاثَةً فِيْ هٰذِهٖ. (ترمذی)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اثمد سرمہ لگایا کرو اس لیے کہ یہ آنکھ کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے، اور نبی ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے ہر رات سرمہ لگاتے تھے، تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین سلائیاں اس آنکھ میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت سرمہ لگانا سنت ہے اور آپ ﷺ کا روزانہ کا معمول تھا۔

اٹھارواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الانشقاق (۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ:	جب آسمان پھٹ پڑے گا
وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ:	اور وہ اپنے رب کی بات مان لے گا اور یہی اس پر لازم ہے
وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ:	اور جب زمین پھیلا دی جائے گی
وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ:	اور اس میں جو کچھ ہے وہ اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی
وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ:	اور وہ بھی اپنے رب کی بات مان لے گی اور یہی اس پر لازم ہے
يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ:	اے انسان!
إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحاً:	تو اپنے رب سے ملاقات تک کوششوں میں جتا ہوا ہے
فَمُلَاقِيهِ:	پھر تو اس سے ملنے والا ہے۔

(۲) عقائد

اللہ ایٹم سے چھوٹی چیز پیدا کرنے پر بھی قادر ہے

جس طرح اللہ کائنات جیسی لامحدود چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح چھوٹی سے چھوٹی چیز پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے اور اس میں بھی وہ یکتا و تنہا ہے، اب تک سائنس کی تحقیق کے مطابق دنیا کی سب سے چھوٹی چیز ایٹم ہے جو ان خوردبینوں کے ذریعہ بھی انسانوں کو نظر نہیں آتا جو کسی بھی چیز کو لاکھوں گنا بڑا کر کے دکھاتے ہیں، خود ان ذرات اور ایٹموں کے اندر بھی ہماری کہکشاں اور نظام شمسی کی طرح گردش کا ایک نظام موجود ہے اور اس میں بھی دوری و فاصلے پائے

جاتے ہیں، ہماری آنکھوں بلکہ ان خوردبینوں کے ذریعے بھی نظر نہ آنے والے ان چھوٹے سے ایٹمی ذرات کے اندر خالق کائنات نے کس قدر طاقت وقوت رکھی ہے اس کا اندازہ اب خود انسان کو ہوگیا ہے اور اس نے تسلیم کرلیا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں سب سے خطرناک چیزیں یہی ایٹمی ذرات ہیں جو آن کی آن میں لاکھوں انسانوں کو تباہ کر کے رکھ دیتے ہیں، جنگ عظیم دوم میں ۱۶/اگست ۱۹۴۵ء کو جب امریکہ نے جاپان کے شہر ہیروشیما میں ان ہی ایٹمی ذرات پر مشتمل بم صرف اٹھارہ سوفٹ کی بلندی سے گرائے تو منٹوں میں ایک لاکھ ۳۶ ہزار نوسو افراد ہلاک ہوئے، اس شہر کے پچھتر ہزار مکانات میں سے پچاس ہزار مکانات زمین بوس ہوئے، اٹھارہ ہزار مربع میل رقبہ تباہ ہوا اور اس ایٹمی دھماکہ سے جو بادل اٹھے وہ پچاس ہزار فٹ کی بلندی تک گئے، ان ہی بموں نے جاپان ہی کے بندرگاہی شہر ناگاساکی کی شہری آبادی میں سے ۷۳ ہزار آٹھ سو چوراسی افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ۷۶ ہزار لوگوں کو زخمی کیا، ہماری آنکھوں سے نظر نہ آنے والے اس ایٹم کے وجود سے انسان صرف سوسال پہلے واقف ہوا لیکن قرآن مجید میں اس کا تذکرہ آج سے چودہ سوسال پہلے اللہ نے نہ صرف کیا بلکہ اس کی بھی پیشین گوئی کی کہ ایٹم سے بھی چھوٹی چیزیں جو دنیا میں پائی جاسکتی ہیں اور وہ بھی ہماری نظروں میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے انسانو! ہم تمھاری ہر چھوٹی بڑی چیز پر نگاہ رکھتے ہیں، ہماری تیز نگاہی کا یہ عالم ہے کہ ہم نہ صرف ایٹم جیسی چھوٹی تمھیں نظر نہ آنے والی چیز پر برابر نگاہ رکھتے ہیں بلکہ آسمان وزمین کی اس سے بہت چھوٹی اور کم درجہ وکم حجم والی چیز پر بھی ہماری نگاہ رہتی ہے، کوئی چیز ہماری نظر سے غائب نہیں۔

(۳) دعائیں

حدیث کی ایک جامع دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَایَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَایُسْتَجَابُ لَھَا

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، اور ایسے دل سے جو عاجزی اختیار نہ کرے اور ایسے نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

(۴) فقہ

وتر کی نماز

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وتر نماز حق ہے، اگر کوئی وتر کی نماز نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداود)

وتر کی نماز واجب ہے، اگر کوئی بھولے سے یا جان بوجھ کر وتر کی نماز چھوڑ دے تو اس کی قضا واجب ہے۔

وتر کی نماز کا وقت عشاء کی فرض نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور عشاء کی سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور اس کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے۔

وتر کی نماز کا طریقہ

وتر کی نماز کا طریقہ عام نفل نمازوں کی طرح ہے، اس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورہ پڑھنا واجب ہے ، البتہ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ یعنی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی ، دوسری رکعت میں سورہ کافرون یعنی قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص یعنی قل هو الله أحد پڑھنا سنت ہے، اسی طرح وتر کی پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد کے لیے بیٹھنا واجب ہے، پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھے اور تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ نہ پڑھے، تیسری رکعت میں سورہ پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہے جس طرح نماز شروع کرتے وقت کیا جاتا ہے پھر رکوع سے پہلے کھڑے کھڑے دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے، اگر کسی نے وتر کی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا، امام اور مقتدی دونوں قنوت پڑھیں گے۔

قنوت یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّهٗ وَ نَشْکُرُکَ وَلَانَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ ، اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ.

وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں قنوت نہیں پڑھا جائے گا، البتہ عام مسلمانوں پر کوئی مصیبت آنے پر امام کے لیے رکوع سے اٹھنے کے بعد یہ قنوت پڑھنا سنت ہے :

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَاقَضَيْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَاِنَّهُ لَايَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ.

اگر کوئی شخص امام کے ساتھ وتر کی تیسری رکعت میں آ کر ملے تو اپنی نماز مکمل کرتے وقت پھر دوبارہ قنوت نہیں پڑھے گا بلکہ امام کے ساتھ پڑھا ہوا قنوت ہی کافی ہو جائے گا، اسی طرح رمضان میں وتر کی نماز رات کے آخری حصہ میں جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اور غیر رمضان میں وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔

تراویح کی نماز

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کرے گا یعنی تراویح کی نماز پڑھے گا اس کے تمام اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے" (بخاری)

تراویح کی نماز مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔

تراویح کی نماز بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھی جائیں گی۔

تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک ہے اور وتر کی نماز سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔

تراویح کی نماز میں رمضان کے پورے مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا مستحب ہے اور تراویح کی نماز کی قضا نہیں ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

مکہ کے کافروں کی روک تھام

مکہ کے کافر تلوار کے دھنی تھے اس لیے ان کی روک تھام کے لیے دوڑ دھوپ کی ضرورت ہوئی، مکہ والوں نے کمزور مسلمانوں کو مکہ آنے سے روک کر گویا ان کو اپنی قید میں لے لیا تھا، باہر سے مسلمانوں کو مدینہ آنے نہیں دیتے تھے، حدیہ ہے کہ کعبہ کا طواف اور حج جو سارے عرب کے لیے کھلا ہوا تھا، مسلمانوں کے لیے وہ بھی بند تھا، آپ ﷺ نے مکہ والوں کو ان کے اس برتاؤ کے بدلنے پر مجبور کرنے کے لیے یہ کیا کہ ان بیوپاریوں کو جو شام آتے جاتے تھے، دو دو چار چار اور کبھی کبھی دس

بارہ مسلمانوں کو بھیج کر ڈرانے لگے تاکہ وہ اپنے بیوپار کی خاطر مسلمانوں سے صلح کرلیں اور مسلمانوں پر سے اپنی پابندیاں اٹھالیں، مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا اور برابر اپنی ضد پر قائم رہے اور مسلمان بھی ان کے بیوپار کے راستے کو روکنے کے لیے اڑے رہے، مدینہ، شام اور حجاز کے بیچ میں پڑتا تھا، اس لیے مکہ والے اپنا راستہ بدل بھی نہیں سکتے تھے، اسی کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ کیا کہ مدینہ کے آس پاس میں جو عرب قبیلے ایسے تھے جن کے بگڑ جانے یا مکہ والوں کا ساتھ دینے سے مدینہ کا امن وامان خاک میں مل جاتا ان کے پاس جا جا کر ان سے صلح کا معاہدہ کرنے لگے۔

مکہ کے کافر یہ دیکھ کر اور جلنے لگے اور سمجھے کہ اس سے محمد کا زور اور بڑھے گا جس کا توڑ ضروری ہے، چنانچہ مکہ کے ایک رئیس نے مدینہ کی چراگاہ پر چھاپہ مارا اور آپ ﷺ کے اونٹ لوٹ لے گیا، مسلمانوں نے پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا، اس واقعہ کے تیسرے مہینے آپ ﷺ دوسو مہاجروں کو لے کر بنی مدلج کے قبیلہ میں پہنچے اور اس سے بھی دوستی کا معاہدہ کیا۔

کچھ دنوں کے بعد یہ ہوا کہ رجب ۲ھ میں آپ ﷺ نے بارہ آدمیوں کو نخلہ کی وادی میں بھیجا اور ان کو ایک بند خط دے کر فرمایا کہ اس کو دو دن کے بعد کھولنا، دو دن کے بعد خط کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ نخلہ میں ٹھہر کر قریش کے ارادوں کا پتہ لگاؤ اور خبر دو، اتفاق یہ کہ مکہ کے کچھ لوگ جو شام سے تجارت کا مال لے کر آرہے تھے، سامنے سے گزرے مسلمانوں کے اس دستہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر ان پر حملہ کر دیا، ان میں سے ایک شخص عمرو بن حضرمی مارا گیا، دو پکڑ لیے گئے اور قافلہ کا مال لوٹ لیا گیا، حضور ﷺ کو جب اس کی خبر ملی تو ناراضی ظاہر کی اور فرمایا کہ میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تھا، تم نے تو لڑائی کی آگ لگادی، اسی کے ساتھ عرب کے قاعدے کے مطابق اس دستہ نے جو مال لوٹا تھا، وہ بھی اسی کو لوٹا دیا، مکہ کا جو آدمی مارا گیا تھا وہ قریش کے ایک بڑے سردار کا ساتھی تھا اور جو دو آدمی پکڑے گئے تھے وہ بھی قریش کے ایک دوسرے سردار کے پوتے تھے، اس واقعہ نے مکہ والوں میں بدلہ لینے کا نیا جوش پیدا کر دیا۔

(۶) درس حدیث

باہمی اخوت وہمدردی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، محبت کرنے اور شفقت ومہربانی کرنے میں تم انسانی جسم کو دیکھو کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو بھی تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضا بھی بخار اور بے خوابی میں اس کے شریک حال ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے والوں میں باہم ایسی محبت ومودّت، ایسی ہمدردی اور ایسا دلی تعلق ہونا چاہیے کہ ہر دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہو کہ ان میں سے کوئی ایک مصیبت میں مبتلا ہو تو سب اس کو اپنی مصیبت سمجھیں اور سب اس کی فکر اور بے چینی میں شریک ہوں، اگر ایمان کے دعوے کے باوجود یہ بات نہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ حقیقی اور کامل ایمان نصیب نہیں ہے، اسی بات کو آپ ﷺ نے ایک دوسرے انداز میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ ایمان والوں کا تعلق دوسرے ایمان والوں سے ایک مضبوط عمارت کی اینٹوں جیسا ہونا چاہیے کہ وہ باہم ایک دوسرے سے اس طرح جڑے رہتے ہیں کہ ہر اینٹ دوسری اینٹ کی مضبوطی اور عمارت کے استحکام کا سبب بنتی ہے وران کے جڑے رہنے سے عمارت کھڑی رہتی ہے پھر آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا کہ مسلمانوں کو اسی طرح باہم مل کر ایک ایسی مضبوط دیوار کی طرح بن جانا چاہیے جس کی اینٹیں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوں اور کہیں ان میں خلل نہ ہو۔

(۷) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ: اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیا سرتاسر بھلائی ہے یعنی حیا میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ (مسلم)

(۸) عملی سنت

درود شریف کا معمول

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً. (ترمذی)

و قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ. (ابوداود)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہو۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دنوں میں سب سے افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے لہذا اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، اس لیے کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لیے اپنے سامنے اس وقت سترہ رکھنا مستحب ہے جب ایسی جگہ نماز پڑھی جارہی ہو جہاں سے لوگ کثرت سے گزرتے ہوں۔

مقتدی کے لیے الگ سے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ امام کا سترہ ہی اس کا سترہ ہے۔

سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنا، اسی طرح نمازی کے سامنے بالکل اس کے قریب سے گزرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ حدیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو یہ علم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اس کے لیے چالیس (سال، مہینے یا دن) تک کھڑا ہونا گزرنے سے بہتر ہوگا۔

اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے گزرے تو نمازی کے لیے جائز ہے کہ وہ گزرنے والے کو ہاتھ کے اشارہ سے یا بلند آواز سے کوئی تسبیح پڑھ کر روکے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا

فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت رہنے کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔

البتہ نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت رہنے کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

اگر کوئی نفل نماز قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھے تو اس کو نصف اجر ملے گا، البتہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا تشہد میں بیٹھنے کی طرح بیٹھے گا۔

ٹرین اور ہوائی جہاز وغیرہ پر نماز

چلتی ٹرین اور ہوائی جہاز وغیرہ میں کسی عذر کے بغیر بھی بیٹھ کر فرض اور واجب نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی عذر ہو مثلاً سر چکراتا ہو تو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

اگر ٹرین بہت تیز ہو اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا دشوار ہو تو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

اگر ٹرین کھڑی ہو تو بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اگر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز شروع کرے اور دوران نماز ٹرین یا ہوائی جہاز دوسری سمت مڑ جائے تو ممکن ہو تو قبلہ کی طرف مڑ جائے، اگر مڑ نہ سکتا ہو یا ٹرین اور ہوائی جہاز کے مڑنے کا اس کو علم ہی نہ ہو تو نماز صحیح ہو جائے گی۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

بدر کی لڑائی

مکہ والوں نے اپنا سارا سرمایہ دے کر ایک تجارتی قافلہ شام کو بھیجا تھا، پہلے واقعہ کے دوڈھائی مہینوں کے بعد رمضان ۲ھ میں یہ قافلہ لوٹ کر آرہا تھا کہ مکہ والوں کو خبر پہنچی کہ مسلمان اس پر چھاپہ مارنا چاہتے ہیں، یہ خبر پاتے ہی قریش کے بڑے بڑے سردار ایک ہزار سپاہیوں کو لے کر مکہ سے نکلے، ادھر آپ ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ بھی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے چل پڑے، بدر ایک گاؤں کا نام تھا جہاں سال کے سال یوں بھی میلہ لگتا تھا۔

مدینہ سے ایک میل نکل کر آپ ﷺ نے پڑاؤ کیا، بچوں کو واپس کیا، مدینہ میں منافقوں اور یہودیوں کا ڈر تھا اس لیے ابولبابہؓ صحابی کو مدینہ کا حاکم بنا کر مدینہ لوٹا دیا اور دو آدمیوں کو آگے بھیجا کہ قریش کا پتہ لگائیں، جب بدر کے قریب پہنچے تو خبر پہنچانے والوں نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ یہیں رک گئے، رات بھر دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔

یہ مسلمانوں کا پہلا لشکر تھا اور کافروں سے ان کی یہ پہلی لڑائی تھی، ایک نیک دل قریشی نے چاہا کہ یہ لڑائی ٹل جائے، مگر ابوجہل نے اس تجویز کو کامیاب نہ ہونے دیا، صبح ہوئی تو دونوں فوجیں میدان میں آکھڑی ہوئیں، ایک طرف ایک ہزار کا دل بادل تھا اور دوسری طرف تین سو تیرہ مسلمان تھے جن کے پاس پورے ہتھیار بھی نہ تھے، اللہ کے رسول ﷺ لڑائی کے میدان سے ذرا ہٹ کر ایک چھپر کے سایہ میں اللہ کے حضور سر جھکائے فتح کی دعا مانگ رہے تھے۔

پہلے ابن حضرمی کا بھائی عامر جس کو اپنے بھائی کے خون کا دعویٰ تھا آگے بڑھا، ایک غلام مسلمان اس کے مقابلہ کو نکلا اور وہ مارا گیا، اس کے بعد عتبہ جو قریش کے لشکر کا سردار تھا بڑی شان سے نکلا، اس کے ساتھ ولید اور شیبہ بھی آگے بڑھے، ادھر مسلمانوں کی طرف سے بھی مدینہ کے تین انصاری مقابلہ کو نکلے، عتبہ نے ان کا نام ونسب پوچھا اور جب معلوم ہوا کہ یہ مدینہ والے ہیں تو پکارا: "محمد! یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں"۔ حضور ﷺ کے فرمانے سے یہ انصاری ہٹ آئے اور اب حضرت حمزہؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت عبیدہؓ میدان میں آئے۔

عتبہ حضرت حمزہؓ سے اور ولید حضرت علیؓ سے مقابل ہوئے اور مارے گئے لیکن شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو زخمی کردیا، یہ دیکھ کر حضرت علیؓ آگے بڑھے اور شیبہ کا کام تمام کردیا، حضرت زبیرؓ نے سعید بن العاص کا مقابلہ کیا، اب عام حملہ

شروع ہوگیا، مدینہ میں ابوجہل کی شرارت اور مسلمانوں سے دشمنی کا چرچا عام تھا، انصار کے دو نوجوان اس کی تاک میں نکلے اور لوگوں سے پتہ پوچھ کر باز کی طرح اس پر ایسے جھپٹے کہ دم کے دم میں وہ خاک وخون میں لتھڑا پڑا تھا، ایک دوسرے مسلمان نے جاکر اس کا سر کاٹ لیا۔

عتبہ اور ابوجہل کا مارا جانا تھا کہ قریش ہار کر بھاگنے لگے اور مسلمانوں نے ان کو پکڑنا شروع کیا، قریش کے ستر آدمی جو مکہ کے بڑے بڑے رئیس تھے مارے گئے اور اتنے ہی آدمی گرفتار ہوگئے اور مسلمانوں میں سے صرف چودہ بہادروں نے شہادت پائی، خدا کی عجیب قدرت ہے کہ تین سو تیرہ آدمیوں نے جو ہتھیاروں سے بھی پوری طرح سجے نہ تھے ایک ہزار کی فوج کو ہرادیا۔

دشمنوں سے برتاؤ

بدر کے قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں نے بڑا اچھا برتاؤ کیا، مسلمان ان کو کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجور کھالیتے تھے، جن کے پاس کپڑے نہیں تھے ان کو کپڑے دیے، قیدیوں میں ایک شخص سہیل بن عمرو پکڑ کر لایا گیا تھا، یہ بڑا زور آور مقرر تھا، عام مجمعوں میں مسلمانوں کے خلاف تقریریں کرتا اور لوگوں کو اُبھارتا تھا، بعض صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! اس کے دانت اکھڑوا لیجیے کہ پھر اچھی طرح بول نہ سکے، آپ ﷺ نے اس رائے کو ناپسند کیا، بعض پُر جوش صحابہ چاہتے تھے کہ ان قیدیوں کو قتل کردیا جائے مگر آپ ﷺ نے ان کی بات بھی نہیں مانی اور یہ طے کیا کہ ان میں جو امیر ہیں وہ فدیہ دے کر چھوٹ جائیں اور جو غریب ہوں لیکن لکھنا پڑھنا جانتے ہوں وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں اور جو یہ بھی نہیں جانتا تھا خدا کی راہ میں آزاد کردیا گیا۔

بدر کی جیت نے مسلمانوں کی قسمت کا پانسہ پلٹ دیا، قریش کا بڑا زور ٹوٹ گیا، مکہ کے اکثر رئیس مارے گئے، اس فتح نے منافقوں کے دل بھی دھڑکا دیے، ان کو پتہ چل گیا کہ اب ترازو کا کون سا پلڑا بھاری ہورہا ہے، ادھر یہودی بھی ہوشیار ہوگئے اور ان کو یہ ڈر ہونے لگا کہ اب جلد ہی اس نئی طاقت کا سر کچل نہ دیا گیا تو ان کا کہیں ٹھکانا نہیں۔

بدر کا انتقام

اب قریش کو اپنے ستر مقتولوں کے خون کے بدلہ کا خیال ہوا، بدر میں جو مارے گئے تھے ان کا ماتم ہورہا تھا، مرثیے پڑھے جارہے تھے، سازشیں کی جاتی تھیں کہ مسلمانوں سے اس کا بدلہ کیوں کر لیا جائے، ابوسفیان نے جو اب مکہ کا رئیس تھا،

قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ مسلمانوں سے بدلہ نہ لے گا دنیا کا لطف نہیں اٹھائے گا، بدر کے تین مہینوں کے بعد اس نے اپنی قسم اس طرح پوری کی کہ دو سو سواروں کو لے کر مدینہ کے آس پاس گیا اور یہودی سرداروں سے بات چیت کی، یہود نے اس کو مدینہ پر حملہ کے بھید بتائے، صبح کو واپس ہوتے ہوئے ایک مسلمان کو قتل کیا اور مسلمانوں کے چند مکانوں اور گھاس کے ڈھیر میں آگ لگادی، مسلمانوں کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے مگر وہ نکل چکا تھا، اس واقعہ کو غزوہ سویق یعنی ستو والی لڑائی کہتے ہیں، کیوں کہ ابوسفیان کے ساتھیوں کا توشہ اس سفر میں سویق یعنی ستو تھا جس کو گھبراہٹ میں وہ پھینکتے گئے تھے۔

(۶) درس حدیث

احسان شناسی

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص انسانوں کا شکر نہیں ادا کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

زندگی میں کئی بار انسان کو کسی سہارے، مدد و اعانت اور ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے، ضرورت پڑنے پر کبھی ہماری پریشانی ہمارے رشتے دار دور کرتے ہیں، کبھی دوست احباب میں سے کوئی کرتا ہے اور کبھی کوئی نا آشنا انسان بھی ہماری مصیبت اور پریشانی دور کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، ایسے موقعوں پر شریعتِ مطہرہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم احسان شناسی کا ثبوت دیں۔

محسن کے احسان کا شکر ادا کرنا اور احسان کا بدلہ احسان کے ذریعے دینا مسلمانوں کا وصف ہونا چاہیے، خصوصاً ہمیں اپنے اساتذہ اور ہماری پرورش و پرداخت میں حصہ لینے والوں کی بھی قدر کرنی چاہیے اور ان کے احسانات کا اعتراف کرنا چاہیے، اسی طرح زندگی کے کسی بھی موڑ پر کسی بھی شخص کے ذریعے ہمیں کسی قسم کی مدد یا ہمدردی حاصل ہو تو ہمیں وہ یاد رکھنا چاہیے، اس لیے کہ اسلام نے احسان کرنے والے کا شکر ادا کرنے اور اس کے احسان کا اس کے مثل یا بہتر بدلہ دینے کی ترغیب دی ہے، انسان پر نعمت کا شکر ادا کرنا اور اپنی وسعت کے بقدر احسان کرنے والے کو بدلہ دینا ضروری ہے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو کم از کم اس کے احسان کو یاد رکھے اور شکریے کے ذریعے اسے بدلہ دے یا کم از کم اس کے لیے دعائیں کرے اور کہے کہ "جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْراً" (اللہ آپ کو بہتر بدلہ عنایت فرمائے)۔

(۷) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ: أَفْضَلُ الذِّكْرِ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) ہے اور سب سے افضل دعا الحمد للہ (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں) ہے۔(ترمذی)

(۸) عملی سنت

رات کو سوتے وقت تین تسبیح پڑھنا

عن عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حِيْنَ طَلَبَتْ مِنْهُ فَاطِمَةُ خَادِماً: أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهٰذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ. (بخاری)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے خادم طلب کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو خادم سے بہتر چیز نہ بتاؤں، جب تم اپنے بستر پر سونے لگو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو، یہ تمھارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

بیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۂ انشقاق (۳)

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ:	اب میں شام کو ظاہر ہونے والی سرخی کی قسم کھاتا ہوں
وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ:	اور رات کی اور وہ جن چیزوں کو سمیٹ لیتی ہے۔
وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ:	اور چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے
لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَن طَبَقٍ:	یقیناً تمھیں ایک کے بعد دوسری حالت سے گزرنا ہے
فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ :	تو انھیں کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے
وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ :	اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدے میں پڑ نہیں جاتے
بَلِ الَّذِينَ كَفَرُواْ يُكَذِّبُونَ:	بلکہ جنھوں نے انکار کیا وہ جھٹلانے میں لگے ہیں
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ:	اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ جمع کر کر کے رکھ رہے ہیں
فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ:	بس آپ ان کو اذیت ناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ:	ہاں جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے
لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ :	ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔

(۲) عقائد

کائنات کا حسن نظم بھی ایک ہی خدا کا ثبوت دے رہا ہے

کائنات کا یہ پورا نظام کس قدر منصوبہ بند اور منظم ہے اگر کوئی مشرک یا کافر تھوڑی دیر ہی اس پر سنجیدگی سے غور کرے تو وہ اپنے شرک وکفر سے اسی وقت توبہ کر کے اللہ کے ایک ہونے کا اقرار کرلے، قرآن میں اللہ انسانوں سے سوال کرتا ہے کہ اے لوگو! تمھارے اوپر نظر آنے والے اس وسیع آسمان کو بغیر ستونوں کے کس نے بنایا، کیا تم اتنے بڑے آسمان میں

کہیں کوئی کمی یا نقص دیکھ رہے ہو، ایک بار نہیں بار بار دیکھو، تم دیکھ کر تھک جاؤ گے لیکن اس میں کوئی عیب تم نکال نہیں پاؤ گے تم پر اس کو گرنے سے کون روکے ہوئے ہے سوائے اللہ کے یہ کس کے بس میں ہے!

آسمان ہم سے کتنی دور ہے اور کس قدر اونچائی پر ہے اور کتنا بڑا ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انسان نے دوربینوں کے ذریعے سورج سے دور ایسے سیاروں کی موجودگی کا پتہ لگایا ہے جس کی روشنی کو زمین تک پہنچنے کے لیے فی سکینڈ تین لاکھ کلومیٹر کی مسافت طے کرنے کے باوجود ایک کروڑ پچاس سال لگتے ہیں لیکن اتنی دور کی مسافت معلوم کرنے کے باوجود اس کے لیے اس نظر آنے والے آسمان کی دوری کا پتہ لگانا اب تک ممکن نہیں ہوا ہے۔

اس آسمان کے نیچے جتنے ستارے وسیارے ہیں ان سب کے طواف وگردش کی جگہیں مقرر ہیں جس کو جغرافیائی اصطلاح میں مدار کہا جاتا ہے، ان سب کا قدرت کی طرف سے ایسا متوازن نظام ہے کہ صدیوں میں بھی وہ ایک انچ اپنے مقررہ دائرہ سے باہر نہیں جاتے اور نہ ایک سکینڈ کا بھی اس میں فرق ہوتا ہے ورنہ اس دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے، اسی مقررہ نظام اور ان کے متعینہ اوقات کی وجہ سے سائنس دان سالوں قبل سورج گرہن و چاند گرہن کی صحیح صحیح پیشین گوئی کرتے ہیں، اسی طرح ہر ستارہ وسیارہ کی گردش کا وقت بھی مقرر ہے، فرمان خداوندی ہے کہ كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى کہ ہر چیز مقررہ وقت کے مطابق ہی رواں دواں ہے، اس میں نہ کوئی ٹکراؤ ہے اور نہ کوئی بدنظمی۔

سورج ہی کو لیجیے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین اور دیگر سیاروں کیے لیے توانائی کا ذریعہ بنایا ہے، یہ آگ کا ایک گولہ ہے جس میں دس لاکھ ڈگری درجہ حرارت ہے جو زمین کو کئی مرتبہ پگھلانے کے لیے کافی ہے، اتنی تیزی کے ساتھ دوڑنے کے باوجود اپنی کہکشاں کے گرد صرف ایک چکر لگانے کے لیے اس کو ۲۵ کروڑ سال لگتے ہیں، اگر زمین سے اس کا موجودہ فاصلہ کم ہو جائے تو زمین والوں کے لیے گرمی نا قابل برداشت ہو جائے، اس کی دوری میں مزید اضافہ ہو جائے تو انسان کے لیے اس کی سردی و ٹھنڈک برداشت سے باہر ہو جائے، سورج کی اس نا قابل برداشت گرمی سے زمین والوں کو بچانے کے لیے قدرتِ خداوندی کی طرف سے زمین کے اوپر ہوا کا نہ دکھائی دینے والا ایک غلاف بنایا گیا ہے جس کو سائنس کی اصطلاح میں اوزون (OZONE) کہا جاتا ہے جس کے اوپر جا کر انسان کے لیے سائنس کی ہزار ہا ترقی کے باوجود فطری زندگی گزارنا ممکن نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ نیچے سے اپنے ساتھ آکسیجن لے جائے، اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دیا کہ دنیا کی اس غیر معمولی وسعت کے باوجود انسان کے لیے معمول کی زندگی گزارنے کے امکانات ہم نے صرف زمین ہی پر رکھے ہیں "وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ" نتیجہ یہ ہے کہ جتنے

ستاروں یا سیاروں کو انسان نے اب تک دریافت کیا ہے اس میں انسانی زندگی کے جملہ لوازمات کا کہیں پتہ نہیں چلا ہے، اگر کسی ستارہ یا سیارہ میں پانی ہے تو آکسیجن نہیں، اگر آکسیجن ہے تو پانی نہیں، قرآن کی روشنی میں قیامت تک وہ زمین کی خصوصیات والا کوئی بھی سیارہ یا ستارہ دریافت بھی نہیں کرسکیں گے۔

(۳) دعائیں

ہر کام کی آسانی کے لیے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ.

ترجمہ: اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر اور میری زبان سے گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھ لیں۔

(۴) فقہ

جماعت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ'' ۔نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔(البقرہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ستائیس گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے''۔

آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں جماعت کی پابندی کی، یہاں تک کہ مرض الموت میں بھی جماعت نہیں چھوڑی ،اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہمیشہ جماعت کا اہتمام کرتے تھے،صرف ایسا منافق جماعت میں شامل نہیں ہوتا تھا جس کا نفاق مشہور تھا، معذور شخص بھی دو آدمیوں کے سہارے جماعت میں شامل ہوتا تھا۔

جماعت کے احکام ومسائل

☆ پانچ وقت کی فرض نمازوں میں مردوں کے لیے جماعت سنت مؤکدہ ہے۔

☆ جمعہ اور عیدین کی نماز کے لیے جماعت شرط ہے،اس کے بغیر یہ نمازیں ادا نہیں ہوتیں۔

☆ رمضان میں وتر کی نماز کے لیے بھی جماعت مستحب ہے۔

☆ اگر عورت اور بچہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو ان کی نماز ادا ہو جائے گی لیکن ان کے لیے جماعت سنت نہیں ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

حضرت فاطمہ زہرہؓ کا نکاح

آنحضرت ﷺ کی اولاد میں حضرت فاطمہؓ سب سے چہیتی اور صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی تھیں، اب وہ جوان ہو چکی تھیں، اٹھارہ سال کی عمر تھی، شادی کے پیغام آنے لگے تھے، حضرت علیؓ نے اپنی درخواست پیش کی تو وہ گویا پیش ہونے سے پہلے منظور ہو چکی تھی، حضرت بی بی فاطمہؓ سے دریافت کیا تو وہ چپ رہیں، یہ گویا رضامندی کا اظہار تھا، پھر حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ تمھارے پاس مہر ادا کرنے کو کیا ہے؟ بولے کچھ نہیں، فرمایا: وہ زرہ کیا ہوئی جو بدر میں ہاتھ آئی تھی، عرض کی وہ تو موجود ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بس ہے، اور وہ صرف سوا سو روپیہ کی تھی، زِرہ کے علاوہ بدر کے اس بہادر کی جو ملکیت تھی وہ یہ تھی کہ بھیڑ کی ایک کھال اور ایک پرانی یمنی چادر، یہی وہ سرمایہ تھا جو دولہا نے دلہن کی نذر کیا، ایک صحابیؓ نے اپنا ایک خالی مکان دولہا دلہن کے رہنے کو پیش کیا جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔

والد بزرگوار نے اپنی چہیتی بیٹی کو جو جہیز دیا وہ ایک چارپائی، چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے، ایک مشک، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے تھے، دولہا، دلہن جب نئے گھر میں چلے گئے تو حضور ﷺ دیکھنے تشریف لے گئے، پہلے دروازہ پر کھڑے ہو کر اجازت مانگی پھر اندر گئے، ایک برتن میں پانی منگوایا، دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور ہاتھ نکال کر دونوں پر وہ پانی چھڑکا اور بیٹی سے فرمایا: بیٹی! میں نے تمھارا نکاح خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کیا ہے۔

روزہ کی فرضیت اور عید

نماز کے بعد اس سال روزہ کی دوسری عبادت فرض ہوئی اور اس کے لیے رمضان کا مہینہ چنا گیا، کیوں کہ یہ وہی پاک مہینہ تھا جس کی ایک رات میں خدا کا پیغام حضرت محمد ﷺ پر حرا کے غار میں اترا تھا۔

ہر شریعت نے اپنے لیے تہوار کا کوئی دن اپنی خوشی اور مسرّت کے لیے مقرر کیا ہے، اسلام نے اس کے لیے رمضان کے روزے کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو عید کا دن مقرر کیا، اس میں عید کی دو رکعت نماز پڑھنے کو بتایا تاکہ خدا کے سامنے سب کھڑے ہو کر قرآن کی نعمت اور اسلام کی دولت ملنے پر خدا کا شکر ادا کریں، اس خوشی کے دن کوئی بھائی بھوکا نہ رہے اس لیے یہ انتظام کیا گیا کہ ہر قدرت والے پر فطرہ کا صدقہ واجب کیا گیا، یہ پہلا موقع تھا کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ساتھ لے کر ایک میدان میں عید کی نماز ادا کی، نماز کے بعد خطبہ دیا۔

(٦) درس حدیث

شراب کے نقصانات

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شراب نہ پینا، کیوں کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے (ابن ماجہ)

آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہر نشہ والی چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔

قرآن کریم میں شراب نوشی کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ شیطان اس شراب ہی کے ذریعے دشمنیاں اور عداوت کو پیدا کرتا ہے اور اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ شراب کے ساتھ ہر وہ چیز اور مشروب بھی حرام ہے جو نشہ لانے والا ہے، نشہ آور چیز چاہے کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ پیدا کرے تو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

(٧) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ: مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کلمہ شھادت لَا إِلٰهَ إِلَّا الله جنت کی کنجیاں ہیں۔

(٨) عملی سنت

اذان کے بعد دعا پڑھنا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اذان کے بعد اس دعا کو پڑھے اس کے لیے قیامت کے دن میری سفارش (شفاعت) واجب ہو جاتی ہے۔ (سنن نسائی)

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَا، الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ، اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

ترجمہ: اے اللہ اس پوری پکار کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اسی طرح اذان کا جواب دینا اور دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا بھی سنت ہے۔

اکیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التطفیف (۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ:	ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے تباہی ہے
الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ:	جو لوگوں سے جب ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں
وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ:	اور جب ناپ کر یا تول کر ان کو دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں
اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ:	کیا ایسوں کو یہ خیال نہیں کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے والے ہیں
لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ:	ایک بڑے دن کے لیے
يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ:	جب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے

(۲) عقائد

سمندر کی وسعت میں اللہ کی قدرت

بے پناہ وسعتوں اور گہرائیوں والے سمندروں پر بھی انسان اگر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کو سمجھنے کے لیے یہ سمندری نظام ہی کافی ہے مثلاً اس میں موجود پانی ہی کو لیجیے، پانی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ کہیں بھی رہتا ہے تو اس میں سڑاند اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے لیکن ان سمندروں میں اللہ تعالیٰ نے لہروں اور مدوجزر کا ایسا نظام قائم کردیا کہ آج تک سمندر کا پانی بدبودار نہیں ہوا، حالانکہ ایک اندازہ کے مطابق اس میں اتنا پانی ہے کہ اگر اس کو دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو اس کے لیے ۳۲ کروڑ ۷۳ لاکھ ۲۲ ہزار مکعب میل ایسی جگہ کی ضرورت ہے جس کی اونچائی، لمبائی اور چوڑائی ڈیڑھ کلومیٹر سے زیادہ ہو، یہ پورا پانی اتنا نمکین ہے کہ اس میں سے اگر نمک الگ کردیا جائے تو ایسی ستر لاکھ مربع زمین ڈھکی جاسکتی ہے جس کی تہہ ہی ایک

میل موٹی ہو، اس نمکین سمندر میں اللہ کی قدرت کا یہ کرشمہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ کئی ملکوں میں بیچ سمندر میں ایک جزیرہ ہے جس کے چاروں طرف اور خود اس کے نیچے بھی نمکین پانی ہے لیکن اسی جزیرہ پر جب کنویں کی کھدائی ہوتی ہے تو اس میں میٹھا پانی نکلتا ہے جب کہ اسی سے متصل دوسرے کنویں سے نمکین پانی نکلتا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

"وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ"

اسی طرح ہمیں معلوم ہے کہ پانی کی یہ بھی خاصیت ہے کہ وہ اپنی اصلیت کے ساتھ کسی دوسرے کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا، یا تو غالب ہوتا ہے یا پھر مغلوب، اگر وہ کم مقدار میں ہے تو وہ جس میں مل جاتا ہے تو وہی شکل ورنگ اختیار کرتا ہے، اگر زیادہ ہے تو خود غالب آتا ہے اور اس کو بھی اپنا رنگ اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے مثلاً زیادہ پانی میں تھوڑا سا شربت یا شوربہ ملا دیا جائے تو شربت یا شوربہ اس پانی میں مل کر اپنی اصلیت کھو دیتے ہیں اور وہ بھی پانی ہی ہو جاتے ہیں، نہ اس کا رنگ باقی رہتا ہے نہ مزہ، اسی طرح اگر زیادہ شوربہ یا شربت میں تھوڑا پانی ملا دیا جائے تو پانی بھی شوربہ یا شربت ہو جاتا ہے، اسی طرح میٹھے اور نمکین پانی وغیرہ کا حال ہے، مطلب یہ ہوا کہ دو رنگ یا مزہ کے پانی یا پانی والی چیزیں الگ الگ مزہ یا رنگت کے ساتھ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، لیکن دنیا کے سمندروں میں متعدد ایسی جگہیں پائی گئی ہیں اور خود انسان نے بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ دو رنگ کے پانی ایک ساتھ بہہ رہے ہیں اور دونوں اپنی واضح اور الگ الگ رنگت کے ساتھ ہی آگے بڑھ رہے ہیں، ہندوستان میں خود اتر پردیش کے شہر الہ آباد کے گنگا جمنا سرسوتی ندیوں کے سنگم میں بھی یہ نظارہ دیکھا جا سکتا ہے، خلیج عرب کے ملک بحرین سے متصل سمندر اور خود خلیج بنگال و خلیج فارس میں بھی ایسی جگہیں دریافت ہوئی ہیں، آخر وہ کیا چیز یا رکاوٹ ہے جو ان دونوں الگ الگ رنگ اور مزہ کے پانی کو ایک ساتھ اپنی اصلی حالت میں باقی رکھے ہوئے ہے، سائنس کی موجودہ ترقی بھی اس راز کو پانے سے عاجز ہے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود اس حقیقت سے پردہ ہٹا کر کہتا ہے کہ ہم نے ہی ان دونوں جدا جدا سمندروں کو ملا کر رکھا ہے اور ان کے درمیان ایک نظر نہ آنے والی رکاوٹ کھڑی کر دی ہے جو انھیں باہم ملنے سے روکے ہوئے ہے:

"مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ"

گرمیوں میں سمندر کا یہی کھارا پانی جب بھاپ بن کر اوپر اٹھتا ہے اور بادل کی شکل اختیار کرتا ہے تو خود بخود میٹھے پانی میں تبدیل ہو کر بارش کی شکل میں برستا ہے، نیچے سے اوپر جانے تک اس کے کھارے پن کو آخر کس نے ختم کیا، کیا یہ سوائے اللہ کے کسی کے بس میں ہے؟

(۳) دعائیں

صحت و عافیت کے لیے جامع دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ، لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ

ترجمہ: اے اللہ: میرے جسم کو عافیت نصیب فرما، اے اللہ میرے کانوں کو عافیت نصیب فرما اور میری نگاہوں کو عافیت نصیب فرما، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۴) فقہ

مسافر کی نماز

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ

ترجمہ: جب تم سفر کرو تو تم کو نماز میں قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (النساء)

قصر کے معنی ہیں چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا۔

نماز میں قصر واجب ہونے کے لیے کم سے کم سفر کی مسافت موجودہ زمانے کے اعتبار سے تقریباً ۸۲ کلو میٹر ہے اگر کوئی شخص کا سفر تیز ٹرین یا ہوائی جہاز سے ایک گھنٹے میں طے کرے تو بھی اس پر قصر واجب ہے۔

مسافر کے لیے نماز قصر کرنا واجب ہے، مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں قصر کرے گا، ان اوقات میں چار رکعتوں کے بدلے دو رکعت پڑھے گا فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔

قصر کی ابتدا

سفر کی نیت سے گاؤں اور اس کی آبادی یا شہر یا اس کے مضافات سے نکلنے کے بعد ہی قصر کرسکتا ہے۔

اگر مسافر چار رکعت پوری کرے اور دو رکعت کے بعد بیٹھ جائے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور آخری دو رکعتیں نفل شمار ہوں گی، لیکن اس طرح کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اس صورت میں سلام اپنے وقت پر نہیں ہوگا، اگر مسافر چار رکعت پوری کرے اور دو رکعت کے بعد تشہد کے بقدر نہ بیٹھے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی کیوں کہ قصر واجب ہے۔

قصر کی مدت

مسافر اپنے شہر واپس آنے تک قصر کرتا رہے گا۔

اگر مسافر کہیں پر پندرہ دن یا اس سے زائد مدت رہنے کی نیت کرے تو قصر نہیں کر سکتا۔

اگر پندرہ دن سے کم کہیں رہنے کی نیت کرے تو قصر کرتا رہے گا۔

مسافر کے لیے مقیم کی اقتدا کرنا جائز ہے، اس صورت میں مسافر امام کی متابعت میں چار رکعت مکمل کرے گا، مقیم کے لیے بھی مسافر کی اقتدا جائز ہے، اگر مقیم مسافر کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہوں تو امام کے سلام کے بعد اپنی نماز مکمل کریں گے۔

اگر سفر میں چار رکعت والی نماز قضا ہو جائے تو دو رکعت ہی قضا کرے گا، چاہے سفر میں قضا کرے یا اقامت کے بعد، اگر حالت اقامت میں چار رکعت والی نماز قضا ہو جائے تو چار رکعت ہی قضا کرے گا، چاہے سفر میں ہو یا اقامت کی حالت میں۔

اگر کوئی اپنا وطن اصلی چھوڑ کر کسی دوسرے شہر منتقل ہو جائے اور اس کو وطن بنائے، پھر کچھ کام کے لیے اپنے پہلے وطن واپس آئے تو قصر کرے گا کیوں کہ اب یہ اس کا وطن نہیں رہا۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

اُحُد کی لڑائی

مکہ میں بدر کا بدلہ لینے کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی، ابوسفیان نے اس جوش سے فائدہ اٹھایا، عربوں کو بھڑکانے اور جوش دلانے کا سب سے کام کا ہتھیار شاعری تھی، قریش کے دو شاعروں نے اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا، ان میں سے ایک وہی تھا جو بدر میں قید ہو چکا تھا مگر رحمت عالم ﷺ کے حلم و کرم سے رہا ہو گیا تھا، ان دونوں نے قریش کے قبیلوں میں جا جا کر اپنے بیان کی گرمی سے آگ لگا دی، قریش کے شریف گھرانوں کی عورتوں نے بھی سپاہیوں کے دل بڑھانے کا کام کیا۔

مکہ میں یہ تیاریاں ہو رہی تھیں مگر ابھی تک مدینہ میں اس کی خبر نہ تھی، حضرت ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے

جو اسلام لا چکے تھے، ایک تیز چلنے والا آدمی بھیج کر مدینہ میں خبر کی، اتنے میں خبریں ملیں کہ قریش کی فوج دھادا بول کر مدینہ کے قریب پہنچ چکی ہے، آپ ﷺ نے کچھ مسلمانوں کو پہرہ کے کام اور دشمنوں کی دیکھ بھال پر مقرر کیا، صبح ہوئی تو مشورہ طلب کیا، نوجوان مسلمانوں نے جو جوش میں بھرے ہوئے تھے اس پر اصرار کیا کہ شہر سے نکل کر میدان میں مقابلہ کیا جائے، اس قرارداد کے بعد آنحضرت ﷺ گھر تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر تشریف لائے اور دوسرے مسلمانوں نے بھی تیاری شروع کردی۔

آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز پڑھ کر ایک ہزار مسلمانوں کو ساتھ لے کر باہر نکلے، ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول کے بھی تین سو آدمی تھے لیکن یہ کہہ کر وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر واپس چلا گیا کہ محمد ﷺ نے میری رائے نہ مانی، اب صرف سات سو مسلمان رہ گئے جن میں صرف سو آدمیوں کے پاس زرہیں تھیں۔

اس لڑائی میں شرکت کی اجازت پانے کے لیے بعض کم سن نوجوان مسلمانوں نے عجیب وغریب جوش دکھایا، رافع بن خدیج سے جب یہ کہا گیا کہ تم عمر میں چھوٹے ہو تو وہ پیروں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے، مسلمانوں نے احد پہاڑ کو پیٹھ کے پیچھے رکھ کر اپنی صف درست کی، پہاڑ میں ایک گھاٹی تھی، جدھر سے ڈر تھا کہ دشمن پیچھے سے آکر حملہ نہ کریں، اس لیے پچاس اچھے تیر چلانے والوں کا ایک دستہ اس کی حفاظت کے لیے مقرر کیا اور سمجھا دیا کہ لڑائی میں ہماری جیت بھی ہو رہی ہو تو بھی وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔

لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ قریش کی شریف بیویاں دَف پر فخر کے شعر اور بدر کے مقتولوں کا درد بھرا مرثیہ پڑھتی ہوئی آگے بڑھیں، پھر قریش کے لشکر کے علم بردار طلحہ نے صف سے نکل کر پکارا، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا اور بڑھ کر تلوار ماری اور طلحہ کی لاش زمین پر تھی، اس کے بعد اس کے بیٹے نے جرأت کی اور آخر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار نے اس کا بھی خاتمہ کردیا، اب عام جنگ شروع ہوگئی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابودجانہ رضی اللہ عنہ انصاری فوجوں کے دل میں گھس گئے اور دشمنوں کی صفیں کی صفیں الٹ دیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھوں میں تلوار لیے لاشوں پر لاشیں گراتے جا رہے تھے، جبیر کا حبشی غلام وحشی جس سے ہند نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کردے تو آزاد کردیا جائے گا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے ہی اس کی زد میں آئے اس نے حبشیوں کے ایک خاص انداز سے جس میں ان کو پوری مہارت ہوتی تھی ایک چھوٹا سا نیزہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہوگیا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر پلٹ کر حملہ کرنا چاہا مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کرگئی۔

مصعب بن عمیرؓ جو مسلمانوں کے علمبردار اور صورت میں آنحضرت ﷺ سے ملتے جلتے تھے، وہ ایک کافر کے ہاتھ سے شہید ہوگئے، اس پر کافروں نے غل مچادیا کہ محمد (ﷺ) نے شہادت پائی، اس آواز سے مسلمانوں کے رہے سہے ہوش بھی اُڑ گئے، ان کی صفیں بے ترتیب ہوگئیں، کافروں کا سارا زور ادھر تھا جدھر حضور ﷺ تھے، صفوں کی بے ترتیبی سے آپ ﷺ تک پہنچنے کے لیے دشمنوں کا راستہ بالکل صاف تھا، صرف گیارہ جاں نثار صحابہ پروانوں کی طرح شمع نبوت کے اردگرد تھے۔

اس کے بعد چند ثابت قدم صحابیوں کے ساتھ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے، ابوسفیان نے دیکھ لیا، فوج لے کر پہاڑی پر چڑھا، لیکن حضرت عمرؓ اور چند ہمراہیوں نے پتھر برسائے جس سے وہ آگے نہ بڑھ سکا، لیکن سامنے کی دوسری پہاڑی پر چڑھ کر اس نے ہبل دیوتا کی جے پکاری، حضرت عمرؓ نے اس کے مقابلہ میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

آپ ﷺ کی وفات کی غلط خبر مدینہ تک پھیل گئی، حضرت فاطمہ زہراؓ خدا جانے کس طرح بے تابانہ باپ کے قدموں تک پہنچ گئیں، چہرہ مبارک سے خون جاری تھا، حضرت علیؓ سپر میں پانی بھر کر لائے، حضرت فاطمہؓ زخموں کو دھوتی تھیں مگر خون نہیں تھمتا تھا، آخر چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر زخموں پر رکھ دیا جس سے خون تھم گیا۔

(۶) درس حدیث

اصلاح بین الناس

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو درجہ میں نفلی روزے، نماز اور صدقے سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ ضرور بتایئے! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانا ہے، اس لیے کہ باہمی نا چاقی اور پھوٹ دین کو ختم کرنے والی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے جو اعمال محبوب اور جو کام پسند ہیں ان میں ایک صلح صفائی ہے، چونکہ ہر انسان کا مزاج اور طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اس لیے اکٹھے رہن سہن، لین دین اور باہمی معاملات وتعلقات میں اکثر اوقات دوسرے کی خلاف طبیعت باتوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے نفرت وعداوت، قطع کلامی وقطع تعلقی، دشمنی، لڑائی جھگڑے، جنگ وجدال، خون خرابے اور قتل وغارت گری تک جا پہنچتی ہیں۔

اسلامی معاشرتی نظام کے استحکام کی اہم بنیادوں میں لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کروانا بھی ہے، یہ عمل عمر میں خیر وبرکت کا موجب، دخول جنت کا باعث، خطاؤں اور گناہوں کی مغفرت وبخشش کا سبب اور دنیوی واخروی حسنات کے حصول کاذریعہ ہے۔

حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوایوب! میں تمھیں ایسی نیکی کے بارے میں بتلاتا ہوں جواللہ اوراس کے رسول کومحبوب ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگ لڑپڑیں یاان کی محبت میں کسی وجہ سے کمی آجائے یعنی فسادمیں مبتلا ہوجائیں، توان کے درمیان صلح صفائی کراؤ۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰہ ﷺ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (مسنداحمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جوکسی قوم کی مشابہت اختیارکرے وہ انھیں میں سے شمارہوگا۔

(۸) عملی سنت

ناخن تراشنا

قَالَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الاِسْتِحْدَادُ، والاِخْتِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ ،وَنَتْفُ الإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الأَظَافِيْرِ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: پانچ چیزیں انسانی فطرت میں سے ہیں: زیرناف بال صاف کرنا، ختنہ کرنا، مونچھ کٹوانا، بغل کے بال اُکھاڑنا، ناخن تراشنا۔

بائیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التطفیف (۲)

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ:	ہرگز ہرگز یہ نہیں چاہیے تھا یقیناً گنہگاروں کا اعمال نامہ سجین میں ہوگا
وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّيْنٌ، كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ:	اور آپ کو معلوم بھی ہے کہ سجین کیا ہے، ایک دفتر ہے لکھا ہوا
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ :	اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے
الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ:	جو بدلہ کے دن کو جھٹلاتے ہیں
وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ:	اور اس کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے تجاوز کرنے والا گنہگار ہو
إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِ آيَاتُنَا:	جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں
قَالَ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ:	تو (ان کو) پہلوں کے افسانے بتاتا ہے۔

(۲) عقائد

مخلوقات کی پیدائش میں کمالِ قدرت

اللہ تعالیٰ نہ صرف ہر چیز کا تنہا خالق و مالک ہے بلکہ ہر طرح کی چیزوں کے بنانے پر اس کو کامل درجہ کی قدرت بھی حاصل ہے، اس نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم صرف فلاں فلاں چیزیں بنا سکتے ہیں اور صرف یہ یہ کام کر سکتے ہیں بلکہ اس نے مطلق کہہ دیا کہ ہم کیا چیز نہیں بنا سکتے، ہم تو ہر چیز پر قادر ہیں "إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ" اس کی پیدا کردہ چیزوں کے الوکھے پن اور مضبوطی واستحکام ہی سے اس کی قدرت کاملہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ہم صرف ماں کے پیٹ میں پلنے والے بچہ کی پیدائش ہی پر ذرا غور کریں، منی کے ایک قطرہ میں پائے جانے والے لاکھوں جراثیم وذرات میں سے صرف ایک

جرثومے یا ذرے سے کیسے وہ انسان جیسی حسین وجمیل مخلوق کو پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بار بار انسانوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اللہ کی اس قدرت پر غور کریں، گندے پانی کے قطرہ کو ماں کے محفوظ رحم میں رکھ کر کیسے اس سے پاکیزہ انسان کو وجود بخشتا ہے کس طرح اس کو پہلے جمے ہوئے خون میں لے آتا ہے، پھر اس میں ہڈیاں بناتا ہے، پھر کس طرح اس پر گوشت چڑھاتا ہے، پھر کیسے اس کے جسم کے موزوں اعضاء کی تخلیق کرتے ہوئے اس میں روح پھونک دیتا ہے، پھر نو ماہ کے بعد ماں کے پیٹ سے کیسے آسانی کے ساتھ باہر بھیج دیتا ہے، کوئی انسان منی کے حقیر قطرہ سے انسان کو پیدا نہ کرے بلکہ صرف اتنا کرے کہ اس بچہ کو جس کی ابھی چند لمحوں پہلے ماں کے پیٹ سے اس دنیا میں آمد ہوئی ہے واپس اس کے ماں کے پیٹ میں بھیج دے، کیا یہ کسی کے لیے ممکن ہے؟ طب وسائنس کی اس غیر معمولی ترقی کے باوجود انسان اس سے عاجز ہے پھر ذرا سوچیے! وہی اللہ چھ ماہ کے بعد اس میں روح ڈال کر اور نو ماہ تک اس کو ماں کے پیٹ کی ایک مخصوص تھیلی یعنی رحم مادر میں رکھ کر کیسے پروان چڑھاتا ہے اور اس میں اس کو خون کی غذا پہنچاتا ہے، تین ماہ تک جس خون کو پی کر وہ زندہ رہا، کیا اس دنیا میں آنے کے بعد اسی خون کے چند قطرے بھی پی کر وہ زندہ رہ سکتا ہے؟ کیا عقل اس بات کی کوئی تاویل کر سکتی ہے کہ ماں کے پیٹ میں یہ جاندار بچہ چھ سے نو ماہ کے وقفہ میں مسلسل تین ماہ کیسے زندہ رہا جب کہ اس کے لیے اس میں سانس لینے کے تمام دروازے پوری طرح بند تھے، ماں کے پیٹ اور اس میں بھی ایک چھوٹے سے تھیلے میں موجود پانی میں تیرتے ہوئے وہ کیسے اتنی مدت تک زندہ رہا، کیا اس دنیا میں آنے کے بعد چند منٹ بھی ہواؤں کے تمام دروازے بند کر کے اس کو کہیں رکھا جائے یا اس کو کسی بالٹی بھر پانی میں ڈال دیا جائے تو کیا وہ زندہ رہ سکتا ہے؟ اس سے اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قدرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۳) دعائیں

بخشش ومغفرت کی دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ.

ترجمہ: اے ہمارے رب: مجھے اور میرے والدین اور سب مومنوں کو بخش دے اس دن جس دن حساب ہوگا۔

(۴) فقہ

مریض کی نماز

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا" اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کی طاقت بھر ہی مکلف کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھو۔

نماز اہم ترین عبادت ہے، اس لیے جب تک انسان کے ہوش وحواس بحال ہیں کسی بھی حالت میں معاف نہیں البتہ بیماری یا سفر کی حالت میں نماز میں رخصت ہے لیکن بیماری کی حالت میں بھی نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر بیمار نماز کے ارکان مکمل طور پر ادا نہ کر سکتا ہو تو جتنا کر سکتا ہو کرے۔

کسی بیمار کو سخت تکلیف یا درد کی وجہ سے کھڑا ہونا دشوار ہو یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں کوئی بیماری لاحق ہونے یا بیماری کے بڑھنے یا تاخیر سے شفایاب ہونے کا خطرہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے، اگر رکوع اور سجدہ کرنے سے عاجز ہو تو اشاروں سے رکوع اور سجدے کرے، اشاروں سے رکوع اور سجدہ کرنے والا سجدہ کے لیے رکوع کے مقابلہ میں زیادہ جھکے اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

قضا نمازوں کی ادائیگی

نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنا واجب ہے۔

کسی عذر کے بغیر نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر کوئی کسی عذر کی بنا پر نماز کو وقت سے مؤخر کرے تو عذر کے ختم ہوتے ہی اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

خندق کی لڑائی

بنو نضیر مدینہ سے نکلنے کو تو نکل گئے، مگر خیبر پہنچ کر انھوں نے اپنی سازشوں کا جال سارے ملک عرب میں پھیلا دیا، ان کے رئیسوں نے مکہ جا کر قریش کو تیار کیا، قبیلہ غطفان کو خیبر کی آدھی پیداوار کا لالچ دلا کر اپنے ساتھ ملایا، بنی اسد ان کے

حلیف تھے، وہ بھی اُٹھے، غرض سب کو ملا کر دس ہزار کی بھاری فوج مدینہ کی سمت روانہ ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کو جب اس کا پتہ چلا تو مسلمانوں سے مشورہ کیا، مسلمانوں کو اُحد کی لڑائی کا تجربہ ہو چکا تھا، حضرت سلمان فارسیؓ چونکہ ایران کے تھے، اس لیے ایران کے جنگی طریقوں سے کچھ واقف تھے، انھوں نے رائے دی کہ شہر کے تین رُخ تو مکانوں اور باغات سے گھرے ہوئے ہیں، صرف ایک کھلا ہوا رخ ہے، ادھر خندق (گڑھا) کھود لی جائے تا کہ دشمن اس سمت سے شہر میں گھسنے نہ پائیں، یہ رائے سب نے مان لی، آنحضرت ﷺ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ باہر نکلے اور خندق کھودنے کی تیاری شروع کر دی، تین ہزار بابرکت ہاتھوں نے بیس دن میں یہ کام پورا کیا اور اس طرح پورا کیا کہ خود اللہ کے رسول ﷺ بھی ان میں ایک عام مزدور کی طرح کام کر رہے تھے، کئی کئی دن فاقے سے گزر رہے تھے، اس پر بھی اسلام کے شیدائیوں کا جوش ٹھنڈا نہیں ہوتا تھا، ہاتھوں سے مٹی کھودتے اور پیٹھوں پر اس کو لاد لاد کر پھینکتے تھے اور آواز میں آواز ملا کر یہ شعر گاتے تھے۔ " ہم ہیں جنھوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ اس عہد پر بیعت کی ہے کہ جب تک جان میں جان ہیں ہم خدا کی راہ میں لڑتے جائیں گے "۔

دشمن اب قریب آ گیا تھا، اس کے قریب آنے کی خبریں سن سن کر بزدل منافقوں کے ہوش اُڑے جا رہے تھے، جھوٹے بہانے کر کر کے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

یہود بنو قریظہ اب تک کھل کر سامنے نہیں آئے تھے، بنی نضیر کا یہودی سردار حیی بن اخطب جواب خیبر جا بسا تھا دشمنو ں کی فوج کے ساتھ آیا تھا، اس نے بنو قریظہ کے سردار کو جو مسلمانوں سے معاہدہ توڑنے پر اس لیے آمادہ نہیں ہو رہا تھا کہ یہ باہر کے لوگ تو چلے جائیں گے، پھر مسلمانوں کو اکیلے ہمیں سے نپٹنا پڑے گا، یہ کہہ کر ملا لیا کہ میں اس وقت محمد (ﷺ) کے خلاف سارے عرب کو اٹھا کر لایا ہوں، ان کی طاقت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کا موقع پھر اس سے بہتر ہاتھ نہیں آئے گا، اس دلیل سے لاچار ہو کر وہ بھی دشمنوں سے مل گیا اور حیی نے اس کو یقین دلایا کہ اگر قریش تم کو بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے جائیں گے تو ہم تمھارا ساتھ دیں گے۔

کفار بیس دن تک مدینہ کے گرد گھیرا ڈالے پڑے رہے اور شہر پر حملہ کرنے کی کوئی راہ نہیں پاتے تھے، ایک جگہ خندق کی چوڑائی کم تھی، ایک دن انھوں نے بڑی تیاری کر کے اسی رُخ سے حملہ کرنا چاہا، عمرو بن وُدّ جو قریش کا سب سے بڑا بہادر تھا، گھوڑا اچھلا تک کر اُس پار آ گیا، اِدھر سے حضرت علی کا ہاتھ بڑھا اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا، حضرت علیؓ نے اللہ

اکبر کا نعرہ مارا اور فتح کا اعلان ہوگیا، حملہ کا یہ دن بڑا سخت گزرا، دشمن ہر طرف سے تیر اور پتھر برسا رہے تھے، مسلمان عورتیں جس قلعہ میں محفوظ تھیں وہ بنوقریظہ کے پاس تھا، بنوقریظہ نے یہ دیکھ کر مسلمان تو اُدھر پھنسے ہیں اِدھر اس خالی قلعہ پر قبضہ کرلیا جائے، ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک پر پہنچ چکا تھا کہ حضرت زبیرؓ کی ماں صفیہؓ نے جو آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کردیا اور اس کا سر کاٹ کر میدان میں پھینک دیا، یہ دیکھ کر بنی قریظہ سمجھے کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج ہے اس لیے اُدھر ہمت نہ کی۔

محاصرہ جتنا طول پکڑتا جاتا تھا، دشمنوں کا میل ملاپ آپس میں کم ہوتا جاتا تھا، غطفان کا قبیلہ مدینہ کی کچھ پیداوار سالانہ لے کر لوٹنے پر آمادہ تھا، اس کے ایک رئیس نے جو در پردہ مسلمان ہوچکے تھے، مگر ان کا مسلمان ہونا ابھی سب کو معلوم نہ تھا، قریش اور یہود سے جاکر الگ الگ ایسی باتیں کیں جس سے دونوں میں پھوٹ پڑگئی، خدا کا کرنا کہ انھی دنوں میں ایک رات کو ایسی تیز آندھی چلی کہ دشمنوں کے خیموں کی رسّیاں اُکھڑ گئیں، کھانے کی ہانڈیاں چولھوں پر الٹ الٹ جاتی تھیں سردی میں ہوا کی اس تیز باڑھ نے بھی کفار کے دل کپکپادیئے، ان سب باتوں نے مل جل کر ساتھی فوجوں کے پاؤں اکھاڑ دیے، بنی قریظہ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے گئے، یہ دیکھ کر قریش بھی ناچار محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے اور مدینہ کا کنارہ بیس بائیس دن تک غبار میں اَٹ کر پھر صاف ہوگیا، اس غزوۂ خندق کو غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔

(٦) درس حدیث

عیوب کی پردہ پوشی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی دوسرے کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب اور گناہوں کو چھپالیں گے اور جو شخص لوگوں کی پردہ دری کرتا ہے (لوگوں کے عیوب کو ظاہر کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے ذلیل اور رسوا کردیتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مومن بھائی کے عیوب کو دیکھ کر چھپالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بدلے میں جنت عطا فرمائیں گے۔

مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والا عمل ہے کیوں کہ یہ قیامت والے دن تمام مخلوقات

کے سامنے ذلت ورسوائی سے بچنے کا سبب بنے گا، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ جس طرح اپنے لیے عزت چاہتا ہے اسی طرح دوسروں کے لیے بھی چاہے اور جس طرح اپنے لیے یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کی عزت خراب کرے اسی طرح دوسرے کے لیے بھی یہی چاہے۔

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: شَرُّ مَافِي الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ (ابوداود)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی پائی جانے والی سب سے بُری چیز حد درجہ کنجوسی اور سخت بزدلی ہے۔

(۸) عملی سنت

گھر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا اور سلام کرنا

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ، وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ (ابوداود)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے اور اپنے گھر والوں کو سلام کرے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ، وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا.

ترجمہ: اے اللہ: میں تجھ سے مانگتا ہوں گھر میں داخل ہونے اور اور گھر سے نکلنے کی بھلائی، ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوتے ہیں اور اللہ کا نام لے کر باہر نکلتے ہیں اور ہمارے پروردگار اللہ پر ہم بھروسہ کرتے ہیں۔

تیئیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التطفیف (۳)

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ:	ہرگز نہیں، بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے
مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ:	ان کے کرتوتوں کی بنا پر
كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ:	خبردار! یقیناً ایسے لوگ اپنے رب سے
يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ:	اس دن روک دیے جائیں گے
ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ :	پھر ان کو ضرور جہنم رسید ہونا ہے
ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ:	پھر کہا جائے گا کہ یہی وہ چیز ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

(۲) عقائد

انسان کی تخلیق کے مراحل

منی کے نطفہ سے خون، خون سے ہڈی، ہڈی سے گوشت اور پھر مکمل جسم اور پھر روح کے اس میں داخل ہونے کی تفصیلات اللہ پر ایمان نہ رکھنے والوں کو آج اس صدی میں معلوم ہوئیں جب کہ مسلمانوں کو اس کا علم آج سے چودہ سو سال قبل ہی قرآن کے ذریعے ہو چکا تھا، کیا بغیر دیکھے اس کو صحیح صحیح بیان کرنا کسی کے بس میں تھا، سوائے اللہ تعالٰی کے اس کو کون بیان کرسکتا ہے جو خود ان کا بنانے والا بھی ہے، قرآن میں چودہ سو سال قبل ان تفصیلات کے مذکور ہونے پر متعدد غیر مسلم ڈاکٹر اور سائنس دان حیرت میں پڑ گئے اور وہ اسلام میں داخل ہوگئے، اسی طرح اس نے انسان کو اپنی تمام مخلوقات میں سب سے حسین شکل میں پیدا کیا، کسی انسان کے بس میں اس طرح پیدا کرنا تو دور، انسان میں جب اللہ نے کوئی عیب رکھا تو وہ اس کو بھی دور نہ کرسکا، مثلاً کسی کو بینائی وروشنی کے بغیر اندھا پیدا کیا تو دنیا کی پوری طاقت اپنی پوری دولت خرچ کرنے کے بعد بھی اس کو آنکھ کی روشنی سے مالا مال نہ کرسکی، گونگا پیدا ہوا تو بولنے کی طاقت نہ دے سکی، اللہ نے اپنے متعلق فرمایا کہ ہم ان

انسانوں کو نہ صرف پیدا کرنے والے ہیں بلکہ ان کو اچھی اور حسین شکل بھی ہم ہی دینے والے ہیں۔

ایک ہی طرح کے منی کے قطرہ سے خالق کائنات نے اب تک اربوں انسانوں کو پیدا کیا اور ہر ایک کی شکل ایک دوسرے سے جدا رکھی، کوئی نہ کوئی ظاہری جسمانی فرق ہر انسان میں ضرور رکھا حالانکہ اس میں ایک ہی ماں کے پیٹ سے ایک ساتھ دنیا میں آنے والے ایک ہی باپ کے نطفہ سے پیدا ہونے والے جڑواں بھائی بھی تھے، کیا ایک ہی جگہ ایک ہی موسم میں ایک ہی درخت میں ایک ہی وقت ایک ہی دانہ اور بیج سے اگنے والا یا درختوں پر لگنے والا پھل رنگ ومزہ اور حجم میں الگ نہیں ہوتا، کیا یہ انسان کے بس میں ہے کہ وہ ایک ہی کارخانہ میں ایک ہی مشین سے ایک ہی مواد سے ایک ہی وقت الگ الگ طرز کی چیز بنائے، کیا انسانوں نے اونٹ جیسے لمبے اور ہاتھی جیسے موٹے ان کے بچوں کو چھوٹی جگہ سے باہر آتے نہیں دیکھا۔

کیا ہم روزانہ چھوٹے کیڑے مکوڑوں کو نہیں دیکھتے جورائی کے ایک دانہ میں بھی درجنوں کی تعداد میں سما سکتے ہیں لیکن جب خوردبین سے ان کا مشاہدہ کیا گیا تو اس میں ان کے کان بھی نظر آئے اور آنکھ بھی، منہ بھی اور ناک بھی، ہاتھ بھی اور پیر بھی، پیٹ بھی اور پیٹھ بھی، اس میں ان کے جگر بھی تھے اور گردے بھی، دل بھی اور دماغ بھی، پھیپڑے بھی اور انتیں بھی، سوائے اللہ کے اور کون ہے جو ان بے زبان مخلوقات میں بھی اپنی اعلیٰ درجہ کی حیرت انگیز کاریگری کا ثبوت دے رہا ہے، انسان نے اپنے جیسا روبوٹ بنایا اور اس سے اس نے انسانوں کے کام لیے لیکن کیا اس میں وہ روح داخل کر سکا اور کیا اس کو عقل و دماغ کی نعمت سے نواز سکا، جب خود اپنی ذات میں اور باہر اللہ کی قدرت کے ان بے شمار کرشموں کا انسان نے مشاہدہ کر لیا اور اس کے دل ودماغ نے بھی اس کی گواہی دی کہ سوائے اللہ کے کسی کے بس میں یہ قدرت نہیں تو پھر اس کو تنہا خالق و مالک مان کر اس پر ایمان لانے سے انسان کو کون سی چیز روکے ہوئے ہے، اس کا جواب اللہ خود دیتا ہے کہ یہ لوگ درحقیقت اندھے ہیں اور ان کے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، اسی لیے وہ راہِ راست پر نہیں آرہے ہیں اور حق کو قبول کر کے ایمان نہیں لا رہے ہیں۔

(۳) دعائیں

قرض کی ادائیگی کے لیے مؤثر دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ.

ترجمہ: اے اللہ: میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں فکر وغم سے، عاجزی وسستی سے، بزدلی اور بخل سے، قرضوں کی کثرت اور لوگوں کے ظلم سے۔

(۴) فقہ

جمعہ کی نماز

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ، ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ"

جمعہ کے دن جب نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کے لیے دوڑ پڑو اور خرید وفروخت بند کردو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو"۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر جمعہ کی نماز میں آئے اور خطبہ غور سے سنے، اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ اور مزید تین دن کے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ (مسلم)

جمعہ کی نماز دو رکعت جماعت کے ساتھ پڑھنا فرض ہے، جس کسی کی جمعہ کی نماز چھوٹ جائے اس کے لیے ظہر کی چار رکعت پڑھنا فرض ہے۔

جمعہ کے مسائل

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے، غلام پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے، مسافر پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے، بیمار اور اندھے شخص پر جمعہ کی نماز فرض نہیں اسی طرح کسی ظالم کے ظلم کا خوف ہو یا چلنے کی طاقت نہ ہو تو ان پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے۔

جن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے اگر وہ جمعہ کی نماز پڑھ لیں تو ان کی نماز صحیح ہوگی ورنہ وہ ظہر کی چار رکعت پڑھیں گے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

حدیبیہ کی صلح

مسلمانوں کی بڑی خواہش تھی کہ وہ مکہ جا کر خانہ کعبہ کے طواف اور زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں جس کے دیدار سے وہ سالہا سال سے محروم کردیے گئے تھے، اسی ارادہ سے آپ ﷺ چودہ سو مسلمانوں کو ساتھ لے کر مکہ کو روانہ ہوئے، لڑائی کی نیت بالکل نہ تھی، ممانعت تھی کہ تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ لیا جائے اور تلواریں بھی نیام میں ہوں، قربانی کے اونٹ ساتھ تھے، جب آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچے تو ایک مخبر کو حال دریافت کرنے کے لیے مکہ بھیجا، وہ خبر لایا کہ قریش ایک بڑی جمعیت ساتھ لے کر مسلمانوں کو روکنے کی غرض سے آگے بڑھ رہے ہیں، آپ راستہ کترا کر حدیبیہ کے مقام پر اتر پڑے اور ایک سفیر قریش کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے آئے ہیں، لڑنا مقصود نہیں اور بہتر یہ ہے کہ قریش تھوڑی مدت کے لیے ہم سے صلح کا معاہدہ کرلیں۔

سفیر نے قریش کے سرداروں کے سامنے جا کر یہ بات بیان کی، ان میں سے عروہ بن مسعود ثقفی ایک نیک دل سردار نے قریش سے کہا، کیا تمھیں مجھ سے کوئی بدگمانی تو نہیں، انھوں نے کہا نہیں، تب اس نے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ محمد (ﷺ) سے مل کر اس معاملہ کو طے کروں، لوگوں نے رضامندی ظاہر کی تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قریش کا پیغام سنایا عروہ نے یہاں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی حیرت سے بھری عقیدت کا جو حال اس کے دیکھنے میں آیا، اس نے اس کے دل پر بڑا اثر کیا، قریش سے جا کر کہا کہ میں نے قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں، عقیدت اور محبت کی یہ تصویر مجھ کو کہیں نظر نہیں آئی، محمد (ﷺ) بات کرتے ہیں تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے، کوئی ادب سے نظر بھر کر ان کی طرف نہیں دیکھتا، وضو کرنے میں جو قطرے گرتے ہیں، عقیدت مند ان کو لے کر ہاتھ اور چہرے پر ملتے ہیں۔

اس پر بھی بات ناتمام رہی، آپ ﷺ نے پھر ایک سفیر بھیجا، قریش نے اس پر حملہ کیا لیکن وہ بچ گیا، اب قریش نے لڑنے کو ایک دستہ آگے بھیجا، مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا، لیکن آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا اور معافی دے دی اور حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا، وہ مکہ گئے اور آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا، قریش نے ان کو قید کرلیا اور مسلمانوں تک یہ خبریوں پہنچی کہ حضرت عثمانؓ شہید کردیے گئے، مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے، یہ کہہ کر ببول کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ سے جاں نثاری کی بیعت لی، اسی کا نام "بیعت رضوان" یعنی "خدا کی خوشنودی کی

بیعت" ہے، کیوں کہ اس کے بارے میں خدا نے قرآن میں ان صحابہ کرامؓ کے لیے اپنی خوشنودی ظاہر فرمائی ہے۔

بعد کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کی خبر صحیح نہ تھی لیکن مسلمانوں کے اس جوش وخروش اور صداقت کا یہ اثر ہوا کہ قریش ہمت ہار گئے، انھوں نے بھی اپنا ایک سفیر آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا اور پہلی شرط یہ پیش کی کہ مسلمان اس سال واپس جائیں اور اگلے سال آئیں، لڑائی دس سال کے لیے موقوف ہوئی اور یہ شرطیں منظور ہوئیں کہ مسلمان اس سال واپس جائیں اور اگلے سال تین دن کے لیے آئیں، تلوار کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور تلواریں بھی نیام میں ہوں، جاتے وقت مکہ میں جو مسلمان رہ گئے ہیں، ان کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں، قریش میں سے کوئی مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے اور کوئی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا آئے تو واپس نہ کیا جائے، عرب کے قبیلوں میں سے جو جس فریق کے ساتھ چاہے معاہدہ میں شریک ہو جائے، اس معاہدے کے بعد مسلمان مدینہ واپس چلے آئے۔

اسلام کی جیت

معاہدہ کی یہ شرطیں گو ظاہر میں سخت تھیں اسی لیے جوش میں بھرے ہوئے کچھ مسلمانوں کو ان کے ماننے میں تردُّد ہو رہا تھا، مگر جب خود خدا کا رسول ﷺ اس کو مان چکا تھا تو پھر کس کو انکار کی جرأت ہو سکتی تھی، چند ہی دنوں کے بعد یہ معلوم ہو گیا کہ یہ شرطیں اسلام کے حق میں بے حد فائدہ کی تھیں، اب تک مسلمان جس اصول کی خاطر قریش سے مقابلہ کر رہے تھے، وہ یہ تھا کہ اسلام کو اپنی اشاعت کی آزادی کا حق ملے اور قریش اس راہ کا روڑا نہ بنیں، قریش کو اس کے ماننے سے اب تک انکار تھا، حدیبیہ کی صلح نے اس اصول کو منوالیا اور اسلام کو اپنی اشاعت کی آزادی کا حق مل گیا اور یہی اس کی جیت تھی، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس صلح کے تعلق سے آیت اتاری۔ "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيناً". اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عنایت کی۔

(۶) درس حدیث

بخل اور حرص

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخل وحرص سے بچو، کیوں کہ اس بخل وحرص نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا۔ (مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے امت کی رہنمائی کے لیے ایک اہم ہدایت فرمائی ہے، بخل وحرص ہلاکت کا

سبب ہے، پچھلی قومیں بھی اس کی وجہ سے ہلاکت سے دوچار ہوئی ہیں اور یہ چیزیں زندگی کے لیے آئندہ بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی جس کو اپنے نفس کی حرص اور بخل سے بچالیا جائے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔" (الحشر)

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت پوشیدہ رہنے والی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔

(۸) عملی سنت

ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَهُوَ أَقْطَعُ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی اہم کام اللہ کے نام یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور نامکمل رہتا ہے۔ (ابوداود)

چوبیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التطفیف (۴)

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ:	خبردار نیکوں کا اعمال نامہ علیین میں ہوگا
وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ :	اور آپ جانتے بھی ہیں کہ علیین کیا ہے
كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ،يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ:	ایک ایسا دفتر ہے لکھا ہوا کہ مقرب (فرشتے) وہاں حاضر رہتے ہیں۔

تفسیر: عِلِّيِّين وہ جگہ ہے جہاں ایمان والوں اور نیکی کرنے والوں کے اعمال نامے محفوظ کیے جاتے ہیں۔

(۲) عقائد

ہر مخلوق کے لیے اللہ کی طرف سے رزق کا وسیع انتظام

اس دنیا میں سات ارب سے زائد انسان اس وقت آباد ہیں اور ایک کروڑ قسم کے حیوانات پائے جاتے ہیں جب کہ ان میں سے ہر قسم کے جانوروں کی تعداد اربوں میں ہے، ان سب کو پیدائش سے موت تک رزق کون دیتا ہے، کیا ان کھربوں مخلوقات خداوندی کو ہمیشہ تو درکنار صرف ایک وقت کھلانا انسانوں کے لیے ممکن ہے؟ سمندر کی وہیل مچھلی ہی کو لیجیے جس کی غذا صرف ایک وقت کی اوسطاً ستر اسی کلو ہے، یعنی سالانہ پچاس ہزار کلو سے زائد غلہ صرف ایک مچھلی کے لیے مطلوب ہے جب کہ ان کی تعداد کروڑوں ہے، سمندر کی ان مچھلیوں کی تعداد کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اسکاٹ لینڈ میں چند سال قبل مچھلی پکڑنے کے مقابلہ میں ایک ارب مچھلیاں بیک وقت پکڑی گئی تھیں، ان سب کے رزق کا پابندی سے کون انتظام کررہا ہے؟

صبح شام اربوں پرندے اپنے گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس ہوتے ہیں، ان کو پابندی

سے غذا فراہم کرنے کا کام سوائے اللہ کے کون کرتا ہے؟ ایک دفعہ ایک پتھر کو توڑا گیا جس میں ایک چھوٹا پتھر نکلا، اس کو بھی جب توڑا گیا تو اس میں ایک چھوٹا کیڑا رینگ رہا تھا اور اس کے منہ میں ہری گھانس کا ایک ٹکڑا تھا، اس گونگی مخلوق کو اس اہتمام سے آخر کس نے غذا فراہم کی؟ اس طرح کا انتظام کرنا تو دور کی بات، کیا اس کے متعلق سوچنا بھی کسی انسان کے لیے ممکن ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کا ذمہ ہم نے خود لیا ہے۔ "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا" کہ روئے زمین کے تمام جانوروں کے رزق کا ذمہ اللہ ہی نے لیا ہے۔

(۳) دعائیں

ہر شر سے حفاظت کے لیے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جس کی برکت سے زمین و آسمان کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح و شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی) (ترمذی)

(۴) فقہ

جمعہ کے اہم مسائل

مسئلہ۔ جمعہ شہر اور بستیوں میں ہو، بہت ہی چھوٹے دیہاتوں میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں۔

مسئلہ۔ جمعہ کی نماز ظہر کے وقت میں ادا کی جائے، ظہر کی نماز کے وقت سے پہلے یا ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۔ نماز سے پہلے خطبہ دیا جائے اور خطبہ ظہر کے وقت میں ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ ایسی جگہ جمعہ کی نماز قائم کی جائے جہاں آنے کی ہر ایک کو اجازت ہو، ایسے گھر میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوتی جس کو عام لوگوں کے لیے بند کر دیا گیا ہو۔

مسئلہ:۔ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے، انفرادی طور پر جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔

جمعہ کے دن کی سنتیں

۱۔ جمعہ کے دن غسل کرنا۔

۲۔ اچھا اور سفید لباس پہننا۔

۳۔ ناخن تراشنا۔

۴۔ خوشبو لگانا۔

۵۔ سورۂ کہف پڑھنا۔

۶۔ حضور ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا۔

۷۔ خطبہ کے دوران خاموش رہنا۔

مسئلہ: لوگوں کو پہلی اذان پر مسجد کی طرف جانا اور خرید وفروخت بند کرنا واجب ہے، اذان جمعہ کے بعد خرید وفروخت کرنے سے قرآن مجید میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔

مسئلہ: کوئی شخص جمعہ کی نماز کے تشہد میں امام کے ساتھ مل جائے تو اس کو جمعہ کی نماز مل جائے گی اور وہ دو رکعت ہی مکمل کرے گا۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

دنیا کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت

اس دنیا میں اسلام کی آمد کے اٹھارہ سال بعد آپ ﷺ کو یہ موقع ملا کہ دنیا کو اطمینان کے ساتھ اللہ کا پیغام سنا سکیں اس زمانہ میں لوگ اپنے اپنے سرداروں اور بادشاہوں کے تابع ہوتے تھے، جو وہ کرتے تھے وہ سب کرتے تھے، چنانچہ

آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں میں سے چند سمجھ دار مسلمانوں کو چنا اور ان کو اسلام کی دعوت کے خطوط دے کر آس پاس کے سرداروں اور بادشاہوں کے پاس بھیجا، عرب کے رئیسوں کو چھوڑ کر ملک عرب سے ملی ہوئی بادشاہتیں یہ تھیں: حبشہ، ایران روم اور مصر، حبش کے بادشاہ نے اسلام قبول کیا، ایران کے شہنشاہ نے اس خط کو غصہ سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ یوں ہی اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی، مصر کے بادشاہ نے گو اسلام قبول نہیں کیا لیکن حضور ﷺ کے خط کا جواب شائستگی سے دیا، روم کا قیصر اس وقت ساری مشرقی عیسائی دنیا کا بادشاہ تھا، اس نے خط پا کر حکم دیا کہ حجاز کے سوداگر اگر کہیں ملیں تو ان کو بلواؤ، ان سے تحقیق کے بعد کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ میرے پاؤں کے نیچے کی اس مٹی پر بھی قبضہ کر لے گا، اگر ہو سکتا تو میں جاتا اور اس کے پاؤں دھوتا۔

عرب کے کئی سرداروں نے اسلام قبول کیا، بحرین میں اسلام کا پیام اس سے پہلے پہنچ چکا تھا اور عبدالقیس کا قبیلہ یہاں مسلمان ہو چکا تھا، حبش کے جانے والے مسلمانوں کے ذریعہ سے اس ملک میں بھی یہ مذہب پھیل رہا تھا بلکہ یمن کے کناروں تک اس کی آواز پہنچ چکی تھی، وہاں اوس کا قبیلہ بہت پہلے سے مسلمان ہو چکا تھا۔

غفار کا آدھا قبیلہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے کہنے سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا اور آدھا اس وقت مسلمان ہوا جب آپ ﷺ مدینہ آئے، جہینہ کے قبیلہ نے ایک ساتھ ایک ہزار کی جمعیت سے اسلام قبول کیا۔

حدیبیہ کی صلح اسلام کی فتح کا نقارہ تھی، کافروں کو مسلمانوں سے ملنے جلنے، ان کی باتوں کو سننے اور ان پر غور کرنے کا موقع ملا تو نتیجہ یہ ہوا کہ دو برس کے اندر اندر مسلمانوں کی تعداد دوگنی ہوگئی، خود مکہ کے ہر گھر میں اسلام پہنچ چکا تھا، قریش کے دو بڑے بہادر حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عمروؓ بن العاص تھے، حدیبیہ کی صلح ہو چکی تو وہ مکہ سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے راستہ میں عمرو بن عاص ملے، پوچھا کہ کدھر کا قصد ہے، بولے کہ مسلمان ہونے جا رہا ہوں، عمرو نے کہا: میرا بھی یہی ارادہ ہے، دونوں ایک ساتھ مدینہ پہنچے اور اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے، آگے چل کر حضرت خالدؓ نے شام کا ملک قیصر سے چھین لیا اور حضرت عمروؓ نے مصر کی سلطنت رومیوں سے لے کر اسلام کے قدموں میں ڈال دی۔

(۶) درس حدیث

ترک لایعنی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے اسلام کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس کے مطلب کی نہ ہو۔ (ترمذی)

مسلمان کی خوبیوں اور کمال میں سے یہ ہے کہ وہ ایسے کلام، ایسی حرکات وسکنات سے بچے جو اس کے لیے دین و دنیا میں فائدہ مند نہ ہوں، ہمیشہ وہ کلام یا کام کرے جو دنیا یا آخرت کے لیے فائدہ مند ہو، لہٰذا بے ضرورت اور بے فائدہ باتیں نہ کرنا اور لغو اور فضول مشغلوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا کمال ایمان کا تقاضہ اور آدمی کے اسلام کی رونق اور زینت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتیوں کو جنت میں ان لمحات پر افسوس ہوگا جنھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزار دیا تھا۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰه ﷺ: مَنْ صَلّٰى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص عشاء کی جماعت میں شریک ہوا تو اس نے آدھی رات عبادت میں گزاری۔

(۸) عملی سنت

زیرناف اور بغل کے بال صاف کرنا

قال رسول الله ﷺ: خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: الاِسْتِحْدَادُ، والاِخْتِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الأَظَافِيْرِ (بخاری) وَرُوِيَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَسْتَحِدُّ فِي كُلِّ شَهْرٍ.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں انسانی فطرت میں سے ہیں: زیرناف بال صاف کرنا، ختنہ کرنا، مونچھ کٹوانا، بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخن تراشنا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ہر مہینے ان بالوں کی صفائی کا اہتمام کرتے تھے۔

پچیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التطفیف (۵)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِیْ نَعِيمٍ:	یقیناً نیک لوگ آرام میں ہوں گے،
عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ:	مسہریوں پر بیٹھے نظارہ کرتے ہوں گے
تَعْرِفُ فِیْ وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ:	ان کے چہروں پر خوش حالی کا اثر آپ محسوس کریں گے
يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ:	اعلیٰ قسم کی مہر بند شراب ان کو پلائی جائے گی
خِتَامُهُ مِسْكٌ:	اس کی مہر بھی مشک کی ہوگی
وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ:	اور یہ ہے وہ چیز جس میں مقابلہ کرنے والوں کو آگے آنا چاہیے
وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ :	اور اس میں تسنیم کا آمیزہ ہوگا
عَيْناً يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ:	ایسا چشمہ جس سے مقربین بارگاہ الٰہی پئیں گے۔

(۲) عقائد

اللہ نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی

ایک نقطہ سے بھی کم حیثیت رکھنے والی اس زمین پر انسانوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک کروڑ قسم کے جانوروں کو بسایا ہے، اس میں کوئی ایک مخلوق یا جانور بھی غیر ضروری اور بے کار نہیں ہے، ان سب کو بالواسطہ یا بلا واسطہ انسان ہی کے فائدہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اپنے حق میں ان سب کے علیحدہ علیحدہ فوائد کو سمجھنا انسان کے لیے ضروری نہیں ہے، اگر آپ کہتے ہیں کہ اس مچھر، کھٹمل اور مینڈک وغیرہ سے انسانوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے، انسان کے لیے سوائے تکلیف کے اس کا

بظاہر کوئی مثبت ونفع بخش پہلو سمجھ میں نہیں آتا، اس کا جواب آپ کے لیے اس واقعہ میں ملتا ہے جو ہمارے ایک پڑوسی ملک میں چند سالوں قبل پیش آیا تھا، وہاں جب ایک سال مینڈکوں کی کثرت نے وہاں کے باشندوں کا جینا دوبھر کردیا تو سرکاری سطح پر مینڈکوں کو پکڑ پکڑ کر مارنے کی ایک مہم شروع کی گئی جس کے نتیجہ میں چند ہی ہفتوں میں کروڑوں مینڈک مارے گئے، اس کے چند ہی دنوں کے بعد پورے ملک میں اتنے بڑے پیمانہ پر ملیریا کی متعدی بیماری پھیل گئی کہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی تھی، طبی تحقیق کے بعد جو رپورٹ اس کی سامنے آئی وہ بڑی حیرت انگیز تھی، اس میں ڈاکٹروں کی ٹیم اس نتیجہ پر پہنچی تھی کہ ملیریا کو جنم دینے والے زہریلے جراثیم ہر جگہ فضا میں پائے جاتے ہیں، مینڈک جب سانس لیتے ہیں تو یہ زہریلے جراثیم ان کے اندر چلے جاتے ہیں اور ان کو نقصان نہیں پہنچاتے، مینڈکوں کی کمی نے اس ملک کی فضا میں ان جراثیم کو باقی رکھا تھا اور اس نے ہی بڑے پیمانہ پر ملیریا کی شکل میں انسانوں پر حملہ کیا تھا، پھر کیا تھا مینڈک ڈھونڈ ڈھونڈ کر اب وہاں پہنچانے کی سرکاری سطح پر مہم شروع کی گئی اسی طرح مختلف علاقوں میں پائی جانے والی فضائی آلودگیوں کا حال ہے کہ اگر یہ کیڑے مکوڑے نہ رہیں تو انسانوں میں یہ منھ اور ناک کے ذریعے پہنچ کر ان کے لیے مختلف جان لیوا بیماریوں اور اذیتوں کا سبب بنیں۔

(۴) دعائیں

صبح وشام پڑھنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْھِدُکَ وَاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلَائِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ، اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ، وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ۔

ترجمہ :اے اللہ! میں نے صبح کی، میں تجھے اور تیرے عرش کے اٹھانے والوں کو اور تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوقات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں۔

(۴) فقہ

عیدین کی نماز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے، اس وقت انصاریوں کے دو دن متعین تھے جن میں وہ تفریح کرتے تھے، اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کیسے دن ہیں؟ انصار نے جواب دیا: جاہلیت میں ہم ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ان دو دنوں کے بدلے ان سے بہتر دن عطا فرمایا ہے وہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کا دن ہے، ان دو دنوں میں ایک الگ نماز مقرر کی گئی ہے جس کو عیدین کی نماز کہتے ہیں۔

عیدین کی دو رکعت نماز واجب ہے، ان میں قرأت بلند آواز سے پڑھی جائے، اس کا وقت سورج طلوع ہو کر ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، اس میں پہلی رکعت میں ثنا کے بعد تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے تین تکبیریں زائد ہیں، ان میں خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا ہے۔

عیدین کی نماز صحت مند، آزاد، مقیم، بینا اور چلنے کی قدرت رکھنے والے مرد پر واجب ہے، جب کہ عورت، بیمار، غلام، مسافر، اندھے اور خوف زدہ شخص پر واجب نہیں ہے۔

جن لوگوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں ہے اگر وہ لوگ پڑھ لیں تو نماز ہو جاتی ہے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

مکہ کی فتح

حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کا سب سے پہلا فرض یہ تھا کہ وہ ابراہیمؑ کی بنائی ہوئی دنیا کی سب سے پہلی مسجد کو جو اسلام کا قبلہ اور دین کا مرکز تھا بتوں کی گندگی سے پاک کریں، حدیبیہ کی صلح کے سبب سے خود سے مسلمان اب مکہ پر حملہ نہیں کر سکتے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھیے کہ اس کا موقع خود مکہ والوں نے پیدا کر دیا، حدیبیہ کی صلح کی رُو سے کچھ قبیلوں نے مکہ والوں کا ساتھ دیا تھا اور کچھ مسلمانوں کے ساتھ تھے، ان میں سے خزاعہ کا قبیلہ مسلمانوں کے ساتھ تھا، اور ان کے

دشمن بنو بکر قریش سے ملے ہوئے تھے، معاہدہ کے رُو سے قریش کے ساتھیوں میں سے کسی کا مسلمانوں کے کسی ساتھی قبیلہ پر حملہ کر دینا معاہدہ کو توڑ دینا تھا۔

صلح حدیبیہ کا معاہدہ مکہ کے لوگوں نے توڑ دیا جس کے بعد حضور ﷺ نے مکہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور احتیاط کی کہ مکہ والوں کو پتہ نہ لگے، ۱۰ رمضان کو دس ہزار فوجیں مکہ کی طرف بڑھیں، مکہ سے ایک منزل اِدھر اتر کر رات کو پڑاؤ ڈالا، قریش کو خبر نہ تھی، ابوسفیان اور قریش کے دو سردار پتہ لگانے کو نکلے، کچھ دور نکلے تو دیکھا کہ باہر ایک فوج پڑی ہے، آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کو جو مکہ سے نکل کر پہلے ہی راستہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ چکے تھے، مکہ والوں کی حالت پر رحم آیا اور یہ سوچ کر کہ اگر فوج کے مکہ میں داخلے سے پہلے مکہ والے خود آکر امن مانگ لیں تو ان کی مصیبت دور ہو جائے گی وہ آنحضرت ﷺ کے خیمہ سے نکلے، اور آپ ﷺ کی سواری پر بیٹھ کر مکہ کی راہ لی، ابھی کچھ ہی دور چلے تھے کہ ابوسفیان وغیرہ مل گئے، ان کو بتایا کہ اسلام کا لشکر مکہ کے پاس پہنچ گیا، اب قریش کی خیر نہیں، ابوسفیان نے مشورہ پوچھا، فرمایا: تم میرے ساتھ چلے آؤ، وہ ساتھ ہو لیے، حضرت عباسؓ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلے، راہ میں حضرت عمرؓ نے دیکھ کر کہا" کفر کا سردار اب ہمارے قبضہ میں ہے "اور یہ کہہ کر جھپٹے مگر حضرت عباسؓ ان کو لے کر جلدی سے حضرت کے خیمہ میں گھس گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے، یہ کون ابوسفیان تھا؟ وہی جس نے اسلام کے خلاف بدر کے بعد سے لے کر اب تک ساری لڑائیاں کھڑی کی تھیں، عرب کے قبیلوں کو ابھار ابھار کر بار بار مدینہ پر چڑھا کرلایا تھا جس نے محمد ﷺ کے قتل کی سازشیں کی تھیں، اب وہ مسلمانوں کے پنجہ میں تھا اور اپنے ہر جرم کی سزا کا مستحق تھا، لیکن اسلام کا رحمت مجسم رسول ﷺ ان سب سے درگزر کر کے اس کو اسلام کی بشارت سناتا ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے لیے یہ فخر کا تاج عطا فرماتا ہے کہ اعلان عام کر دیا جاتا ہے کہ آج جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا، اس سے کوئی باز پرس نہیں، یہ رحمت اور عام ہوتی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جو اپنا گھر بند کر لے گا، اس کو بھی امن ہے۔

یہ پورا لشکر جب مکہ کے پاس پہنچا تو امن کی منادی ہوئی اور حرم کا گھر جو تین سو ساٹھ بتوں کا مسکن تھا، اس گندگی سے پاک ہوا اور ابراہیمؑ کے خدا کا گھر اب پھر خدا کا گھر بنا اور توحید کی اذان مسجد کے مینار سے بلند ہوئی، مکہ کے بڑے بڑے سردار جو حضور ﷺ کے دشمن، مسلمانوں کے قاتل اور اسلام کی راہ کے کانٹے تھے، آج حرم کے صحن میں تھے، حضور ﷺ نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا کہ اے مکہ کے سردارو! آج میں تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا، سب نے کہا: آپ جوانوں

کے شریف بھائی اور بوڑھوں کے شریف بھتیجے ہیں، ارشاد ہوا" جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں، تم سب آزاد ہو"۔

آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر تاثیر میں ڈوبی ہوئی یہ تقریر فرمائی:۔ ایک کے سوا اور کوئی خدا نہیں، اس کی خدائی میں کوئی دوسرا شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور آخر اس نے کفر کے سارے جتھوں کو اکیلے توڑ دیا، ہاں! آج کفر کے سارے فخر اور غرور، خون کے سب پرانے کینے اور جاہلیت کے سارے بدلے اور سارے دعوے میرے پاؤں کے نیچے ہیں، صرف دو عہدے باقی رہیں گے، خانہ کعبہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت۔

اے قریش کے لوگو! خدا نے اب جاہلیت کے غرور اور باپ دادوں پر فخر کو مٹا دیا، اب آدمؑ کی ساری نسل برابر ہے، تم سب ایک آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لوگو! میں نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور میں نے تم کو قبیلوں اور خاندانوں میں اس لیے بنایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو، تم میں خدا کے نزدیک سب سے شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"۔

"آج سے اللہ نے شراب کی خرید و فروخت اور سود کے کاروبار کو حرام ٹھہرایا"۔

(۲) درس حدیث

گالی گلوج

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

غصہ کی حالت میں یا بغیر غصہ کے کسی کو کوئی ایسی نامناسب بات کہہ دینا جس کو لوگ پسند نہیں کرتے، مثلاً کسی کو براہِ راست برے قول یا فعل کی طرف منسوب کرنا۔

اسی طرح کسی کے متعلقین میں سے کسی کے بارے میں غلط بات کہہ دینا، کسی کے ماں باپ یا بیوی کو برا بھلا کہنا، انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کو کسی جانور یا حقیر مخلوق کے نام جیسے کتا، گدھا، بیل وغیرہ یا برے اوصاف جیسے چور، ڈاکو شیطان وغیرہ اوصاف سے پکارنا وغیرہ گناہ عظیم ہے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ معمولی معمولی باتوں یا کسی ناگوار کام کی وجہ سے گالی گلوج پر اتر آتے ہیں، اور اسی عادت میں اتنی دور تک چلے جاتے ہیں کہ بعض اوقات انتہائی فحش گالیاں ان کی زبان اور منہ سے نکلتی ہیں، لیکن ان کو احساس تک نہیں ہوتا، تمام آفات کا تعلق زبان کے ساتھ ہے، بڑے بڑے جرائم کی ابتدا زبانی تکرار اور معمولی گالی گلوج سے ہوتی

ہے،گالی دینے والا اپنے دشمن زیادہ کر دیتا ہے،خود کو معاشرے میں بدنام کرواتا ہے،گالی دینے سے آدمی کی حیثیت گر جاتی ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر بن جاتا ہے اور معاشرہ میں اس کی عزت نہیں ہوتی۔

اسی طرح بے شمار گھروں میں گالی گلوج کا عام استعمال ہوتا ہے،گھر کا بڑا اپنے ماتحتوں کو بے دھڑک گالیاں دیتا ہے اسی طرح والدین خود اپنے بچوں کو بھی معمولی معمولی غلطیوں پر گالیاں دینے سے چوکتے نہیں جس سے گھر کے ماحول پر بڑے برے اثرات پڑتے ہیں، گھر کے بچے ایسی گالیاں سیکھ کر ان کو دہراتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی گالی عام ہو جاتی ہے،عموماً جس گھر کے بڑوں کی زبان پر گالی ہوتی ہے اس گھر کے بچوں کی زبان پر بھی گالی ہوتی ہے، پھر وہی بچے یہ گالی باہر دوسرے بچوں کو معمولی باتوں پر دیتے ہیں،اس طرح گالیاں گھر سے نکل کر باہر معاشرے میں پھیل جاتی ہیں۔

(۷) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ (بیہقی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی پرورش حرام غذا سے ہوئی ہو۔

(۸) عملی سنت

اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ چار کلمات

قال رسول الله ﷺ: أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ. وقال ايضاً: لَأَنْ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چار کلمات بہت پسند ہیں: (۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) لا الہ الا اللہ (۴) اللہ اکبر، مزید فرمایا: میں سبحان الله، الحمد لله، لا اله الا الله، الله اکبر کہوں یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس پر سورج طلوع ہوا ہے یعنی کائنات کی ہر چیز سے زیادہ پسند ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ کہنے کی وجہ سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سردی کے موسم میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں (مسند احمد)

چھبیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التطفیف (۵)

إِنَّ الَّذِيْنَ أَجْرَمُوا:	یقیناً جو مجرم رہے
كَانُواْ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ:	وہ ایمان والوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے
وَإِذَا مَرُّواْ بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ:	اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو ایک دوسرے کو اشارہ کرتے تھے
وَإِذَا انقَلَبُواْ إِلَى أَهْلِهِمُ:	اور جب اپنے گھروں کو جاتے
انقَلَبُواْ فَكِهِيْنَ:	تو مذاق اڑاتے ہوئے جاتے تھے
وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ:	اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے کہ ارے یہی سب گمراہ ہیں
وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِيْنَ:	جب کہ اُن کو اُن کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا
فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ آمَنُواْ:	بس آج جو ایمان والے ہیں
مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ:	وہ کافروں پر ہنسیں گے
عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ:	مسہریوں پر بیٹھے نظارہ کرتے ہوئے
هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ:	کافروں کو اسی کا تو بدلہ ملا جو وہ کرتے رہتے تھے!

انیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الانشقاق (۲)

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ :	بس جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا
فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَسِيراً :	تو اس سے ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا
وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُوراً :	اور وہ خوش خوش اپنے گھر والوں میں لوٹ جائے گا
وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ:	اور جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے پیچھے سے دیا گیا
فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُوراً وَّيَصْلَى سَعِيْراً :	تو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم رسید ہو گا
إِنَّهُ كَانَ فِيْ أَهْلِهِ مَسْرُوراً:	بے شک وہ اپنے گھر والوں میں مست تھا
إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ :	وہ سمجھتا تھا کہ اس کو لوٹنا ہے ہی نہیں
بَلَى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيْراً :	کیوں نہیں! اس کے رب کی اس پر پوری نگاہ تھی

(۲) عقائد

کیا اتنی بڑی کائنات کسی مخلوق کے بس میں ہے

اس قدر وسیع کائنات تو در کنار اس سے کھربوں گنا چھوٹی چیز کو وجود بخشنا بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی انسان یا دوسری مخلوق کے بس میں نہیں ہے، جب یہ حقیقت سامنے آئی کہ ان سب کا خالق تنہا اللہ ہی ہے تو سوال پیدا ہوا کہ ان سب چیزوں کو کس کے لیے بنایا گیا اور کیوں بنایا گیا اور اس کو کون چلا رہا ہے، ان ہی چیزوں کی صحیح حقیقت کو جاننے، ماننے، اقرار کرنے اور اس دنیا میں اپنی حیثیت کو سمجھ کر اسی کے مطابق زندگی گزارنے کا نام اسلام وایمان ہے، اگر کوئی کہتا ہے جیسا کہ کسی خدا کو نہ ماننے والے دہریوں کا دعویٰ ہے کہ یہ چیزیں خود بخود وجود میں آئی ہیں تو وہ کسی بھی چھوٹی سی چھوٹی چیز کے بارے میں یہ ثابت

کر کے دکھائے کہ وہ اپنے آپ وجود میں آئی ہیں، انسان ماں سے وجود میں آیا، ماں کے پیٹ میں نطفہ سے وجود میں آیا نطفہ انسانی غذا سے بنا، غذا بیج سے وجود میں آئی، پھر وہ بیج کس سے وجود میں آیا؟ جتنا وہ آگے بڑھتا جائے گا یہ سلسلہ چلتا رہے گا، ہر چیز کسی دوسری چیز سے وجود میں آئی، اس کو ہر انسان کے لیے تسلیم کرنا ناگزیر ہے، جب معمولی چیزیں خود بخود وجود میں نہیں آسکتیں تو اتنی بڑی کائنات کے خود بخود وجود میں آنے کو عقل کیوں کر تسلیم کرسکتی ہے، اگر کسی کا اپنے بتوں یا خود ساختہ خداؤں کے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ انھوں نے اس پوری کائنات کو وجود بخشا ہے تو قرآن کا چیلنج ہے کہ وہ انسانوں ہی کے سامنے ایک مکھی کو بنا کر اور اس میں جان ڈال کر دکھائیں۔

خود کافروں اور مشرکوں کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ ان چیزوں کا پیدا کرنے والا تنہا اللہ ہی ہے، اس کے باوجود اللہ کے نزدیک وہ مشرک اور کافر اس لیے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کائنات کو بنانے میں تو نہیں البتہ چلانے میں اس کے بعض بندے اس کے ساتھ شریک ہیں، اسلام یہ کہتا ہے کہ جس طرح اس پوری کائنات کو بنانے اور وجود بخشنے میں وہ تنہا ہے اس کو چلانے میں بھی وہ تنہا ہے اور اس سلسلہ میں اسی کو کسی کی بھی شرکت یا مدد کی ضرورت نہ تھی نہ ہے اور نہ کبھی ہوگی۔

(۳) دعائیں

صبح وشام پڑھنے کی دعا

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ (تین مرتبہ)

ترجمہ: اللہ ہی کے لیے پاکی ہے اور اس کی تعریف ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی رضامندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کی بڑائی کی باتیں لکھنے کی سیاہی کے بقدر۔

(۴) فقہ

نماز کے بعض اہم مسائل

سُترہ: نمازی اپنے سامنے لکڑی وغیرہ اس ارادہ سے رکھتا ہے کہ سامنے سے گزرنے والے کی وجہ سے اس کو تکلیف نہ ہو، اس کو سترہ کہا جاتا ہے۔

(۲) عقائد

پہاڑوں اور جنگلات کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی حکمت

ہم جب اپنے آس پاس موجود ان اونچے پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو رہ رہ کر بسا اوقات یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے انسانوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حکمت خود بیان کرتا ہے کہ اس زمین کے لیے یہ پہاڑ ایسے ہی ہیں جیسے دیوار کے لیے کھونٹے، ہم نے ان بھاری بھرکم پہاڑوں کے بوجھ سے زمین کو ہلنے اور ڈگمگانے سے محفوظ رکھا ہے، "وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ" چنانچہ جن جگہوں پر پہاڑوں کو کھود کھود کر زمین کے برابر کیا گیا، وہاں زلزلے آئے اور لوگ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہی پہاڑ اب تک زمینوں کو زلزلوں سے روکے ہوئے تھے، اسی طرح لاکھوں میل پر پھیلے ہوئے جنگلات کا حال ہے کہ وہ ان علاقوں کو سیلاب سے روکتے ہیں، انسانوں کو آکسیجن گیس مہیا کراتے ہیں جو ان کے لیے ناگزیر ہیں، اسی طرح وہ پرندوں اور جانوروں کا مسکن بھی ہوتے ہیں۔

اللہ کی پیدا کردہ ہر چیز کے بامقصد ہونے کو قرآن میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے وہ نیک اور عقل مند بندے جو ہمیشہ کی آخرت کی فلاح پانے کے لیے فکر مند ہوتے ہیں اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ نے اس کائنات کی کسی بھی چیز کو بے کار اور بے مقصد پیدا نہیں کیا، ایسا کرنا آپ کی شان برتری کے خلاف ہے، آپ اس سے پاک ہیں آپ ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھیے۔

"رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

(۳) دعائیں

نعمت کے شکرانے کے لیے صبح وشام پڑھنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ.

ترجمہ: اے اللہ! جو کچھ بھی نعمت مجھ پر یا تیری کسی مخلوق پر ہوئی ہے وہ تنہا تیرے ہی فضل سے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیری ہی تعریف ہے اور تیرا ہی شکر ہے۔

(۴) فقہ

عیدالفطر کی سنتیں

عیدالفطر کے دن مندرجہ ذیل چیزیں سنت ہیں:

۱۔ مسواک کرنا ۲۔ غسل کرنا

۳۔ خوشبو لگانا ۴۔ خوشی کا اظہار کرنا۔

۵۔ اپنے پاس موجود سب سے اچھے کپڑے پہننا

۶۔ عیدگاہ جانے سے پہلے ناشتہ کرنا

۷۔ حسب استطاعت صدقہ کی کثرت کرنا

۸۔ اگر صدقہ فطر واجب ہو تو عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا

۹۔ صبح سویرے چل کر آہستہ تکبیر کہتے ہوئے عیدگاہ جانا

۱۰۔ عیدگاہ ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

عیدالاضحیٰ کے احکام

عیدالاضحیٰ کی نماز بھی عیدالفطر کی نماز کی طرح ہی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ میں نماز کے بعد ناشتہ کیا جائے اور خطبہ میں امام قربانی اور تکبیر کے احکام بتائے۔

یوم عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کی فجر کی نماز کے بعد سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر کہنا واجب ہے، چاہے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے یا تنہا، مسافر ہو یا مقیم، مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے یہ واجب ہے۔

تکبیر یہ ہے: اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاإله إلا الله، واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد.

(۵) سیرت نبوی ﷺ

ہوازن اور ثقیف کا معرکہ

مکہ جو حجاز کی راجدھانی اور عرب کی مذہبی جگہ تھی، جب اس کی چھت پر اسلام کا جھنڈا بلند ہوا تو سارے عرب نے اس کو دین اسلام کی سچائی کا نشان مان لیا اور ہر طرف سے لوگ کفر کے پھندے سے نکل نکل کر اسلام کی امان میں آ رہے تھے، مگر مکہ کے قریب ہوازن اور ثقیف دو ایسے طاقتور قبیلے تھے جو کسی دوسرے قبیلہ کی ماتحتی کے ننگ کو گوارا نہیں کرنا چاہتے تھے، ہوازن کے قبیلہ کے سرداروں نے دوسروں کو بھی اُبھارا اور حُنین کے میدان میں اسلام کے خلاف ملا جُلا بہت بڑا جتھا اکٹھا کیا، مسلمانوں کی بارہ ہزار فوج جس میں بڑا حصہ قریش کے نومسلموں کا تھا، بڑے ساز و سامان سے اس کے مقابلہ کو نکلی، ہوازن کے لوگ تیر چلانے میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، ان کی پہلی ہی باڑھ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، گو مسلمانوں پر اب تیروں کا مینھ برس رہا تھا اور ان کی بارہ ہزار فوج ہوا ہو گئی تھی، مگر حضور ﷺ اپنی جگہ پر تھے، آپ ﷺ نے داہنی جانب دیکھا اور پکارا اے انصار کے گروہ! آواز کے ساتھ جواب ملا کہ ہم حاضر ہیں، پھر آپ ﷺ نے بائیں جانب پکارا، اب بھی وہی آواز آئی، آپ ﷺ سواری سے اتر پڑے اور جوش کے لہجہ میں فرمایا: "میں ہوں خدا کا بندہ اور اس کا پیغمبر! میں بے شبہ پیغمبر ہوں اور عبدالمطلب کا فرزند ہوں"، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو آواز دی، او انصار کے گروہ! او رائے وہ لوگو! جنھوں نے اسلام پر جان دینے کی بیعت کی ہے، آگے بڑھو، ان اثر میں ڈوبی ہوئی آوازوں کا کانوں میں پڑنا تھا کہ اسلام کے جانباز پلٹ پڑے اور اس جوش سے بڑھے کہ زرہیں اتار کر پھینک دیں اور گھوڑوں سے کود پڑے اب میدان کا رنگ بدل گیا، کافروں کی فوج کائی کی طرح چھٹ گئی اور ان کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔

کافروں کی فوج کا کچھ حصہ بھاگ کر طائف میں جمع ہوا، طائف میں ثقیف کا قبیلہ اپنے کو قریش کے برابر جانتا تھا، ان کا قلعہ بھی بڑا مضبوط تھا اور قلعہ میں لڑائی کا سارا سامان تھا، انھوں نے قلعہ بند کر کے لڑائی شروع کی، مسلمانوں نے قلعہ پر بار بار حملے کیے، لیکن قلعہ فتح نہیں ہوا، مسلمانوں کو اس قلعہ کو یوں چھوڑ کر ہٹنا گوارا نہ تھا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دن کی مہلت چاہی، اجازت ملی تو دوسرے دن بڑے زور سے حملہ کیا مگر کامیابی اب بھی دور تھی مسلمانوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ان کے حق میں بددعا کیجیے، برکت والے لب ہلے تو یہ لفظ نکلے "خداوندا! ثقیف کو ہدایت نصیب کر، اور ان کو اسلام کے آستانہ پر لا"، دعا کا یہ تیر نہ چوکا، دو سال بھی گزرنے نہیں پائے تھے کہ ثقیف کے لوگوں نے خود مدینہ میں آ کر

اسلام کا کلمہ پڑھا۔

طائف کا محاصرہ چھوڑ کر آپ ﷺ نے جعرانہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، لڑائی کی لوٹ کا بہت سا سامان ساتھ تھا، چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار اوقیہ چاندی، رحم دیکھو کہ قیدیوں کو لے کر آپ یہاں انتظار کرتے رہے کہ ان کے عزیز آئیں اور ان کو چھڑا کر لے جائیں، لیکن کئی دن گزر گئے اور کوئی نہیں آیا، تب لوٹ کے مال کے پانچ حصے کیے گئے، چار حصے سپاہیوں میں بٹ گئے اور پانچواں حصہ غریبوں، مسکینوں اور اسلام کے دوسرے ضروری کاموں کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں رہا۔

(٦) درسِ حدیث

جوا اور سٹہ بازی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس شخص نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ جوا کھیلیں، تو وہ بطورِ کفارہ صدقہ کرے۔

جوا اور سٹہ بازی کو عربی میں قمار اور انگریزی میں ”Gambling“ کہتے ہیں۔

جوا کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ معاملہ جس میں کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر کوئی رقم اس طرح داؤ پر لگائی گئی ہو کہ یا تو رقم لگانے والا اپنی لگائی ہوئی رقم سے ہاتھ دھو بیٹھے یا اُسے اتنی ہی یا اس سے زیادہ رقم کسی معاوضہ کے بغیر مل جائے۔

مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہے کہ اگر ہندوستان فلاں میچ جیت گیا تو میں تمھیں دس ہزار روپے دُوں گا، لیکن اگر ہندوستان وہ میچ ہار گیا تو تم مجھے دس ہزار روپے دو گے، یا دو افراد کوئی کھیل کھیلیں اور آپس میں یہ شرط لگا دیں کہ جو شخص کھیل جیتے گا وہ دوسرے سے ایک متعین رقم وصول کرے گا، یہ قمار (جوا) ہے۔

ابتدائے اسلام میں شراب کی طرح جوا بھی جائز تھا، لیکن پھر شریعت نے جوے کو شراب کی طرح حرام قرار دیا جوے کی وجہ سے انسان کی حرص اور لالچ میں اضافہ ہوتا ہے، وقت اور مال ضائع ہوتا ہے، یہاں تک کہ انسان فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، کیونکہ جوے کی خاصیت ہے کہ ہارنے والے شخص کے دِل میں دوبارہ جوا کھیلنے کا شدید جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اب کی بار جیت جاؤں، اس جذبے کی وجہ سے وہ مزید وقت اور سرمایہ خرچ کرتا ہے، اور اگر جیت جائے تو اور حرص بڑھ جاتی ہے، غرض یہ کہ جوا کھیلنے والا خواہ ہار جائے یا جیت جائے، بار بار اس کے دِل میں مزید جوا کھیلنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اس خواہش کی تکمیل میں اس کا کثیر وقت اور سرمایہ خرچ ہو جاتا ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِكُلِّ شَيْئٍ صَقَالَةٌ وَإِنَّ صَقَالَةَ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ. (بیہقی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کو صاف کرنے کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو صاف کرنے والی چیز اللہ کا ذکر ہے۔

(۸) عملی سنت

اوپر چڑھتے وقت اللہ اکبر اور نیچے اترتے وقت سبحان اللہ کہنا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا (بخاری)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم جب بلندی پر چڑھتے وقت اَللّٰهُ أَكْبَر پڑھتے اور نیچے اترتے وقت سُبْحَانَ اللّٰه پڑھتے تھے۔

ستائیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الانفطار(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ:	جب آسمان پھٹ جائے گا
وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ:	اور جب ستارے بکھر جائیں گے
وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ:	اور جب دریا ابل کر بہہ جائیں گے
وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ:	اور جب قبریں اُکھاڑ دی جائیں گی
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ:	اس وقت ایک ایک شخص کو معلوم ہوجائے گا کہ اس نے کیا بھیجا اور کیا چھوڑا۔

(۲) عقائد

بنانے میں تنہا اور چلانے میں شریک خلافِ عقل ہے

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کائنات کی تخلیق لامحدود طاقت والی اللہ کی عظیم ذات ہی سے ممکن ہے تو عقل نے اس ناسمجھی والی بات کو کیسے تسلیم کیا کہ اس نے اس کو چلانے میں کسی کو شریک کرلیا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اس کو بنانے میں کسی کو شریک نہیں کیا تو وہ اس کو چلانے میں کیوں کر کسی کو شریک کرے گا، جب کہ بنانا تو چلانے سے بھی مشکل کام تھا، اس لیے کہ اسی نے بغیر کسی نمونہ وماڈل کے اس کو بنایا، کیا وہ نعوذ باللہ بنانے میں تھک گیا تھا کہ اب چلانا اس کے لیے دشوار ہوا اور اس نے اس کا نظم ونسق دوسروں کے حوالے کردیا، اس نے قرآن میں صاف کہا کہ اس کائنات کو بنانے میں ہمیں کوئی تھکاوٹ لاحق نہیں ہوئی "وَمَامَسَّنَامِنْ لُّغُوْبٍ "، اس نے ہمیں بتایا کہ ہماری قدرت کا یہ عالم ہے کہ ہم کسی چیز سے "کن"

یعنی ہوجا کہہ دیتے ہیں تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے "اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ"، جب اللہ تعالیٰ اس پوری کائنات کو بنانے کے ساتھ چلانے میں بھی تنہا ویکتا رہا تو عقل کا تقاضا بھی ہوا کہ صرف اسی کی عبادت و پرستش کی جائے، کسی اور کی نہیں، نہ کسی ایسی مخلوق کی جو خود اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور ختم ہونے والی ہے۔

(۳) دعائیں

صبح کے وقت پڑھنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَہٗ وَنَصْرَہٗ وَنُوْرَہٗ وَبَرَکَتَہٗ وَھُدَاہُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَافِیْہِ وَشَرِّ مَابَعْدَہٗ،

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں آج کے دن کی، اس کی فتح اور اس کی کامیابی اور اس کا نور اور اس کی برکت اور اس کی ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اس برائی سے جو آج کے دن میں ہے اور ہر اس برائی سے جو اس کے بعد ہے۔

(۴) فقہ

استسقا (پانی مانگنے) کی نماز

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے استسقا کی نماز دو رکعت عید کی نماز کی طرح پڑھی"۔

استسقا کا مطلب بندوں کا پانی کی ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنا ہے، نبی کریم ﷺ نے بھی استسقا کی نماز پڑھی ہے اور دعا کی ہے۔

جب پانی مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے پانی طلب کرنے کے لیے استسقا کی نماز جماعت کے ساتھ دو رکعت پڑھی جائے اور امام قرأت بلند آواز سے کرے اور نماز کے بعد دو خطبے دے۔

بارش نہ ہونے پر استسقا کے لیے مسلسل تین دن آبادی سے باہر نکلنا اور نماز پڑھنا مستحب ہے۔

پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر خشوع وخضوع کے ساتھ سروں کو جھکاتے ہوئے پیدل آبادی سے باہر نکل کر نماز پڑھیں۔
نماز کے لیے نکلنے سے پہلے ہر روز صدقہ کرنا اور روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔
کثرت سے گناہوں کی معافی مانگنا اور توبہ کرنا نیز اپنے ساتھ جانوروں، بوڑھوں، بچوں کو بھی لے جانا مستحب ہے۔
امام قبلہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور مقتدی قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ کر آمین کہیں۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

تبوک کی لڑائی

اس زمانہ میں شام اور مصر کے ملک عیسائی رومیوں کے ہاتھوں میں تھے، شام کی حدیں حجاز سے ملی ہوئی تھیں۔ حجاز میں اسلام کی نئی قوت کا حال سن کر رومیوں میں کھلبلی تھی، حجاز اور شام کی سرحد پر تبوک نام کا ایک مقام تھا، اس کے آس پاس کچھ عرب سردار جو عیسائی ہو گئے تھے، رومیوں کی ماتحتی میں حکومت کر رہے تھے، ان عرب سرداروں میں غسانی خاندان کے عرب سب میں طاقتور تھے اور وہی رومیوں کی طرف سے اس کام پر متعین تھے، دم بدم مدینے میں یہ خبریں پھیلتی تھیں کہ غسان قبیلہ مدینہ پر چڑھائی کی فکر کر رہا ہے، شام کے قبطی سوداگروں نے آ کر بیان کیا کہ رومیوں نے شام میں بڑی بھاری فوج جمع کر لی ہے جو ہر طرح کے سامان سے تیار ہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ خبریں سن کر مسلمانوں کو بھی تیاری کا حکم دیا، اتفاق یہ کہ یہ سخت گرمیوں کا زمانہ تھا، ملک میں قحط کے آثار بھی تھے، منافق جو دل سے مسلمان نہ تھے ان کے لیے یہ بڑی آزمائش کا وقت آ گیا، وہ لڑائی سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی در پردہ روکتے تھے، مگر پُر جوش مسلمانوں کے لیے یہ ان کے ایمان کی تازگی کا نیا موقع ہاتھ آیا کہ اب عرب کے چند قبیلوں کا سامنا نہیں بلکہ دنیا کی ایک بڑی سلطنت کا مقابلہ ہے، دولت مند صحابیوں نے بھی بڑی بڑی رقمیں پیش کیں، چونکہ سفر دور کا تھا اور سواری کا انتظام تھوڑا تھا اس لیے بعض معذور مسلمان تو رو رو کر عرض کرتے کہ حضور سفر کا سامان مہیا فرما دیں تو ساتھ چلنے کی سعادت ملے، یہ دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے فوج کے لیے تین سو اونٹ پیش کیے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو دعا دی۔

آپ ﷺ تیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ سے نکلے جس میں دس ہزار سوار تھے، تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ رومیوں کے حملے کی خبر صحیح نہ تھی، مگر اتنا صحیح تھا کہ اسلام کی نئی قوت کے مقابلہ کے لیے غسانی رئیس دوڑ دھوپ کر رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا، اس قیام کا اثر یہ ہوا کہ تیس ہزار مسلمانوں کی یہ پاکیزہ جماعت جو ظاہر میں سپاہی اور حقیقت میں عاشق الٰہی تھی آس پاس کے شہروں پر اپنا اثر ڈالے بغیر نہ رہی۔

(۶) درس حدیث

خیانت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (مسند احمد)

مؤمن اگر واقعی مؤمن ہو تو جھوٹ اور خیانت کی اس کی فطرت میں گنجائش نہیں ہو سکتی، دوسری برائیاں اور کمزوریاں ہو سکتی ہیں لیکن خیانت اور جھوٹ جیسی خالص منافقانہ عادتیں ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔

اسلام کے نزدیک خیانت ایک بہت بڑا جرم ہے، خیانت میں جھوٹ، بے ایمانی، دھوکا، فریب اور دغابازی جیسی ساری بُرائیاں شامل ہیں۔

عام طور پر لوگ خیانت کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک چیز کسی نے دوسرے کو امانت کے طور پر دی ہو اور وہ اس چیز کو ہتھیا لے اور مانگنے پر نہ دے یا اس کو غلط طریقے پر استعمال کرلے تو یہ خیانت ہے، اس میں شک بھی نہیں کہ یہ بھی کھلی خیانت ہے لیکن خیانت کے صرف یہی معنی نہیں بلکہ اور بھی کئی باتیں خیانت میں آجاتی ہیں، مثال کے طور پر کسی کی کوئی چھپی ہوئی بات کسی کو معلوم ہو یا کسی نے دوسرے پر بھروسہ کر کے کوئی اپنا بھید یا راز اس کو بتایا ہو تو اس کا کسی اور پر ظاہر کرنا بھی خیانت ہے، اسی طرح جو کام کسی کو سونپا گیا ہو اس کو وہ ایمان داری کے ساتھ پورا نہ کرے تو یہ بھی بہت بڑی خیانت ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رسول الله ﷺ : أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِداً جَائِعاً. (بیہقی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ تم کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔

(۸) عملی سنت

خوشبو لگانا

عَن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ انه قَالَ : كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عطردانی تھی جس سے آپ ﷺ عطر لگایا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ، حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کو عمدہ خوشبو لگایا کرتی تھی، یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سر اور داڑھی میں دیکھتی تھی۔ (بخاری)

اٹھائیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ الانفطار (۲)

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ:	اے انسان!
مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ:	تیرے کریم رب کے بارے میں تجھے کس چیز نے فریب میں ڈالا
الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ:	جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تجھے ٹھیک کیا، پھر تجھے توازن کے ساتھ بنایا
فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ:	جس طرح چاہا تجھے بنادیا
كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ:	ہرگز نہیں! مگر تم بدلہ کے دن کو جھٹلاتے ہو
وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ، كِرَاماً كَاتِبِينَ:	جب کہ تم پر نگہبان مقرر ہیں، عزت دار لکھنے والے
يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ:	وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

(۲) عقائد

کائنات کے چلانے میں کسی کے شریک ہونے کے منفی اثرات

قرآن مجید میں جو سب سے معقول دلیل اس نظام کائنات میں اللہ کے ساتھ کسی کے شریک نہ ہونے کی دی گئی ہے وہ سب سے جامع ومؤثر اور کسی بھی غیر جانب داری سے غور کرنے والے شخص کو شرک وکفر سے بچانے کے لیے کافی ہے، اللہ کا ارشاد ہے: اگر اس آسمان وزمین کو چلانے میں اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا شریک ہوتا تو ضرور اس کا نظام بگڑ جاتا "لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا" جب انسانوں کا وقتی ومحدود دنیاوی نظام کسی شریک یا پارٹنر کے ساتھ ٹھیک چل

نہیں سکتا اگر کچھ دنوں چلے بھی تو زیادہ دن تک برقرار نہیں رہ سکتا تو کائنات کا یہ لامحدود وسیع نظام کیوں کر صحیح صحیح چل رہا ہوتا، اگر اس میں کوئی شریک ہوتا تو کوئی کہتا کہ آج بارش برسائی جائے تو دوسرا کہتا کہ آج نہیں کل، کسی کی رائے ہوتی کہ انسان نے بغاوت وسرکشی کی حد کردی ہے اس لیے بطور تنبیہ وسزا سورج کو کچھ دنوں کے لیے معطل رکھا جائے تو دوسرا کہتا کہ نہیں چلنے دیا جائے، کسی کی رائے ہوتی کہ فلاں کی مدت حیات ختم کردی جائے لیکن دوسرا شریک اصرار کرتا کہ ابھی نہیں کچھ مدت اور انتظار کیا جائے، ان دونوں کے جھگڑے میں بندوں کا جینا دوبھر ہو جاتا انسانیت تباہ ہو جاتی اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا، پھر ایک دن وہ آتا کہ دونوں خدا ہی آپس میں لڑنے لگتے اور ایک دوسرے کو ختم کردیتے، چنانچہ دوسری جگہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر نعوذ باللہ اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا شریک ہوتا یا اس کی اولاد ہوتی اور خدائی میں شریک ہوتی تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے، اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب چیزوں سے پاک ہے: "مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ" (سورہ مؤمنون)

(۳) دعائیں

کسی کے کچھ کھلانے یا پلانے پر پڑھنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ

ترجمہ: اے اللہ تو کھلا دے جس نے مجھے کھلایا اور اس کو پلا دے جس نے مجھے پلایا

(۴) فقہ

جنازے کے احکام

سکرات: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

جس شخص پر موت کی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہوں اس کو داہنے پہلو لٹا کر قبلہ رو کرنا مستحب ہے، البتہ چت لٹانا بھی

جائز ہے، چت لٹانے کی صورت میں اس کے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کیے جائیں اور سر تھوڑا سا اٹھایا جائے تا کہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔

جس پر موت کی علامتیں ظاہر ہو چکی ہوں اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا سنت ہے، تلقین کی صورت یہ ہے کہ اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا جائے، اس کے پاس سورۂ یٰس کی تلاوت کرنا مستحب ہے کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے: جس مریض کے پاس سورہ یٰس پڑھیں اور وہ مر جائے تو وہ سیراب رہتا ہے، وہ قبر میں سیراب داخل کیا جاتا ہے اور قیامت کے دن سیراب اٹھایا جاتا ہے۔ (ابوداود)

غسل دینے سے پہلے کے اعمال

اگر کسی شخص کا انتقال جائے تو ٹھوڑی کو سر کے اوپر سے چوڑے کپڑے سے باندھا جائے اور آنکھیں بند کی جائیں، آنکھیں بند کرنے والا یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر

میت کے پیٹ پر کوئی چیز رکھی جائے تا کہ پیٹ نہ پھولے اور ہاتھ پہلوؤں سے باندھ دیا جائے۔

دوسروں کو موت کی خبر دینا اور تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مسلمان میت کے سلسلہ میں چار کام فرض کفایہ ہیں:

۱۔ غسل دینا ۲۔ کفن پہنانا

۳۔ جنازہ کی نماز پڑھنا ۴۔ دفن کرنا

فرض کفایہ یعنی بعض لوگ کریں تو تمام لوگوں سے فرض ساقط ہو جائے گا ورنہ سب لوگ گنہ گار ہوں گے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

ہمارے پیغمبر کا آخری حج (حجۃ الوداع)

ذی قعدہ ۱۰ھ میں ہر طرف منادی ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ تشریف لے جائیں گے، یہ خبر دفعۃً پورے عرب میں پھیل گئی اور سارا عرب ساتھ چلنے کے لیے امنڈ آیا، ذی قعدہ کی ۲۶ کو آپ ﷺ نے

غسل فرمایا اور چادر اور تہبد باندھی اور ظہر کی نماز کے بعد مدینہ سے باہر نکلے، مدینہ سے چھ میل پر ذوالحلیفہ کے مقام پر رات گزاری اور دوسرے دن دوبارہ غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے یہ الفاظ فرمائے، جو آج تک ہر حاجی کا ترانہ ہے:۔

"لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ، لَبَّیکَ لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ، اِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ،لَاشَرِیکَ لَکَ".

اے خدا! ہم تیرے لیے حاضر ہیں، اے خدا! ہم تیرے لیے حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ہم تیرے سامنے حاضر ہیں تعریف اور نعمت سب تیری ہے اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

جب آنحضرت ﷺ لبیک فرماتے تھے تو اس کے ساتھ کم وبیش ایک لاکھ آدمیوں کی زبان سے یہی نعرہ بلند ہوتا تھا اور دفعۃً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی جوابی آواز سے گونج اٹھتی تھیں، اس طرح منزل بہ منزل آپ ﷺ آگے بڑھتے چلے یہاں تک کہ اتوار کے روز ذوالحجہ کی ۵ رتاریخ کو مکہ میں داخل ہوئے۔

عمرہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے دوسرے صحابہ کو احرام کھول دینے کی ہدایت فرمائی، اسی وقت حضرت علیؓ مرتضیٰ یمنی حاجیوں کے ساتھ مکہ پہنچے، جمعرات کے روز آٹھویں ذی الحجہ کو آپؐ نے سارے مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا ،دوسرے دن نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے، عام مسلمانوں کے ساتھ عرفات آ کر ٹھہرے، دوپہر ڈھل گئی تو قصواء پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور اسی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے حج کا خطبہ دیا۔

آپ ﷺ نے مجمع کی طرف خطاب کیا: "تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟" ایک لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی "ہم کہیں گے کہ آپ ﷺ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا، یہ سن کر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا: "اے خدا تو گواہ رہ"، عین اس وقت جب آپ ﷺ نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے خدا کی بارگاہ سے یہ بشارت آئی:

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا". (مائدہ)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو پورا کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کا دین چن لیا۔

خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال نے اذان دی اور حضرت ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی نماز سے فارغ ہو کر اونٹ پر سوار مسلمانوں کے ساتھ موقف تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے

دعاوزاری میں مصروف رہے، جب آفتاب ڈوبنے لگا تو چلنے کی تیاری کی، دفعۃً ایک لاکھ آدمیوں کے سمندر میں تلاطم برپا ہوگیا، آپ ﷺ آگے بڑھتے جاتے تھے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے، زبان سے فرماتے جاتے تھے "لوگو! امن اور سکون کے ساتھ، لوگو! امن اور سکون کے ساتھ"، مغرب کا وقت تنگ ہورہا تھا کہ سارا قافلہ مزدلفہ کے مقام پر پہنچا یہاں پہلے مغرب پھر فوراً ہی عشاء کی نماز ادا ہوئی۔

صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر قافلہ آگے بڑھا، جاں نثار داہنے بائیں تھے، اہل ضرورت اپنی اپنی ضروریات کے مسئلے پوچھ رہے تھے اور آپ ﷺ ان کے جواب دیتے جاتے تھے، جمرہ پہنچ کر کنکریاں ماریں اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا: "مذہب میں خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے نہ بڑھنا، تم سے پہلے قومیں اسی سے برباد ہوئیں"، اسی درمیان میں یہ فقرہ بھی فرمایا جس سے وداع ورخصت کا اشارہ ملتا تھا: "مجھ سے حج کے مسئلے سیکھ لو، میں نہیں جانتا کہ پھر حج کر سکوں گا" یہاں سے نکل کر اب منیٰ میں تشریف لائے، داہنے بائیں آگے پیچھے مسلمانوں کا ہجوم تھا، مہاجرین قبلہ کے داہنے، انصار بائیں اور بیچ میں عام مسلمانوں کی صفیں تھیں، آنحضرت ﷺ اونٹ پر سوار تھے۔

حج کے دوسرے کاموں سے فارغ ہوکر ۱۴ ذی الحجہ فجر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھ کر سارا قافلہ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوگیا اور آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے جھرمٹ میں مدینہ کی راہ لی۔

(۶) درس حدیث

بہتان اور الزام تراشی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مؤمن کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنمیوں کے پیپ میں ڈال دے گا اور یہ اس پیپ میں اس وقت تک پڑا رہے گا جب تک سزا پوری نہ کرلے۔

(ابوداؤد)

گناہ کبیرہ میں سے ایک بڑا گناہ "بہتان اور الزام تراشی" ہے، اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر بے بنیاد الزام لگاتا ہے تو وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کے علاوہ خود اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور اپنے آپ کو گناہ میں مبتلا کرتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں الزام تراشی، بہتان، اورافترا پردازی کا خوب چلن ہے، اکثر لوگ اس مہلک مرض میں مبتلا ہیں، شریعت نے بے گناہ اور بے قصور مسلمان پر الزام لگانے، بہتان تراشی کرنے اور اسے ناکردہ گناہ کا موردِ الزام ٹھہرانے کو ایک سنگین جرم اور بدترین اخلاقی گناہ قرار دیا ہے اور اس کی سخت سزا مقرر فرمائی ہے۔

(۷) حفظ حدیث

قال رَسُول اللّٰه ﷺ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ. (نسائی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔

(۸) عملی سنت

وضو کے بعد دعا پڑھنا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ. (مسلم).

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے کوئی اچھی طرح اہتمام سے وضو کرے پھر أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

انتیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورة الانفطار (۳)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ:	یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ:	اور گنہگار لوگ جہنم میں ہوں گے
يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ:	بدلہ کے دن اس میں وہ جا گریں گے
وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ:	اور وہ اس سے چھپ کر بھاگ نہیں سکتے
وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ:	اور آپ کو پتہ بھی ہے کہ بدلہ کا دن کیا چیز ہے!
ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ :	پھر آپ کو پتہ بھی ہے کہ بدلہ کا دن کیا چیز ہے!
يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئاً :	جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ	اور حکم اس دن صرف اللہ کا چلے گا۔

(۲) عقائد

اللہ کے ساتھ شرکت غیر عقلی ہے

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے علاوہ جتنے لوگ پائے جاتے ہیں سوائے دہریوں کے جو سرے سے خدا کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں سب اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اس کائنات کا خالق و مالک اللہ ہی ہے، چنانچہ قرآن میں پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ اگر آپ ان مشرکوں سے یہ پوچھیں گے کہ اس آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ ہی نے، لیکن افسوس کہ اسی کے ساتھ وہ اس بات کا بھی غیر معقول عقیدہ

رکھتے ہیں کہ اس کائنات کا نظم ونسق کو چلانے میں اس کے ساتھ دوسرے بھی شریک ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کے اس نظام کو چلانے میں دوسروں کی ضرورت کیوں ہے، کیا وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہے جو نظم مملکت میں لازمی طور پر اپنے وزراء اور معاونین کے محتاج ہیں اس لیے کہ وہ ہر جگہ جا نہیں سکتے، ہر کام خود نہیں کر سکتے، ہر چیز پر نگاہ نہیں رکھ سکتے، اللہ تعالیٰ تو ان کمزوریوں سے پاک ہے، بیک وقت ہر چیز پر اس کی نگاہ رہتی ہے اور وہ ہر چیز پر ہر وقت قادر ہے، یا پھر یہ کہ وہ نعوذ باللہ اس دنیا کو بنا کر تھک گیا کہ اب اس کو چلانا اس کے لیے ممکن نہیں، اس لیے دوسروں کے حوالے کر دیا یا پھر چلانے میں کسی کو شریک کر لیا، اس بات کی نفی خود اللہ نے فرمائی: "وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ " کہ اس دنیا کے بنانے میں ہمیں ذرا برابر تھکاوٹ نہیں ہوئی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو انسانوں اور دوسری مخلوقات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جنھیں سونے، اُونگھنے اور آرام کرنے کی ضرورت ہے، ارشاد خداوندی ہے کہ اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند "لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ "۔

نظم مملکت میں کسی کو شریک کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مخاطب اور سامنے والے کے اس پر عظیم احسانات ہیں، کاروبار سلطنت میں شرکت کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن اس کو خوش کرنا مطلوب ہے، کیا اللہ پر کوئی احسان کا تصور ہوسکتا ہے، اس پر کسی کا احسان نہیں، ہر ایک پر اس کا احسان ہے اور نہ اس کو کسی کو خوش کرنے کی ضرورت ہے، وہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے "اِنَّ اللہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ "

ان سب مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر کائنات کے چلانے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی شرکت کو غیر معقول اور غیر منطقی نہیں کہا جائے گا تو اور کیا کہا جائے گا؟!

(۳) دعائیں

مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔

(۴)فقہ

میت کا غسل

میت کو غسل دینے والے کے لیے ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

۱۔ مسلمان ہو، کافر میت کو غسل دینا واجب نہیں ہے۔

۲۔ میت کا اکثر یا سر کے ساتھ نصف بدن موجود ہو جسم کے اعضا بکھرے ہوئے ہوں تو غسل واجب نہیں۔

۳۔ اللہ کے راستہ کا شہید نہ ہو، شہید کو غسل کے بغیر ان ہی کے کپڑوں میں خون کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔

۴۔ تخلیق مکمل ہونے سے پہلے گرا ہوا حمل نہ ہو (عموماً چار مہینے سے پہلے کے حمل کی تخلیق مکمل نہیں ہوتی)۔

اگر کوئی بچہ زندہ پیدا ہو جائے، مثلاً اس کی آواز سنی جائے یا اس میں کوئی حرکت محسوس کی جائے تو اس کو غسل دینا، کفن دینا اور اس کی نماز پڑھنا واجب ہے، چاہے حمل کی مدت مکمل ہوگئی ہو یا نہیں۔

اسی طرح تخلیق مکمل ہونے کے بعد بچہ مردہ پیدا ہو جائے تو صرف غسل دیا جائے گا، نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

غسل کا مسنون طریقہ

میت کو چارپائی پر رکھ کر ناف سے گھٹنے تک کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے پھر اس کے کپڑے اتار کر وضو کرایا جائے لیکن ناک میں پانی نہ ڈالا جائے اور نہ کلی کرائی جائے بلکہ پانی میں بھگوئے ہوئے کپڑے سے چہرہ اور ناک پونچھی جائے، آسانی سے دستیاب ہونے پر بیری کے پتے ڈال کر گرم کیا ہوا پانی بدن پر ڈالا جائے۔

سر اور داڑھی کے بال کو صابون یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے دھویا جائے، پھر داہنے پہلو لٹا کر پانی ڈالا جائے یہاں تک کہ نیچے تک پانی پہنچ جائے، پھر بائیں پہلو لٹا کر پانی ڈالا جائے یہاں تک کہ نیچے تک پانی پہنچ جائے، پھر ٹیک لگا کر بٹھا کر آہستہ سے پیٹ دبایا جائے اور اگلی اور پچھلی شرمگاہ سے نکلی ہوئی گندگی کو دھویا جائے اور میت کے ناخن اور بال کاٹے نہ جائیں، نیز میت کے سر اور داڑھی کے بال میں کنگھی بھی نہ کی جائے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

وفات نبوی ﷺ

حضور کی پاک روح کو اس دنیا میں اسی وقت تک رہنے کی ضرورت تھی کہ نبوت کا کام پورا اور توحید کی روشنی سے دنیا کا اندھیرا دور ہو جائے، اب جب کہ یہ کام پورا ہو چکا تو پھر خدا کے پاس واپسی کا حکم آ پہنچا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر عام مسلمانوں کو اپنے دیدار سے مشرّف فرما کر خدا کے آخری احکام سے مطلع فرمایا، حج کے سفر سے واپس ہونے کے دو ماہ بعد صفر ۱۱ھ کی کسی درمیانی تاریخ میں آدھی رات کو آپ ﷺ مسلمانوں کے عام قبرستان جس کا نام جنت البقیع ہے تشریف لے گئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی، واپس آئے تو مزاج ناساز ہوا، یہ بدھ کا دن اور ام المومنین حضرت میمونہؓ کی باری کا دن تھا، پانچ دن تک اس بیماری کی حالت میں بھی باری باری ایک ایک بیوی کے حجرہ (کوٹھری) میں تشریف لے جاتے، پیر کے دن بیماری زیادہ بڑھی تو بیویوں سے اجازت لی کہ حضرت عائشہؓ کے گھر قیام فرمائیں، کمزوری اتنی تھی کہ بے سہارا چل نہیں سکتے تھے، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ دونوں بازو تھام کر حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں لائے۔

جب تک آنے جانے کی طاقت رہی، مسجد میں نماز پڑھانے کو تشریف لاتے رہے، سب سے آخری نماز آپ ﷺ نے مغرب کی پڑھائی، عشاء کا وقت آیا، دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی، لوگوں نے عرض کیا: حضور کا انتظار ہے، لگن میں پانی بھروا کر غسل فرمایا، لیکن جب اٹھنا چاہا تو غش آ گیا، افاقہ ہوا تو پھر پوچھا: نماز ہو چکی؟ پھر کہا گیا کہ حضور کا انتظار ہے، آپ ﷺ نے پھر غسل فرمایا اور اٹھنا چاہا تو بے ہوش ہو گئے، افاقہ ہوا تو پھر دریافت فرمایا، تیسری مرتبہ جسم مبارک پر پانی ڈالا گیا، پھر جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو پھر غشی طاری ہو گئی، اب جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں، چنانچہ کئی دن تک حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔

وفات سے چار روز پہلے طبیعت میں کچھ سکون ہوا، ظہر کے وقت پانی کے سات مشکوں سے غسل فرما کر حضرت عباسؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے سہارے سے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، جماعت کھڑی تھی، حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھا رہے تھے، آہٹ پا کر انھوں نے پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ ﷺ نے روک دیا اور ان کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے، نماز کے بعد

ایک مختصر خطبہ دیا جس میں فرمایا: "خدا نے اپنے ایک بندہ کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا خدا کے پاس جو کچھ ہے اس کو قبول کرے، اس نے خدا ہی کے پاس کی چیزیں قبول کیں"، یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ رو پڑے، کیوں کہ وہ سمجھ چکے تھے کہ یہ بندہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، انصار کی وفاداری کا خیال فرما کر ان کی نسبت فرمایا: عام مسلمان بڑھتے جائیں گے، لیکن انصار اسی طرح کم ہو کر رہ جائیں گے جیسے کھانے میں نمک، مسلمانو! وہ اپنا کام کر چکے، اب تمھیں اپنا کام کرنا ہے، وہ میرے جسم میں بمنزلہ معدہ کے ہیں، میرے بعد جو اسلام کے کاموں کو اپنے ہاتھ میں لے میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے"۔

مرض میں زیادتی اور کمی ہوتی رہتی تھی، جس دن وفات ہوئی یعنی پیر کے دن بظاہر طبیعت ہلکی تھی، حجرۂ مبارک مسجد سے ملا ہوا تھا، آپ ﷺ نے صبح کے وقت پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ فجر کی نماز میں مشغول تھے، دیکھ کر مسکرا دیے کہ خدا کی زمین میں آخر وہ گروہ پیدا ہو گیا جو رسول کی تعلیم کا نمونہ بن کر خدا کی یاد میں لگا ہے، لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ آپ ﷺ باہر آنا چاہتے ہیں، خوشی سے لوگ بے قابو ہو چلے تھے اور قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں، حضرت ابو بکرؓ جو امام تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں لیکن آپ ﷺ نے اشارہ سے روکا اور حجرہ کے اندر ہو کر پردہ چھوڑ دیا، کمزوری اتنی تھی کہ آپ ﷺ پردہ بھی اچھی طرح نہ چھوڑ سکے، یہ سب سے آخری موقع تھا جس میں عام مسلمانوں نے حضور ﷺ کو ان کی زندگی میں دیکھا، دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا، آپ ﷺ پر بار بار غشی طاری ہو رہی تھی، حضرت فاطمہ زہراؓ یہ دیکھ کر بولیں "ہائے میرے باپ کی بے چینی"، آپ ﷺ نے سنا تو فرمایا: "تمھارا باپ آج کے بعد پھر بے چین نہ ہوگا"۔

سہ پہر تھی، سینہ میں سانس کی گھڑ گھڑاہٹ محسوس ہوتی تھی، اتنے میں مبارک ہونٹ ہلے، تو لوگوں نے آپ کو یہ کہتے سنا: "نماز اور غلاموں سے نیک برتاؤ"، اتنے میں ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا: "بَلِ الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى" اب اور کوئی نہیں وہی سب سے بڑھ کر ساتھی (خدا) چاہیے، یہی کہتے کہتے ہاتھ لٹک آئے، آنکھیں چھت سے لگ گئیں اور روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

حضور انور ﷺ کی وفات ہجرت کے گیارھویں سال ربیع الاول کے مہینہ میں دوشنبہ یعنی پیر کے دن سہ پہر کے وقت ہوئی، مشہور روایت یہ ہے کہ یہ بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین کا کام منگل کو شروع ہوا اور آپ ﷺ کے خاص عزیزوں نے اس کام کو انجام دیا حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضور ﷺ کے آزاد کیے ہوئے غلام حضرت زید کے بیٹے حضرت اسامہؓ نے آپ ﷺ کو نہلایا، حضرت عباسؓ بھی موجود تھے، حضرت عائشہؓ کے جس حجرہ میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی وہیں آپ کو دفن کیا گیا اور اس لیے یہ حجرہ آج کے دن تک روضہ نبوی کے نام سے موسوم ہے۔

(۶) درس حدیث

قرض کی ادائیگی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرض کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود وقت پر ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے (بخاری)

اگر کوئی شخص کسی خاص ضرورت کی وجہ سے قرض مانگتا ہے تو قرض دے کر اس کی مدد کرنا باعث اجر وثواب ہے، ضرورت کے وقت قرض مانگنا جائز ہے اور اگر کوئی شخص قرض کا طالب ہو تو اس کو قرض دینا مستحب ہے، کیوں کہ شریعت اسلامیہ نے قرض دے کر کسی کی مدد کرنے میں دنیا وآخرت کے بہترین بدلہ کی ترغیب دی ہے اور قرآن کریم کی سب سے طویل آیت میں اس کے احکام بھی ذکر کیے گئے ہیں تا کہ بعد میں کسی طرح کا کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔

۱۔ اگر کسی شخص کو قرض دیا جائے تو اس کو تحریری شکل میں لایا جائے، خواہ قرض کی مقدار کم ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ قرض کی ادائیگی کی تاریخ بھی متعین کر لی جائے۔

۳۔ دو گواہ بھی طے کر لیے جائیں۔

البتہ قرض لینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش کر کے وقت پر قرض کی ادائیگی کرے، اگر متعین وقت پر قرض کی ادائیگی ممکن نہیں ہے تو قرض دینے والے سے قرض کی ادائیگی کی تاریخ سے مناسب وقت قبل مزید مہلت مانگے، لیکن قرض کی ادائیگی پر قدرت رکھنے کے باوجود قرض کی ادائیگی میں جو لوگ کوتاہی کرتے ہیں ان کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ارشادات میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

قرض کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور قرض کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود قرض کی ادائیگی نہ کرنے والا ظالم وفاسق ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شہید کے تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے، مگر کسی کا قرضہ معاف نہیں کرتا۔ (مسلم)

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے کسی ہدیہ کو حقیر نہ سمجھے چاہے وہ بکری کا کُھر ہی کیوں نہ ہو۔

(۸) عملی سنت

قرآن کی تلاوت کا اہتمام

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کی تلاوت کرو اس لیے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتے ہوئے آئے گا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دلوں کو بھی زنگ لگتا ہے، جس طرح لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے، پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول: اس کی صفائی کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ (بیہقی)

تیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التکویر (۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ:	اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
إِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ:	جب سورج لپیٹ دیا جائے گا
وَإِذَا النُّجُومُ انۡكَدَرَتۡ:	اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر جائیں گے
وَإِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ:	اور جب پہاڑ چلا دیے جائیں گے
وَإِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ :	اور جب حاملہ اونٹنیوں کو بیکار چھوڑ دیا جائے گا
وَإِذَا الۡوُحُوشُ حُشِرَتۡ :	اور جب سب جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے
وَإِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ:	اور جب سمندر میں آگ لگا دی جائیگی
وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتۡ :	اور جب لوگوں کے گروہ کر دیئے جائیں گے
وَإِذَا الۡمَوۡؤُدَةُ سُئِلَتۡ:	اور جب زندہ دفن کی جانے والی جان سے پوچھا جائے گا
بِأَيِّ ذَنۡبٍ قُتِلَتۡ:	کہ کس گناہ میں اس کو مارا گیا
وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ:	اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے
وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتۡ :	اور جب آسمان چیر دیا جائے گا
وَإِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ:	اور جب جہنم بھڑکا دی جائے گی
وَإِذَا الۡجَنَّةُ أُزۡلِفَتۡ:	اور جب جنت قریب کر دی جائے گی
عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا أَحۡضَرَتۡ:	اس وقت ایک ایک شخص کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔

(۲) عقائد

غیر اللہ کی بے بسی

ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالی نے تھوڑی سی بھی عقل سلیم دی ہے اگر چند لمحوں کے لیے بھی غیر اللہ اور ان انسانوں کی بے بسی پر غور کرے جن کی وہ پرستش کرتا ہے تو زندگی بھر وہ اپنی اس بے وقوفی اور حماقت پر روتا رہے۔

عقلی اصول یہ ہے کہ خالق ومخلوق میں اختیارات وکمالات اور تصرفات کے اعتبار سے نمایاں فرق ہونا چاہیے، خدا اور بندے برابر ہو ہی نہیں سکتے، خدا کو ہر حال میں ممتاز و برتر ہونا چاہیے اور اس پوزیشن میں کہ وہ اپنے بندوں کو نفع ونقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھے، اس کی دعاؤں اور مرادوں کو سن کر اس کو پورا کر سکے، اس کی خیر خواہی وہمدردی کا جذبہ اس میں موجود ہو جس کی بنیاد پر اس کی طلب ودرخواست کے بغیر بھی وہ اپنے بندہ کو نقصان ومضرت سے بچا سکے، مذکورہ بالا شرطوں پر سوائے اللہ کے کسی کی ذات نہیں اترتی۔

اللہ تعالی کو چھوڑ کر آج جن خود ساختہ خداؤں کی پرستش کی جارہی ہے ان کی بے بسی کی منظر کشی قرآن مجید میں جس طرح کی گئی ہے اس پر اگر انسان غور کرے تو شرک وکفر سے وہ اسی وقت توبہ کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے، اللہ فرماتا ہے کہ اے لوگو! یہ بت جس کی تم عبادت کرتے ہو ایسے بے بس ہیں کہ جو کھانا تم ان کے سامنے رکھتے ہو اس کو اگر ایک معمولی مکھی بھی اڑا لے جائے تو وہ اس کو واپس نہیں لا سکتے"۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: اے انسانو! تم ان کو پکارتے ہو حالانکہ تمھارا ان کو پکارنا اور ان سے مانگنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی سمندر یا کنویں کے کنارے کھڑے ہو کر یہ چاہے کہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے، کیا اس طرح سے پانی اس کے منہ تک پہنچ جاتا ہے! پانی کا صرف پکار سن کر جس طرح منہ تک پہنچنا ناممکن ہے اسی طرح ان بتوں کا سننا بھی ناممکن ہے، دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اس کو سن نہیں سکتے اور ان کے پکارنے کی ان کو خبر بھی نہیں ہے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ وہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے وہ تم کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ تم کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔

(۳) دعائیں

مسجد سے نکلتے وقت پڑھنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے۔

(۴) فقہ

کفن

میت کو اس کے اپنے مال میں سے اور مال نہ ہو تو اس کی زندگی میں اس کا نفقہ جن لوگوں پر واجب تھا ان کے مال سے کفن دینا ضروری ہے، اگر ان لوگوں کے پاس بھی مال نہ ہو تو بیت المال سے کفن دیا جائے۔

اگر بیت المال نہ ہو تو مستطیع مسلمانوں پر میت کو کفن دینا واجب ہے، کفن کم از کم اتنا ہونا ضروری ہے کہ اس سے پورا بدن چھپ جائے، البتہ مرد کے لیے سنت کفن ایک قمیص، ایک لنگی اور ایک چادر ہے۔

مرد کو کفن دینے کا طریقہ

سب سے پہلے چادر ڈالی جائے، پھر چادر پر لنگی ڈالی جائے، پھر قمیص اور میت کو اس پر رکھا جائے اور قمیص پہنائی جائے، پھر بائیں جانب سے لنگی لپیٹی جائے، پھر داہنی طرف سے، پھر بائیں جانب سے چادر لپیٹا جائے، پھر بائیں جانب سے اور کفن کو دونوں طرف سے باندھ دیا جائے۔

عورت کے لیے سنت کفن ایک چادر، ایک لنگی، ایک قمیص، ایک اوڑھنی اور ایک کپڑے کا ٹکڑا ہے۔

افضل یہ ہے کہ کپڑے کا ٹکڑا سینے سے رانوں تک ہو لیکن سینے سے ناف تک کپڑے کا ٹکڑا رکھنا بھی جائز ہے۔

عورت کو کفن دینے کا طریقہ

پہلے چادر ڈالی جائے پھر چادر پر لنگی پھر لنگی پر قمیص ڈالی جائے اور قمیص پہنائی جائے، بال کی دو چوٹیاں بنا کر قمیص

کے اوپر سینہ پر ڈالی جائیں، پھر سر پر اوڑھنی ڈالی جائے، اوڑھنی لپیٹی نہ جائے اور نہ باندھی جائے، پھر بائیں جانب سے لنگی لپیٹی جائے پھر داہنے طرف سے بھی لنگی لپیٹی جائے، پھر کپڑے کا ٹکڑا سینے پر ڈال کر آخیر میں چادر لپیٹی جائے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

ازواج مطہرات

آنحضرت ﷺ کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح کیا، اس کے بعد دوسری بیویاں نکاح میں آئیں، جن کے نام یہ ہیں: حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ام المساکین، حضرت اُم سلمہؓ، حضرت زینبؓ بنت جحش، حضرت جُویریہؓ بنت الحارث، حضرت اُمّ حبیبہؓ بنت ابوسفیان، حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن خطاب، حضرت میمونہؓ بنت حارث اور حضرت صفیہؓ، ان میں حضرت زینبؓ ام المساکین کے علاوہ اور سب بیویاں آپ ﷺ کی وفات کے وقت زندہ تھیں، آپ ﷺ کی ایک بیوی اور تھیں جو کنیز تھیں اور مصر سے آئی تھیں جو ماریہ قبطیہ کہلاتی تھیں، یہ سب امت کی مائیں تھیں، اس لیے امہات المومنین کہی جاتی ہیں۔

اولاد

آپ ﷺ کی ساری اولاد صرف پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ سے ہوئیں، حضرت ماریہؓ سے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے تھے، جو بچپن ہی میں وفات پاگئے، حضرت خدیجہؓ سے دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جن کا لقب طاہر وطیب تھا، انھوں نے بچپن ہی میں وفات پائی، اور چار صاحبزادیاں ہوئیں اور سب نے اسلام کا زمانہ پایا، سب سے بڑی حضرت زینبؓ جن کا نکاح ابوالعاص سے ہوا تھا، انھوں نے ۸ھ میں اُمامہ نام کی ایک بچی چھوڑ کر وفات پائی، منجھلی کا نام حضرت رقیہؓ تھا جو اسلام کے بعد حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں اور مدینہ آکر ۲ھ میں انتقال کیا، تیسری صاحبزادی کا نام اُم کلثومؓ تھا، حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد ان سے حضرت عثمانؓ نے نکاح کیا اور ۹ھ میں وفات پائیں، چھوٹی صاحبزادی جو حضرت کو سب سے زیادہ پیاری تھیں حضرت فاطمہ زہراؓ تھیں، جن سے حضرت علی مرتضیٰؓ نے شادی کی اور ان سے دو صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

(۶) درس حدیث

تکبر وغرور

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا جنت میں نہیں جا سکے گا۔ (مسلم)

تکبر شیطانی صفت ہے کیوں کہ شیطان نے تکبر ہی کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا، اسی بنا پر وہ لعین اور مردود ہوا، لہٰذا متکبر شخص اسی طرح دین اور دنیا میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے اور لوگوں کی لعنت کا حق دار ٹھہرتا ہے، آسمان و زمین کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا گناہ شیطان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کر کے تکبر کی وجہ سے ہوا، تکبر ہی نے ابلیس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکائی اور حکمِ خداوندی کا انکار کر دیا اور تمام عبادات اس کی برباد کر دی گئیں، حضور ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور ہوگا اس پر جنت کے دروازے بند ہوں گے۔

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً عِنْدَاللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ (بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سخت ترین عذاب والے تصویر بنانے والے ہیں۔

(۸) عملی سنت

ملاقات پر ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی دو مسلمانوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے، اور وہ ایک دوسرے سے رضائے الٰہی کی خاطر مصافحہ کرتے ہیں، تو ان کے علیحدہ ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے ملتے ہوئے اسے سلام کرتا ہے، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرتا ہے، تو ان دونوں کی خطائیں اس طرح جھڑ جاتی ہیں، جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (طبرانی) یاد رہے کہ کسی مرد کا نامحرم عورت سے اور عورت کا نامحرم مرد سے مصافحہ کرنا حرام ہے۔

اکتیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التکویر (۲)

فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ :	میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو چھپ کر ظاہر ہوتے ہیں
الْجَوَارِ الْكُنَّسِ:	چلتے ہیں پھر چھپ جاتے ہیں
وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ:	اور رات کی جب وہ ڈھلتی ہے
وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ :	اور صبح کی جب وہ نمودار ہوتی ہے
إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ :	یقیناً یہ ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا کلام ہے
ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ:	جو طاقت والا بھی ہے عرش والے کے پاس عزت رکھنے والا بھی
مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ :	اس کی بات مانی جاتی ہے، امانت دار بھی ہے
وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ :	اور تمھارے ساتھی میں کچھ بھی دیوانہ پن نہیں ہیں۔

(۲) عقائد

غیر اللہ کی بے بسی

قرآن مجید غیر اللہ کی پرستش کرنے والے انسانوں سے بڑی ہی ہمدردی و خیر خواہی سے مخاطب ہے کہ اے لوگو! تم جس کی عبادت کرتے ہو بتاؤ تو سہی کیا وہ تمھیں کوئی فائدہ دے سکتے ہیں یا پھر کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں، جب مثبت منفی کوئی پہلو خیر وشر کا ان میں نہیں تو پھر ان کی پرستش تم کیوں کرتے ہو، وہ تمھاری جب سنتے ہی نہیں تو مرادیں اور حاجتیں پوری کرنے

کا کیا سوال، تمھارا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی طرح ان کی عبادت کرتے پایا ہے، یہ کتنا غیر معقول جواب ہے! کیا تمھارے آباء واجداد کوئی غلط کام کررہے تھے تب بھی تم ان کی تقلید واتباع کروگے، کیا انھوں نے جب رات کو دن کہا اور دن کو رات تو تم بھی کیا اسی طرح کہوگے، کیا جب انھوں نے گمراہی وضلالت کو روشنی وہدایت سمجھا تو تم بھی شرک وکفر کو ایمان واسلام سمجھوگے، عبادت کے لائق تو وہ ذات ہے جس کے ہاتھ میں تمھاری پیدائش وموت ہے، جو تم کو بیمار ہونے پر شفا دیتا ہے، تم کو کھلاتا اور پلاتا ہے، تمھاری سنتا ہے اور تمھاری حاجتیں پوری کرتا ہے، تمھارے ان خداؤں کا یہ عالم ہے کہ ان کے پاس چلنے کے لیے نہ پیر ہیں اور نہ پکڑنے کے لیے ہاتھ، نہ دیکھنے کے لیے آنکھ ہے اور نہ سننے کے لیے کان ایسے بے بس خداؤں کو تم پوجتے ہو، اگر یہ تمھارے واقعی معبود ہیں تو ان سے تم کچھ مانگ کر دیکھو کہ کیا وہ تمھاری ضرورتیں پوری کرتے ہیں، کیا یہ کسی چیز کو اللہ کی طرح پیدا کرسکتے ہیں یا پھر ان کو ختم کر کے دوبارہ زندہ کرسکتے ہیں، ہمارے اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کائنات بنائی جب کہ ان کا یہ حال ہے کہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر موجود باریک خول بھی نہیں بنا سکتے۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: اے لوگو! اللہ کے تنہا خالق ومالک اور رب ہونے میں تمھیں اس وقت شبہ ہونا چاہیے تھا جب تمھارے یہ معبود اللہ ہی کی طرح کچھ پیدا کرتے، پھر تمھارے لیے اللہ کی اور ان کی پیدا کردہ چیزوں میں فرق کرنا مشکل ہوتا جب ایسی کوئی بات ہی نہیں تو پھر اللہ ہی کے معبود حقیقی ہونے کے سلسلہ میں شک وشبہ کے کیا معنیٰ؟

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود ومددگار اور سرپرست بنالیا ہے ان کے حق میں ان بتوں کی مثال قرآن کے الفاظ میں مکڑی کے گھر کی سی ہے، سب سے کمزور اسی کا گھر ہوتا ہے، کاش یہ لوگ سمجھتے!

(۳) دعائیں

دنیا وآخرت میں عافیت کے لیے ایک جامع دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُکَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِيْ وَآمِنْ رَوْعَتِيْ.

ترجمہ: اے اللہ: میں تجھ سے دنیا وآخرت دونوں میں عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں معافی اور امن اپنے دین ودنیا میں اور اپنے اہل ومال میں، اے اللہ: میرے عیب ڈھانپ دے اور خوف کو امن سے بدل دے۔

(۴) فقہ

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے ارکان دو ہیں:

۱۔ چار تکبیرات کہنا، ہر تکبیر ایک رکعت کے برابر ہے۔

۲۔ قیام، کسی عذر کے بغیر بیٹھ کر جنازہ کی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

نماز جنازہ کے شرائط

جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ میت مسلمان کی ہو، کافر کی میت کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ میت نجاست سے پاک ہو، میت کو غسل دینے سے پہلے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ میت نمازیوں سے آگے رکھی ہوئی ہو، اگر میت نمازیوں سے پیچھے رکھی ہوئی ہو تو نماز جائز نہیں ہے۔

۴۔ میت زمین پر رکھی ہوئی ہو، اگر میت چارپائی پر رکھی ہوئی ہو اور چارپائی زمین پر ہو تو بھی نماز جائز ہے۔

نماز جنازہ کی سنتیں

مندرجہ ذیل چیزیں نماز جنازہ میں سنت ہیں:

۱۔ امام کا میت کے سینہ کے پاس کھڑا ہونا، چاہے میت مرد کی ہو یا عورت کی۔

۲۔ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنا۔

۳۔ دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا۔

۴۔ تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرنا۔

اگر میت بالغ مرد یا عورت کی ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ.

اگر میت نابالغ کی ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَّذُخْرًا، وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا.

چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے، صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے۔

تین، پانچ، سات یا وتر عدد میں نمازیوں کی صف بنانا سنت ہے۔

نماز جنازہ کا طریقہ

امام جنازہ کے سینہ کے پاس کھڑا ہوگا اور مقتدی امام کے پیچھے صف میں کھڑے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک نماز جنازہ کی نیت کرے گا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہے گا، پھر ثنا پڑھے گا، دوسری تکبیر میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے گا، تیسری تکبیر میں میت کے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا کرے گا، پھر چوتھی تکبیر کہے گا، پھر دائیں بائیں سلام پھیرے گا، امام تکبیرات بلند آواز سے کہے گا اور باقی چیزیں آہستہ سے، مقتدی تکبیرات بھی آہستہ سے کہے گا، پہلی تکبیر کے علاوہ کسی تکبیر میں ہاتھ نہیں اٹھایا جائے گا۔

نماز جنازہ کے متعلق اہم مسائل

اگر نماز کے بغیر میت کو دفن کیا جائے تو اس کی قبر پر جا کر نماز ادا کی جائے گی۔

ولادت کے وقت بچہ میں زندگی ہو تو اس کا نام رکھ کر نماز پڑھی جائے۔

اگر زندگی نہ ہو تو نماز نہ پڑھی جائے بلکہ غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا جائے۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

اخلاق و عادات (۱)

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انھوں نے کہا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے، جو کچھ قرآن میں ہے وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے، خود قرآن پاک نے اس کی شہادت دی اور کہا: ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' یعنی ''بے شک اے محمد! آپ حسن اخلاق کے بڑے رُتبہ پر ہیں''۔

حضورﷺ نہایت خاکسار، ملنسار، مہربان اور رحم دل تھے، چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتے، نہایت سخی اور فیاض تھے، امکان بھر سب کی درخواست پوری کرتے، تمام عمر کسی کے سوال پر "نہیں" نہیں کہا، خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے، ایک مرتبہ ایک صحابی کی شادی ہوئی، ان کے پاس ولیمہ کا کچھ سامان نہ تھا، حضورﷺ نے ان سے فرمایا کہ عائشہؓ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ، حالانکہ اس آٹے کے سوا شام کے لیے گھر میں کچھ بھی نہ تھا، فیاضی اور دنیا کے مال سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں نقد کی قسم سے کوئی چیز بھی ہوتی تو جب تک وہ سب خیرات نہ کر دی جاتی آپ اکثر گھر میں آرام نہ فرماتے، ایک بار فدک کے رئیس نے چار اونٹوں پر غلہ بھیجا، اس کو بیچ کر قرض ادا کیا گیا، پھر بھی کچھ بچا رہا آپﷺ نے کہا: جب تک کچھ بھی باقی رہے گا، میں گھر میں نہیں جا سکتا، رات مسجد میں بسر کی، دوسرے دن جب معلوم ہوا کہ وہ غلہ تقسیم ہو چکا ہے تب گھر تشریف لے گئے۔

آپﷺ بڑے مہمان نواز تھے، آپ کے یہاں مسلمان، مشرک اور کافر سب ہی مہمان ہوتے، آپ سب کی خاطر کرتے اور خود ہی سب کی خدمت کرتے، کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود رہتا وہ ان کو کھلا پلا دیا جاتا اور پورا گھر فاقہ کرتا، ایک دفعہ آپ کے یہاں ایک کافر مہمان ہوا، آپﷺ نے ایک بکری کا دودھ اس کو پلایا، وہ سب دودھ پی گیا، آپﷺ نے دوسری بکری منگوائی، یہ اس کا بھی دودھ پی گیا، غرض سات بکریوں تک نوبت آئی۔ جب تک اس کا پیٹ نہ بھر گیا آپ دودھ پلاتے گئے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر مہمانوں کی دیکھ بھال فرماتے کہ ان کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے، گھر میں رہتے تو گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے، اپنے پھٹے کپڑے آپ سی لیتے، اپنے پھٹے جوتے کو خود گانٹھ لیتے، بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوہتے، مجمع میں بیٹھتے تو سب کے برابر ہو کر بیٹھتے، مسجد نبوی کے بنانے اور خندق کے کھودنے میں سب مزدوروں کے ساتھ مل کر آپﷺ نے بھی کام کیے۔

آپﷺ یتیموں سے محبت رکھتے اور ان کے ساتھ بھلائی کی تاکید کرتے، فرمایا: ''مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم بچے کے ساتھ بھلائی کی جا رہی ہو اور سب سے خراب گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ برائی کی جاتی ہو، آپﷺ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ جن کی حالت یہ تھی کہ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینہ پر نیل کے داغ پڑ گئے تھے، انھوں نے ایک دن آپﷺ سے ایک خادمہ کے لیے عرض کیا، آپﷺ نے جواب دیا: فاطمہ! بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ اے فاطمہ! صفہ کے غریبوں کا اب تک کوئی انتظام نہیں ہوا ہے، تمھاری درخواست کیسے قبول کروں!

(۶) درس حدیث

جھوٹی گواہی کا وبال

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو ایک دم کھڑے ہو گئے اور فرمایا: جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر کردی گئی، یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی اور قرآن کی آیت تلاوت فرمائی یعنی بت پرستی کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو، صرف اللہ کے ہو کر کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتے ہوئے۔

ویسے تو ہر جھوٹ گناہ ہے لیکن جھوٹ کی بعض قسمیں اور صورتیں بہت بڑا گناہ ہیں، ان ہی میں سے ایک یہ کہ کسی قضیہ اور معاملے میں جھوٹی گواہی دی جائے اور اس کے ذریعے سے کسی اللہ کے بندے کو نقصان پہنچایا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے پاؤں جگہ سے ہٹنے نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔ (ابن ماجہ)

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاؤُوْنَ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر انسان گنہ گار ہے اور بہترین گنہ گار توبہ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

(۸) عملی سنت

فرض نماز کے لیے گھر سے وضو کر کے جانا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت سے نماز پڑھنا اپنے گھر یا بازار میں تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں پچیس گناہ زیادہ ثواب ملتا ہے، اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کی طرف صرف نماز کے ارادہ سے نکلے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں اور ایک گناہ معاف کرتے ہیں یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوتا ہے، اور جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز میں شمار ہوتا ہے اور نماز کے بعد جتنی دیر تک نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے حق میں رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ (بخاری)

بتیسواں دن

(۱) حفظ قرآن وترجمہ قرآن

سورۃ التکویر (۳)

وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ:	اور انھوں نے تو جبرئیل امین کو کھلے آسمان میں دیکھا ہے
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ :	اور محمد ڈھکی چھپی باتیں بتانے میں بخل سے کام نہیں لیتے
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ:	اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں
فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ:	پھر تم کدھر چلے جاتے ہو
إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ:	یہ تو دنیا جہان کے لیے ایک نصیحت ہے
لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ :	اس کے لیے جو تم میں سیدھی راہ چلنا چاہے
وَمَا تَشَاؤُونَ :	اور تم جب ہی چاہتے ہو
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ:	جب اللہ چاہتا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

تفسیر: حضرت جبرئیلؑ آنحضرت ﷺ کے پاس کسی انسان کی شکل میں آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ اپنی اصل شکل میں زمین پر نمودار ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کو دیکھا، اس سورہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) عقائد

محشر کے دن بتوں اور شیطان کی براءت

مرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ حساب کتاب کے لیے تمام انسانوں کو میدان حشر میں جمع کرے گا تو مشرکوں اور کافروں سے سوال کرے گا کہ آج تمھارے معبود کہاں ہیں جن کی تم دنیا میں عبادت کرتے تھے؟ مشرکین ان کو پکاریں گے لیکن کوئی جواب نہیں ملے گا، جب ہوں گے ہی نہیں تو کیا سنیں گے اور کیا جواب دیں گے! بالآخر ان سب کو گھسیٹ

کر اوندھے منہ جہنم یعنی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

شیطان وابلیس جس نے ان کوراہِ راست سے ہٹایا تھااورشرک وکفر کی گندگیوں میں ان کو مبتلا کیا تھا خود ان مشرکوں کومخاطب کر کے کہے گا: اے لوگو! سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھاوہ جھوٹا وعدہ اور دھوکہ تھا، سچا وعدہ تو اللہ ہی کا تھا، میں نے تم کوشرک وکفر کے لیے مجبور نہیں کیا، میں نے اس کی طرف تم کو بلایا تو تم آ گئے، اب تم مجھ کو نہ کوسو اور نہ ملامت کرو، آج نہ میں تمھاری مدد کرسکتا ہوں اور نہ تم میری، میں آج تم سے اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں، اس کے بعد ان سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

جولوگ اس دنیا میں دوسروں کی گمراہی اوران کوایمان واسلام سے محروم کرنے کا سبب بنے تھے ان سے ان کے ماننے والے سوال کریں گے کہ ہم تو دنیا میں آپ کے تابع تھے، کیا اس تکلیف دہ موقع پر آپ ہماری مدد کریں گے، وہ جواب دیں گے کہ جب ہم خود آج اس عذاب سے بچ نہیں سکتے تو آپ کی کیا مدد کریں گے، اس وقت ہم صبر کریں یا بے صبری سے چیخ وپکار کریں کسی حال میں ہمارے لیے اب یہاں سے چھٹکارے کی گنجائش نہیں، گمراہ کرنے والوں کے اس جواب پر ان کے ماننے والے شدید غصہ میں کہیں گے کہ اے اللہ ہمیں ان گمراہ کرنے والوں کو دکھادے اوران کو ہمارے سامنے کردے تا کہ ہم ان کو اپنے پیروں تلے روندیں اور کچل دیں اوران کو ذلیل کریں۔

میدان حشر میں حضرت عیسی علیہ السلام سے بھی ان کی قوم کے سامنے جوان کوخدا کا بیٹایا معبود مانتے تھے اللہ سوال کریں گے کہ اے عیسی ! کیا تم نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کواللہ کو چھوڑ کر معبود مانو، حضرت عیسیٰ فرمائیں گے: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، میرے لیے یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں تھا کہ میں ایسی بات کہہ دیتا جس کا مجھے کوئی حق ہی نہیں تھا، اگر میں نے کہا ہوتا تو آپ کوضرور اس کا علم ہوتا اس لیے کہ آپ کو میرے دل کا حال معلوم ہے اور میں آپ کے دل کی باتوں سے واقف نہیں، آپ ہر طرح کے غیب کا علم رکھتے ہیں، میں نے تو وہی بات کہی تھی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میرے اور تمھارے پروردگار اللہ ہی کی عبادت کرو۔

(۳) دعائیں

صبر وشکر اور تواضع کے لیے دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا،

ترجمہ: اے اللہ مجھے بہت زیادہ صبر کرنے والا اور بہت زیادہ شکر کرنے والا بنادے اور مجھے اپنی نگاہوں میں چھوٹا اور دوسروں کی نگاہوں میں بڑا بنادے۔

(۴) فقہ

دفن

میت کو غسل، کفن اور نماز جنازہ کے بعد آخری فرض دفن کرنا ہے۔

قبر کی گہرائی کم از کم آدمی کے نصف قد کے برابر ہونا سنت ہے۔

میت قبر میں قبلہ کی سمت سے اتاری جائے، میت کو قبر میں اتارنے والا یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

قبر میں میت داہنے پہلو قبلہ کی طرف رکھی جائے اور کفن کی گانٹھ کھولی جائے۔

میت اگر عورت کی ہو تو قبر میں رکھتے وقت قبر کو اوپر سے ڈھانک دیا جائے۔

قبرستان میں موجود ہر شخص کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ قبر میں مٹی ڈالنا مستحب ہے۔

پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت "مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ"، دوسری مرتبہ مٹی ڈالتے وقت "وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ" اور تیسری مرتبہ "وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى" کہے۔

گھر میں میت کو دفن کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ گھر میں دفن کرنا صرف انبیاء کی خصوصیت ہے۔

ضرورت کے وقت ایک ہی قبر میں ایک سے زائد جنازوں کو دفن کرنا بھی جائز ہے۔

اگر ایک سے زائد لوگوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے تو دو کے درمیان مٹی سے فصل کرنا مستحب ہے۔

اگر کوئی کشتی یا سمندری جہاز میں مرجائے تو اس کو غسل اور کفن دیا جائے گا اور اس کی نماز پڑھ کر سمندر میں ڈال دیا

جائے گا، جس علاقے میں وفات ہوئی ہے وہیں دفن کرنا مستحب ہے، بلا ضرورت میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا مکروہ ہے، قبروں کو قدم سے روندنا اور قبروں پر سونا مکروہ ہے۔

شہید جو جہاد میں کافر دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جائے اس کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ ان ہی کے کپڑوں میں نماز پڑھ کر اسی خون کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔

(۵) سیرت نبوی ﷺ

اخلاق وعادات (۲)

غریبوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ ایسا ہوتا کہ ان کو اپنی غریبی محسوس نہ ہوتی، ان کی مدد فرماتے اور ان کی دل جوئی کرتے، اکثر دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر، ایک بار ایک پورا قبیلہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ لوگ اتنے غریب تھے کہ ان میں سے کسی کے بدن پر کوئی ٹھیک کپڑا نہ تھا، ان کو دیکھ کر آپ ﷺ پر بہت اثر ہوا، بے قرار ہو کر اندر گئے، باہر تشریف لائے، اس کے بعد سب مسلمانوں کو جمع کر کے ان لوگوں کی امداد کے لیے فرمایا۔

آپ ﷺ مظلوموں کی فریاد سنتے اور انصاف کے ساتھ ان کا حق دلاتے، کمزوروں پر رحم کھاتے، بے کسوں کا سہارا بنتے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے، حکم تھا کہ جو مسلمان مرجائے اور اپنے ذمے قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو، میں اس کو ادا کردوں گا۔

آپ ﷺ بیماروں کو تسلی دیتے، ان کو دیکھنے جاتے، دوست دشمن اور مومن وکافر کی اس میں کوئی قید نہ تھی، غلطی کرنے والوں کو معاف کر دیتے، دشمنوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے، جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ کرنے والوں تک سے بدلہ نہیں لیا ایک بار ایک شخص نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا، صحابہؓ اس کو گرفتار کر کے سامنے لائے، وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ڈر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ڈرو نہیں، اگر تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔

ہبار بن الاسود جو ایک طرح سے حضور کی صاحبزادی حضرت زینب ؓ کا قاتل تھا، فتح مکہ کے موقع پر اس نے چاہا کہ ایران بھاگ جائے لیکن وہ سیدھا حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ: میں بھاگ کر ایران جانا چاہتا تھا لیکن آپ ﷺ کا رحم وکرم یاد آیا، اب میں حاضر ہوں اور میرے جن جرائم کی خبر آپ کو ملی ہے وہ درست ہیں، حضور ﷺ نے اس کو معاف کر دیا۔

ہمسایوں کی خبر گیری فرماتے، ان کے یہاں تحفے بھیجتے، ان کا حق پورا کرنے کی تاکید فرماتے رہتے، ایک دن صحابہ ؓ کا مجمع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم: وہ مؤمن نہ ہوگا، خدا کی قسم: وہ مومن نہ ہوگا، صحابہ نے پوچھا، کون! یارسول اللہ؟ فرمایا: وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بچا ہوا نہ ہو، آپ ﷺ اپنے پڑوسیوں کے گھر جا کر ان کے کام کر آتے، پڑوسیوں کے سوا اور جو بھی آپ ﷺ سے کام کے لیے کہتا اس کو پورا فرماتے، مدینہ کی لونڈیاں آپ ﷺ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں یارسول اللہ! میرا یہ کام ہے، آپ ﷺ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا کام کر دیتے، بیوہ ہو یا مسکین یا کوئی اور ضرورت مند سب ہی کی ضرورتوں کو آپ ﷺ پورا فرماتے اور دوسروں کے کام کرنے میں عار محسوس نہ فرماتے۔

بچوں سے بڑی محبت فرماتے تھے، ان کو چومتے اور پیار کرتے تھے، فصل کا نیا میوہ سب سے کم عمر بچہ جو اس وقت موجود ہوتا اس کو دیتے، راستے میں بچے مل جاتے تو خود ان کو سلام فرماتے، اسلام سے پہلے عورتیں ہمیشہ کم تر سمجھی جاتی تھیں لیکن ہمارے حضور ﷺ نے ان پر بہت احسان فرمایا، ان کے حقوق مقرر فرمائے اور اپنے برتاؤ سے ظاہر فرما دیا کہ یہ طبقہ حقیر نہیں ہے بلکہ عزت و ہمدردی کے لائق ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ہر وقت مردوں کا مجمع رہتا تھا، عورتوں کو آپ ﷺ کی باتیں سننے کا موقع نہ ملتا اس لیے خود عورتوں کی درخواست پر آپ ﷺ نے ان کے لیے خاص ایک دن مقرر فرما دیا تھا، عورتیں دلیری اور بے تکلفی سے آپ ﷺ سے مسائل پوچھتیں، لیکن آپ ﷺ برا نہ مانتے، ان کی خاطر داری کرتے تھے۔

(۶) درسِ حدیث

ظلم

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر بھی حرام کیا ہے اور تم پر بھی حرام کیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (مسلم)

ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب بنے گا یعنی ظالم کو قیامت کے دن روشنی نصیب نہیں ہوگی جس سے وہ صحیح راستہ معلوم کر سکے جب کہ اہل ایمان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا، ظلم حرام ہے، قرآن وحدیث میں اس پر سخت ترین وعید بیان کی گئی ہے، ظالم قیامت کے دن اندھیروں میں ہوگا اور ظالموں کو جہنم کی دہکتی آگ میں ڈالا جائے گا اور قیامت کے دن ظالموں سے مظلوموں کے حقوق ادا کروائے جائیں گے یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بغیر

سینگ والی بکری کو بدلہ دلوایا جائے گا اگر اُس نے بغیر سینگ والی بکری کو دنیا میں مارا ہوگا۔

ظلم سے بندے کے نیک اعمال کا ثواب بھی ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکاۃ اور دوسری مقبول عبادتیں لے کر آئے گا مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو اس کے حق کے بقدر نیکیاں دی جائیں گی، ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان حقوق کے بقدر حق داروں اور مظلوموں کے گناہ جو انھوں نے دنیا میں کیے ہوں گے ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دیے جائیں گے، اور پھر اس شخص کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

(۷) حفظ حدیث

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ وہ سکرات کی حالت میں نہ پہنچ جائے۔

(۸) عملی سنت

مجلس سے اٹھتے وقت دعا پڑھنا

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ، فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ" (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں لغویات ہو تو وہ مجلس سے اٹھنے سے پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ پڑھے تو اس مجلس میں جو کچھ کوتاہی بالفرض ہوگئی ہو وہ معاف کی جاتی ہے۔

فہرست مضامین مع دستخط معلم

صفحہ	حفظ قرآن	دستخط	دعائیں	دستخط	درس حدیث	حفظ حدیث	دستخط	عملی سنت	دستخط
7	سورۃ البلد		ایمان مجمل		توبہ	إنّ الله لاينظر إلى		ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے	
12	سورۃ البلد		ایمان مفصل		تقویٰ	من حسن اسلام		کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا	
18	سورۃ الفجر		پنجم کلمہ		حلال کمائی	اتق الله حيث ما كنت		ہدیہ قبول کرنا	
23	سورۃ الفجر		نیا کپڑا پہننے پر		شرم وحیا	من أحدث في أمرنا		سونے کا سنت طریقہ	
30	سورۃ الفجر		افطار کی دعا		قناعت	الرجل على دين خليله		پسندیدہ چیز دیکھ کر اللہ کا شکر	
35	سورۃ الغاشیۃ		نیا چاند دیکھے		شکر	الكيس من دان نفسه		فرض نماز کے بعد آیت الکرسی	
40	سورۃ الغاشیۃ		مصیبت زدہ کو دیکھ کر		دنیا کی حقیقت	صلاة الجماعة أفضل		اہم معاملے میں نماز کی طرف	
46	سورۃ الغاشیۃ		سمندری سفر کی دعا		تواضع وانکساری	من ترک صلاة العصر		چار کلمات کی فضیلت	
52	سورۃ الأعلىٰ		جب نیند نہ آئے		محبت رسول اور اتباع سنت	الطهور نصف الإيمان		پیر اور جمعرات کا روزہ	
58	سورۃ الأعلىٰ		جب کڑک اور گرج ہو		چغل خوری	رحم الله إمرأ		سنت مؤکدہ نمازیں	
62	سورۃ الأعلىٰ		اولاد کے حق میں دعا		خوش اخلاقی	من قال لاإله إلا الله		اپنے گھر کا کام خود کرنا	
67	سورۃ الطارق		جب دشمن سے ڈر لگے		زنا کی شناعت	لايدخل الجنة نمام		رات میں جلدی سونا	
72	سورۃ الطارق		تعزیت کی دعا		توکل	المسلم مرآة المسلم		جمائی روکنا	
78	سورۃ البروج		مقصد کے حصول کے لیے		اولاد کی تربیت	الدنيا متاع وخير المتاع		کپڑا پہنتے وقت دعا پڑھنا	
85	سورۃ البروج		صلاۃ الحاجہ کی دعا		ناداروں کی مدد	المرأ مع من أحب		گھر سے نکلتے وقت دعا پڑھنا	
91	سورۃ البروج		دشمن کے فتنے سے بچنے		رشوت	اعظم النكاح بركة		تیز ہوا چلنے پر آپ ﷺ کا معمول	

فہرست مضامین مع دستخط معلم

عصری اسکولوں کے لیے اسلامیات کا نصاب

آج ملت اسلامیہ کے نوے فیصد سے زائد فرزندان عصری درس گاہوں میں زیر تعلیم ہیں لیکن افسوس کہ ان مسلم طلبہ کے لئے بنیادی دینی تعلیم کا نظم اکثر اسکولوں میں نہ ہونے کے برابر ہے اور جہاں تھوڑا بہت نظم دینیات کے کچھ گھنٹوں کے نام سے ہے وہاں صرف قرآن ناظرہ پڑھانے اور چند دعاؤں کے یاد کرانے پر اکتفا کیا جاتا ہے، عقائد، سیرت، فقہ اور اسلامی تاریخ وغیرہ پڑھانے کے لئے گنجائش نکالنا ذمہ داران مدارس کے لئے موجودہ نصابی کتابوں کی کثرت کے پیش نظر ممکن ہی نہیں، حالانکہ بحیثیت مسلمان ان بنیادی دینی علوم سے واقفیت ہر ایک کے لئے ناگزیر ہے،

مولانا ابوالحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی بھٹکل کرناٹک نے حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کی سرپرستی میں اللہ کے فضل سے محض اسی کے بھروسہ پر اس بات کا ارادہ کیا کہ کیوں نہ پرائمری ہائی اسکول اور کالجوں کے مسلم طلبہ کے لئے ایسی نصابی کتابیں تیار کی جائیں جو بنیادی اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہو، اسلامیات کے نام سے یہ نصابی سیریز اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جس میں دس اہم دینی مضامین حفظ وناظرہ وترجمہ قرآن، حدیث شریف، عقائد، سیرت نبوی، فقہ اسلامی، تاریخ، دعاؤں اور اخلاقیات کو شامل کیا گیا ہے، سردست نرسری تا دسویں تیرہ کتابیں تیار کی گئی ہیں، طلبہ کی نفسیات اور ان کی علمی سطح کے پیش نظر آسان زبان اور عام فہم وسہل انداز میں اس کو مرتب کیا گیا ہے۔

یہ نصابی کتابیں الحمد للہ ہندوستان کی مختلف ریاستوں کے دو ہزار سے زائد اسکولوں میں داخل نصاب ہیں، جہاں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد تین لاکھ سے اوپر ہے، یہ کتابیں الحمد للہ بیرونِ ہند، ملیشیاء، ایران، پاکستان، افغانستان، نیپال، بورنڈی (افریقہ) وغیرہ سے بھی شائع ہو کر وہاں کے اسکولوں کے نصاب میں داخل ہیں سردست یہ نصابی کتابیں اردو، عربی، انگریزی، جاپانی ہندی تامل، کنڑی وآسامی اور نیپالی وغیرہ زبانوں میں دستیاب ہیں، اسکولوں کے ذمہ داران سے گذارش ہے کہ اسلامیات کی یہ کتابیں ان کی زیر سرپرستی چلنے والے اسکولوں میں ضرور داخل نصاب کریں۔

₹ 150.00

Moulana Abul Hasan Ali Nadvi Islamic Academy
P.O Box No, 30 Bhatkal Karnataka India
Tel No: 91 8385 226381 / 91 8385 228498 Mob : 96201 04757
nadviacademy@hotmail.com

Designed by: Gufran Kobatte Nadvi